UNIVERSAL
LIBRARY

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحہ	قیمت
مسٹریز آف لنڈن	فسانہ لنڈن (۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴۸	لعہ ۸ر
سیمسٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرد	۵۱۹	عہ ۸ر
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۸	عہ ۸ر
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	عا ۸ر
مے مڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶	۱۲ر
لیلی پاشا آف منگریلیا	فسانہ الدوین دیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۲۷	عہ ۸ر
بروز سیٹیچو	لعبت فرنگ	منشی رام نراین صاحب	۷۲۴	عا ۸ر
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی۔اے	۱۴۸	۱۲ر
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح ایڈیٹر پنجاب گزٹ	۵۰۳	عا ۸ر
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمیدت صاحب عابد	۱۴۴	۱۲ر
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نراین صاحب ورما اثر لکھنوی	۲۵۹	عہ ۸ر
نیکرومینسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۴۴	عہ ۱۲ر
ویگز دی ویرولف	ویگز دلسیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۴	عا
ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	عا
کینلتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	سے ۱۲ر
میری پرائس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	سے ۱۳ر
الفرڈ	شاد کام	منشی امجد حسین خاں صاحب مرحوم	۲۱۰	عہ ر
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔اے مرحوم	۲۱۰	عہ ۸ر
اگنیس	شام جوانی (دو حصے)	منشی نوبت رائے صاحب لکھنوی	۶۰۰	۶ ۱۵
فشرمین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	۸ر

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

سلسلۂ ثانی اکیسویں جلد

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر

رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۱ء

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور



فہرست مطالب

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

اکیسویں جلد

باب ۱۷۹ بھوتوں والا مکان۔ دوسرا نظارہ

اس معرکہ کی رات کو جس کا ذکر پچھلے باب میں کیا جا چکا ہے۔ ۱۰ بجکر ۲ منٹ ہوئے تھے۔ کہ مسنر مارٹیمر اس تنگ گلی میں داخل ہوئی جو بلیک فرائرز روڈ سے کاٹنگ ڈسٹرکٹ کی طرف جاتی ہے۔

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بہت غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکی تھی کہ جیک رلی کسی کام میں اپنے شریک کار سے بے وفائی کرنے والا آدمی نہیں ہے مگر اس کے باوجود یہ کام جو اس نے ہاتھ میں لیا۔ اس کی نسبت بار بار اس کے جی میں یہی آتی تھی۔ کہ یہ جسقدر جلد ختم ہو جائے اچھا ہے۔ چنانچہ اس گلی میں چلتے ہوئے بارہا اس نے بلند آواز سے کہا "خدا کرے یہ رات جلد ختم ہو اور دن نکلے"۔ کئی مرتبہ اس کے جی میں آئی۔ کہ میں اس خطرناک مہم سے دست بردار ہو جاؤں۔ لیکن ہر بار جب وہ پلٹتی۔ کوئی نامعلوم ترغیب پھر اُسے آگے قدم اٹھانے پر مجبور کرتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب ٹھیک وقت مقررہ پر جیک رلی اس سے ملا تو اُسے اپنے دل میں جو حوصلہ محسوس ہوا۔ اس کی نسبت وہ یہ معلوم کرنے سے قاصر رہی۔ کہ اس کا موجب انتہائی اعتماد ہے

یاحد درجہ کی مایوسی۔

ڈاکٹر نے اس کا ہاتھ بزور اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے جسے ممکن ہے اسکی دوستی کا ثبوت سمجھا جائے۔ اگرچہ یہ ایک نہایت تکلیف دہ ثبوت تھا کہنے لگا "میری جان! تم مقررہ پر آگئی ہو۔ میرا پہلے ہی یہ خیال تھا۔ کہ تم اس مقابلہ میں پیٹھ نہیں دکھاؤگی۔ بلکہ ہر طرح تیار ہو کر آؤگی"

"اور میرے پیٹھ دکھانے کی وجہ بھی کیا ہو سکتی تھی؟" مسز مارٹیمر نے استقلال کے لہجہ میں کہا۔ "وٹرل باب پر قابو پانے کا تمہیں کامل اعتماد ہے۔ اور دوسرے بدمعاش ٹارنز سے میں خود اچھی طرح نپٹ لوں گی"

"تمہارے اس سے لڑنے کا نظارہ واقعی قابل دید ہوگا" ڈاکٹر نے کہا "لیکن ان باتوں میں وقت ضائع کرنا فضول ہے۔ میں نے اس معاملہ میں جو تجویز سوچی ہے وہ یہ ہے۔ کہ وٹرل باب کا ایک جوان عورت مولی کیلورٹ سے تعلق ہے جسے عرف عام میں پگ فیسڈ پال کہتے ہیں۔ یہ عورت اس کے مقام سکونت سے واقف ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ بند دروازہ کھلوانے کے لئے کن اشاروں سے کام لینا چاہیئے۔ اس کے علاوہ جب کبھی وٹرل باب عدم پتہ ہو تو یہ عورت خوراک کی چیزوں اور شراب کی بوتلوں کی ایک ٹوکری لیکر سیدھی اسی مقام پر جاتی ہے۔ جس کی نسبت اسے معلوم ہے کہ باب ضرورت کے وقت وہاں چھپتا ہے۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر وہ سمجھ لیتی ہے۔ کہ ضرور کوئی خاص ہی واقعہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے یہ شخص عدم پتہ ہو گیا ہے۔ اب میری تجویز یہ ہے۔ کہ تم پگ فیسڈ پال کا فرض ادا کرو . . ."

"میں نے سمجھ لیا" مسز مارٹیمر قطع کلام کرکے کہنے لگی "تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں پگ فیسڈ پال کی طرح داخلہ کا اشارہ دوں اور مکان کے اندر داخل ہو جاؤں . . ."

"ہاں میڈم یہی میری تجویز ہے" اس کے خوفناک رفیق نے کہا۔ "مگر داخل صرف تمہیں کو نہیں۔ ہم دونوں کو ہونا ہے۔ اور میں یہ بھی بتا دوں کہ اس سے پہلے جب کبھی میں کسی ایسے موقعہ پر مولی کیلورٹ کے ساتھ اس مقام پر گیا جہاں وٹرل باب چھپتا ہے۔ تو مولی ہمیشہ دروازہ کھلنے پر وٹرل باب سے کہہ دیا کرتی تھی کہ فکر نہ کرنا۔ اپنا ہی آدمی ہے"

"تجویز جو تم نے سوچی بیشک بہت اچھی ہے" مسز مارٹیمر نے تسلیم کیا" لیکن اس میں ایک نقص ہے ۔ فرض کرو وہ عورت جس کا تم ذکر کرتے ہو ہم سے پہلے وڈریل باب کے پاس پہنچ گئی ہو . . . اس صورت میں . . ."

"واہ ایسی بہکی باتیں کر رہی ہو" اس بدمعاش نے جواب دیا" کیا تم جیک رلی کو اُلّو کا پٹھا سمجھتی ہو؟" اور یہ کہتے ہوئے اسے اس قدر جوش آیا کہ مسز مارٹیمر کو تاریک گلی میں اس کے پھٹے ہوئے ہونٹ کے اندر سے جبڑے کے ایسے مضبوط دانت چمکتے نظر آئے "نہیں میڈم ۔ مجھے اتنا بے وقوف نہ سمجھنا ۔ میں آج صبح سے ہی جب تم سے رخصت ہوا اس کام کی سر انجام دہی کے لئے تدابیر عمل میں لاتا رہا ہوں ۔ چنانچہ سب سے پہلا کام جو میں نے کیا یہ تھا کہ سیدھا مولی کیلورٹ کے مکان پر گیا ۔ اور اس کے لئے جن کی ایک بوتل منگوائی ۔ وہ عورت اس شراب کی بہت شائق ہے خصوصاً اس صورت میں کہ خرچ کسی دوسرے کے ذمہ ہو ۔ چنانچہ میری منگائی ہوئی بوتل میں سے اس نے خوب ہی پی ۔ یہاں تک کہ جب میں سہ پہر کو اس سے رخصت ہوا تو اس کی حالت ایسی تھی کہ رات کے دو تین بجے تک چارپائی سے ہل نہ سکے گی ۔ اگر ہل جائے تو کہنا جیک رلی ایک سخت ہی بے وقوف شخص ہے اور وہ کسی کام کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا"

"میں تسلیم کرتی ہوں تم بڑے سمجھ دار اور دور اندیش ہو" مسز مارٹیمر نے خوشامدانہ لہجہ میں کہا" بہر حال تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اس عورت کی حالت ایسی کر دی ۔ کہ وہ ہمارے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتی ۔ اور اب میرا کام یہ ہے کہ اس کا روپ اختیار کر کے کسی طرح اس مکان میں داخل ہو جاوں"

"میڈم صرف روپ اختیار کرنے ہی کی ضرورت نہیں" جیک رلی نے زوردار لہجہ میں کہا "کیونکہ اگر وڈریل باب نے بازار کے لیمپ کی روشنی میں اتفاقیہ طور پر ذرا بھی تمہاری صورت دیکھ لی ۔ تو وہ فوراً پہچان لیگا ۔ تم یگ فینسڈ پال نہیں ہو ۔ اس لئے ضرورت فقط روپ اختیار کرنے کی نہیں ۔ بلکہ ہوشیاری اور چالاکی کی بھی ہے"

"میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھی" مسز مارٹیمر نے تلخ لہجہ میں کہا" جو کچھ بیان کرنا ہے تم اُسے مختصر طور پر لیکن صفائی کے ساتھ بیان کرو"

"میں اس کی تشریح کئے دیتا ہوں" جیک رلی نے کہا" سنو پہلا اشارہ اس مکان

کو کھلوانے کا یہ ہے۔ کہ سڑک سے چند کنکر اٹھا کر انہیں اس مکان کی ایک خاص کھڑکی کی طرف پھینکا جائے۔ لیکن چونکہ بعض اوقات کوئی راہرو اتفاقیہ طور پر بھی ایسی حرکت کر دیتا ہے اس لئے لازم ہے کہ ایک دو منٹ کے وقفہ کے بعد کنکریاں پھینکنے کا دور عمل میں لائی جائے۔ اس کے چند سیکنڈ بعد وڑلی باب صدر دروازہ کو ذرا سا کھولیگا۔ زیادہ سے زیادہ کوئی انچ کے قریب۔ اس وقت تمہارا کام یہ ہوگا۔ کہ پھرتی سے اسے کہدو۔ میں ہوں۔ اور میرے ساتھ ڈاکٹر ہے۔ اس پر دروازہ اور زیادہ کھل جائیگا اور باب اس کے پیچھے چھپ کر کھڑا رہے گا۔ اس وقت تم نے فوراً اندر گھس جانا تمہارے پیچھے پیچھے میں بھی آجاؤں گا۔ چونکہ ڈیوڑھی میں اور باورچی خانہ کی طرف جانے والے زینہ پر سخت تاریکی ہوگی۔ اس لئے وہ نہیں جانے گا۔ کہ تم مولی کیلورٹ نہیں ہو۔ وہ اسی دھوکہ میں رہے گا۔ تم اس کی آشنا ہو۔ اندر داخل ہو کر تم نے ڈیوڑھی میں سیدھے چلتے جانا۔ جس کے بعد تم زینہ کے قریب پہنچ جاؤگی۔ خبردار راستہ میں رکنا نہیں۔ نہ یہ ظاہر ہونے دینا۔ کہ تم اس مکان سے پہلے کی واقف نہیں ہو۔ زینہ پر بڑی تیزی کے ساتھ اترنا۔ اسکے بعد تمہیں سامنے روشنی دکھائی دے گی۔ وہ باورچیخانہ ہوگا۔ اور وہیں ٹارنز کا موجود ہونا یقینی ہے اسے دیکھکر فوراً لپٹ جانا اور اسے مضبوطی کے ساتھ قابو میں لے آنا۔ خبردار ایک منٹ بھی ضائع نہ ہو۔ کیونکہ جس وقت تم اس کے سامنے پہنچوگی وہ تمہیں پہچان کر زور سے چیخ ماریگا۔ اس کے بعد ہمارے درمیان لڑائی چھڑ جانا یقینی ہے۔ وڑلی باب میرے عین پیچھے ہوگا۔ اور۔۔۔"

"اور تم اس وقت کہ میں ٹارنز سے لپٹ جاؤں۔ باب پر حملہ کر دوگے؟" مسز مارٹیمر نے اس قسم کے کینہ آمیز لہجہ میں کہا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اس خوفناک انتقام کے خیال سے بہت خوش ہو رہی ہے۔ جو وہ اپنے شوہر سے لینا چاہتی تھی۔

جیک رلی نے اس سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "میڈم جو کام میں نے تمہارے سپرد کیا۔ اسے اگر تم خوش اسلوبی سے پورا کر دو۔ تو باقی کی فکر نہیں۔ اسے میں خود پورا کرونگا۔ بتاؤ اب تیار ہو؟"

"بالکل"۔ عورت نے جواب دیا۔ "تمہیں کس سمت میں چلنا ہے؟"

ڈاکٹر نے کہا۔ "وہ مکان سٹیمفورڈ سٹریٹ میں واقع ہے۔ میری رائے میں اچھا ہوگا

کہ میں آگے چلوں تم ذرا فاصلہ دے کر پیچھے چلتی آؤ۔"

یہ کہہ کر وہ پیچھے مڑا۔ اور ایک تنگ گلی کے راستہ چلتا ہوا بلیک فرائرز روڈ سے ہو کر سٹامفورڈ سٹریٹ کی نکڑ تک پہنچا۔ یہاں کھڑے ہو کر اس نے یہ معلوم کرنے کے لئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ کہ مسز مارٹیمر آ رہی ہے؟ بازار میں جلتے ہوئے لمپوں کی روشنی میں وہ اُسے چند قدم پیچھے آتی نظر آئی۔ اور اسی طرح سٹیمفورڈ سٹریٹ میں بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔ وہاں اس بدمعاش نے جھک کر فرش زمین سے چند کنکریاں اُٹھائیں۔ اور انہیں اس شکستہ مکان کی ایک کھڑکی پر پھینکا۔ جو اس قطار میں تیسرا مکان تھا۔ اور جس کی نسبت پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ باقی دو مکانوں کی طرح نہایت شکستہ حال تھا۔ چند قدم اور آگے چل کر اس نے پھر سڑک سے تھوڑے سنگریزے اُٹھا لئے اور رک کر مسز مارٹیمر سے عین اُس مکان کے سامنے ملا۔ جو منزل مقصود تھا۔ مکان کی کھڑکی پر دوبارہ کنکریوں کی بارش کی گئی اور اس کے بعد ڈاکٹر اور مسز مارٹیمر دونوں مکان کے صدر دروازے کے سامنے ٹھیر گئے۔ مسز مارٹیمر کو اس لئے آگے کر دیا گیا۔ کہ دروازہ کھلنے پر کوئی سوال پوچھا جائے۔ تو وہ اس کا جواب دے سکے۔

جیسا کہ امید کی گئی تھی۔ شکستہ مکان کا صدر دروازہ دو اینچ کے قریب کھلا۔ اور بڑھیا مسز مارٹیمر نے کسی جوان عورت کا لہجہ اختیار کر کے جلدی سے دبی زبان میں کہا "میں ہوں اور میرے ساتھ ڈاکٹر ہے" اس پر دروازہ اور زیادہ کھل گیا۔ اور وٹریل بابِ کواڑ کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

مسز مارٹیمر جلدی سے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے جیک رلی بھی گھس گیا وٹریل باب نے بڑی آہستگی سے دروازہ بند کیا اور زنجیر لگا دی۔

پھر ہلکی گلوگیر آواز میں وہ کہنے لگا "پالی ذرا سنبھل کے چلنا۔ سیڑھیوں پر اُترنے کی جلدی کیوں کرتی ہو؟ باورچی خانہ کے دروازہ میں ایک چیز پڑی ہے۔ ایسا نہ ہو تم ٹھوکر کھا کر گر جاؤ۔"

"کیوں باب وہ کیا چیز ہے؟" جیک رلی نے جلدی سے پوچھا۔ کیونکہ یہ جملہ سنتے ہی اُس کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور وہ ڈرتا تھا کہیں یہی شبہ مسز مارٹیمر کے دل میں بھی نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ اس کے زیر اثر اس کے منہ سے کلمہ استعجاب نکل جائے جس کی

وجہ سے سارا راز فاش ہو جائے۔

"کیا چیز ہے" ڈریل باب نے اس انداز سے ہنستے ہوئے کہا۔ جو منہدم مکان کی تاریک ڈیوڑھی میں نہایت خوفناک معلوم ہوا۔ "لاش ہے۔ میری رائے میں پال نے تم سے کہہ دیا ہوگا کہ معاملہ کیا ہے۔ کیونکہ وہی تمہیں ساتھ لے کر آئی ہے۔ اور اگرچہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اُسے تمہیں اس معاملہ سے خبردار کرنے کا کیا حق حاصل تھا۔ تاہم اب کہ تم آگئے ہو مجھے اس کا افسوس بھی نہیں۔ کیونکہ تم سے مجھے اس لاش کے دبانے میں تو مدد مل جائے گی۔ اور میں نہایت میں با قاعدہ حصہ دار تصور کرونگا"

اب مسز مارٹیمر کو بھی یقین ہو گیا۔ کہ میرے شوہر ٹارنر کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ایک ناقابل بیان خوف اس پر طاری ہو گیا۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا۔ کہ میں دو مسلمہ بدمعاشوں کے قبضہ میں بالکل بے بس ہوں۔ ان میں سے ایک نے اگر میرے شوہر کو قتل کر دیا ہے۔ تو کیا عجب دوسرا میرا قصہ پاک کر دے

اُسے ایک قسم کی بے ہوشی طاری ہوتی محسوس ہوئی۔ اور وہ لڑکھڑا کر سہارے کے لئے دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ یکایک جیک رلی نے ڈریل باب کے آخری الفاظ کے جواب میں کہا۔ "پال نے مجھے تمہارے کسی معاملہ کی نسبت بالکل خبردار نہیں کیا۔ وہ اس طرف کو آرہی تھی۔ کہ میں اتفاقیہ طور پر مل گیا۔ اور میں نے سمجھ لیا وہ یہیں کو آرہی ہے۔ اُسکے بعد میں زبردستی اُس کے ساتھ چلتا آیا۔ کیونکہ میں نے سمجھا تکلیف کے وقت تمہیں ایک پرانے دوست سے ملکر ضرور خوشی حاصل ہوگی۔"

ان الفاظ سے مسز مارٹیمر کی دلجمعی ہو گئی۔ اور اس نے جان لیا۔ کہ ان کا کہا جانا بے مطلب نہیں۔ وہ سمجھ گئی۔ کہ جیک رلی کا مقصد کسی طرح ڈریل باب کو باتوں میں لگا کر نچلی منزل تک لے جانے کا ہے۔ اور یہ وہیں جا کر اس پر حملہ کرے گا۔ اوسان بحال کر کے راستہ ٹٹولتی ہوئی وہ اس مقام تک پہنچی۔ جہاں زینہ ختم ہوتا تھا۔ اور اسی جگہ اُسے اپنے سامنے باورچی خانہ کی جھلملاتی روشنی میں کمرہ کے اندر اپنے شوہر کی بدصورت لاش نظر آئی۔

اس نظارہ کو دیکھ کر خون اس کی رگوں میں منجمد ہو گیا۔ کیونکہ گو اُسے ٹارنر سے نفرت تھی اور وہ خود اس سے نہایت خوفناک انتقام لینا چاہتی تھی۔ گو اُسے اُس رشت

انتہا درجہ کراہت تھی۔ جو ان دونوں کو وابستہ کرنے والا تھا۔ تاہم اس وقت اپنے سامنے ایک بے بس لاش دیکھ کر اس کا بدن بھی تھرا گیا۔

جوں توں کر کے ہمت بحال رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے لاش کے پاس سے تیزی سے گذر کر وہ اس خوفناک باورچی خانہ میں داخل ہوئی۔ جو ہر لحاظ سے وڑیل بابب جیسے بدمعاش کا نہایت موزوں مسکن تھا۔ اور جس میں اس قسم کی وارداتیں ہونا ایک قدرتی امر سمجھا جا سکتا تھا۔ جیسی اس رات وہاں ہوئی۔

کمرہ کے وسط میں پہنچ کر وہ رُک گئی۔ اور اب پوری توجہ سے کان لگا کر سننے لگی۔

جیک رلی زینہ کے آخری حصہ تک پہنچ چکا تھا۔ اور وڑیل بابب ابھی اُترنے لگا تھا۔

اول الذکر اس مقام پر رُک کر جو زینہ اور باورچی خانہ کی دہلیز کے درمیان واقع تھا کہنے لگا۔ "بے شک یہ لاش پڑی ہے۔ مگر بابب اس شخص نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ اور یہ واقعہ کیونکر پیش آیا؟"

وہ بولا۔ "ٹھیر جاؤ۔ میں تمہیں سارا حال بتاتا ہوں۔ مجھے امید ہے۔ مال کھلنے کے لئے کافی چیزیں لائی ہو گی۔ کاروبار کی مصروفیت میں بھوک تو بہرحال زائل نہیں ہو جاتی"۔

"بے شک اس کے پاس ایک ٹوکری ہے" جیک رلی نے کہا۔

اب وڑیل بابب بھی سیڑھیوں سے اُتر کر نیچے پہنچ گیا تھا۔ یکایک ڈاکٹر نے کسی وحشی درندہ کی طرح جست کر کے اس پر حملہ کیا۔ اور اس کی وجہ سے بابب وہیں زینہ پر گر پڑا۔

"اُف! دغاباز کتے!" اس نے جوش میں بھر کر کہا۔ اور اس وقت اس کی آواز کسی درندہ کی دبی ہوئی گرج سے مشابہ تھی جسے اس کے محافظ نے تنگ کیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ اور ان میں خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی۔

مسز مارٹیمر کا دل اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ وہ خوب سمجھتی تھی۔ کہ اگر اس جدوجہد میں میرا ساتھی مارا گیا۔ تو میرے بچاؤ کی قطعاً امید نہیں۔ لمحہ بھر کے لئے وہ اسی مقام پر کھڑی رہی اس جدوجہد کی آواز اس کے کانوں تک پہنچتی تھی۔ مگر نظارہ اسے دکھائی نہیں دیتا تھا۔

معاً اُسے خیال آیا کہ میں کیوں اپنے رفیق کو مدد دوں۔ بس فوراً اپنے شال کے نیچے سے لپٹی ہوئی رسی نکال کر جسے وہ شارپ کو باندھنے کے لئے ساتھ لائی تھی وہ اس مقام کی طرف دوڑی جہاں ان دو خوفناک شخصوں میں کشتی ہو رہی تھی۔

روشنی کی وہ ہلکی سی شعاع جو اس مقام تک پہنچتی تھی اُس پر یہ واضح کرنے کے لئے کافی تھی۔ کہ وٹریل بابب اپنے مخالف پر غالب ہے۔ اس وقت وہ اس کے اوپر چڑھا ہوا تھا۔ اور جیک رلی اس کے نیچے دبا ہوا زور سے جدوجہد کر رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وٹریل بابب کی طاقت کا صحیح اندازہ کرنے میں اس سے بھاری غلطی ہوئی۔ کشتی کرتے ہوئے دونو بدمعاش رہ رہ کر بیہودہ لفظوں میں ایک دوسرے کو گالیاں دے اور بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ معاملات کی یہ حالت تھی کہ مسز مارٹیمر نے جو خطرہ کے احساس سے سنبھل چکی تھی۔ موقعہ پر پہنچکر رسّی کا پھندا بنا کے وٹریل بابب کی گردن میں ڈال دیا۔ اور اُسے زور سے کھینچا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے رفیق کی حوصلہ افزائی کے لئے کسیقدر بلند آواز میں کہنے لگی "رلی ہمت نہ ہارنا۔ اور اسے مضبوط پکڑے رکھنا۔ خبردار اپنی گرفت کو ڈھیلا نہ کرنا۔"

وٹریل بابب نے جس وقت اپنی گردن میں رسّی لپٹتی محسوس کی اور اس عورت کو صحیح لہجہ میں بولتے سُنا۔ تو چلّا کر کہنے لگا "تم دونو کا ستیاناس ہو" اور پھر اس نے پہلے دشمن کو چھوڑ کر نئے برحملہ آور ہونے کے لئے پیچھے کی طرف مڑنے کی کوشش کی۔

مگر عورت نے رسّی کو اس مضبوطی سے پکڑا اور کھینچا کہ اس کا دم بند ہونے لگا۔ اور اُسے بیہوشی طاری ہوتی محسوس ہوئی۔ اتنے میں جیک رلی جسے وہ چھوڑ چکا تھا اُٹھ کر سنبھل گیا۔ اپنا ایک زانو وٹریل بابب کے سینہ پر رکھ کر اسے زور سے دباتے ہوئے اور اس کی کلائیوں کو اپنے مضبوط آہنی ہاتھوں میں پکڑ کر وہ مسز مارٹیمر سے کہنے لگا "تم اس کی ٹانگیں باندھ دو۔ پھر ہمیں کسی طرح کا ڈر نہیں ہے" پھر وٹریل بابب سے مخاطب ہو کر جس کی آنکھیں نیم تاریکی میں بھی بڑی تیزی سے چمکتی تھیں وہ کہنے لگا "تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ نہ ہلو۔ ورنہ یقیناً تمہارا دم بند ہو جائیگا۔ اب مقابلہ کرنا بے سُود ہے۔ تم ہمارے اختیار میں ہو۔ اور اگر تمہاری طرف سے مزید حفاظت کی ضرورت پیش آئی۔ تب مجھے اپنا شکاری چاقو تمہارے حلق پر پھیر دینے میں تامل نہ ہوگا۔ اگرچہ پرانی دوستی کا خیال رکھتے ہوئے مجھے اس کا افسوس ضرور ہوگا۔"

"لیکن ... لیکن جیک کیا بات ہے ... اور میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ کہ تم

مجھ سے یہ سلوک کر رہے ہو؟" وڈریل باب نے کہا جس کا گلا مسز مارٹیمر کے پھندے میں پھنسا ہوا تھا۔ اور اس کے دوسرے سرے سے اس بڑھیا نے غیر معمولی پھرتی سے اس کے گھٹنے اور پاؤں باندھ دیے تھے۔ کیونکہ رلی کی دھمکیوں کے بعد وڈریل باب نے زیادہ مزاحمت کرنا بے سود سمجھا تھا۔

"جو کچھ تم نے بگاڑا وہ میں ابھی تم سے بیان کرونگا" ڈاکٹر نے اس کے جواب میں کہا۔ "اب جبکہ تمہاری مشکیں کس دی گئی ہیں۔ تم زیادہ خطرناک نہیں ہو۔ لیکن احتیاطاً مجھے بازو بھی باندھ لینے دو۔ اس کے بعد جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ کہونگا ... میڈم ادھر کو آنا اپنا ہاتھ میرے کوٹ کی دائیں جیب میں ڈال کے تم رسی نکال لو ... بس ٹھیک ہے۔ دیکھو باب ہلو نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ میں تمہیں نقصان پہنچا بیٹھوں۔"

اس کے بعد جیک رلی نے اپنے مغلوب دشمن کی کلایاں باندھنی شروع کیں۔ اور جب اس سے فارغ ہو کر کہنے لگا۔ "آؤ اب میں تمہیں اٹھا کر باورچی خانہ میں لے چلوں۔ اگر وہاں برانڈی موجود ہے تو میں تمہیں گرد و غبار کا ذائقہ دور کرنے کے لئے اس کے چند گھونٹ دیتا ہوں۔"

یہ کہکر جیک رلی نے وڈریل باب کو بازوؤں پر اٹھا لیا۔ اور اسے باورچی خانہ میں لے چلا۔ وہاں جا کر اسے اس نے ایک کرسی پر رکھا۔ اور وڈریل باب نے اب اول مرتبہ یہ بات معلوم کی۔ کہ یہ عورت وہی ہے جس کا دیبہ میں نے مارننگ کے ساتھ مل کر اڑایا تھا۔

میز پر رکھی ہوئی بوتل میں کافی شراب موجود تھی۔ اس کا ایک گلاس بھر کے اس نے وڈریل باب کے منہ سے لگایا۔ اور وہ اسے حریصانہ انداز سے پی گیا۔ کیونکہ کشتی لڑنے اور اس کے بعد رسی سے دم گھٹنے کے باعث نیز گرد و غبار کے اڑنے سے اس کا گلا خشک ہو چکا تھا۔ مسز مارٹیمر کی طرف مخاطب ہو کر جو ذہنی اور بدنی تکان کے باعث دوسری کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ ڈاکٹر کہنے لگا۔ "میری اچھی بلی۔ تم بھی تو اس میں تھوڑا حصہ لو۔" اور اس کے بعد ایک ایسے لہجہ میں جو عمر رسیدہ عورت کے لئے کافی تسلی بخش تھا وہ کہنے لگا۔ "میڈم تم نے میری جان بچائی ہے۔ پہلے تمہاری نسبت میرا ارادہ کچھ بھی ہو۔ بہر

حال اب میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ تم سے میرا سلوک نہایت منصفانہ ہوگا۔ لیکن پہلے تم کچھ پیو تو سہی۔"

مسز مارٹیمر یہ فقرہ سن کر بہت خوش ہوئی۔ اور اس کے خوفناک جھری دار چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے۔ جیک رلی کو اس کی صورت دیکھکر بہت حیرت ہوئی۔ کیونکہ اس وقت اُسنے وہ اس چرغ سے مشابہ نظر آئی۔ جو پیٹ بھر کھانے کے بعد بہت خوش ہو۔ اس کی خوشی یہ دیکھکر دوبالا ہو گئی۔ کہ بڑھیا نے تیز شراب کا گلاس ایک ہی بار منہ سے لگا کے ختم کر دیا۔ اس کے بعد وہی گلاس برانڈی سے پر کرکے جیک رلی نے پیا۔ اور پھر اُسے میز پر رکھ کر وہ کہنے لگا۔ "اب ہمیں کاروبار کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ باب پہلے تم یہ بتاؤ۔ وہ روپیہ کہاں ہے؟" اور یہ کہتے ہوئے اُس نے اس بے بس لیکن خوفناک بدمعاش کی طرف دیکھا۔ جو کرسی پر چپ چاپ بیٹھا تھا۔ لیکن جس کا چہرہ فرط غضب سے لال ہو رہا تھا۔

"جیک میں امید کرتا ہوں۔ تم اس میں سے میرا حصہ ضرور نکال لوگے"۔ اس نے مصالحت آمیز لہجہ میں کہا۔

"تمہارا حصہ!" ڈاکٹر نے اپنے ہاتھ وٹریل باب کی دونو جیبوں میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ "میں تمہیں اس سے ایک نصف پنس کا سکہ بھی نہیں دوں گا۔ . . . آہ! اس جیب میں روپیہ موجود ہے اور اس میں شک نہیں یہ پارسل خاصہ وزندار ہے"۔ پھر اس نے وٹریل باب کی جیب سے بھورے کاغذ میں لپٹا ہوا نقدی کا پارسل نکالکر اُسے مسز مارٹیمر کی طرف پھینکتے ہوئے کہا "میڈم تم اسے گن کر ساوی حصے کر لو۔ اور تسلی رکھو میں روپیہ کی تقسیم میں تم سے پوری دیانت داری کا سلوک کرونگا۔ البتہ اس کے بعد اگر تم اس انتظام کو پسند کرو۔ تو ہم دونو اپنا روپیہ ملا کر میاں بیوی کی زندگی بسر کریں گے یعنی میرا نام جیک رلی ہوگا۔ اور تمہارا مسز رلی"۔

مگر اس طویل فقرہ کا آخری حصہ مسز مارٹیمر نے بالکل نہیں سنا۔ کیونکہ جس وقت بھورے کاغذ کا وزندار پارسل اُس کے ہاتھ آیا تو اُس کی پوری توجہ اُس کی دیکھ بھال میں لگ گئی۔ اس نے اُسے میز پر رکھ کر کھولا۔ اور موم بتی کی جھلملاتی روشنی میں بڑی احتیاط سے پونڈوں کو گنا اور میلے کچیلے نوٹوں کو خوب اُلٹ پلٹ کر دیکھا جس کے بعد کہنے لگی

"اس روپیہ میں صرف ایک پونڈ کم ہے۔ جس کی نسبت میرا خیال ہے کہ ان بدمعاشوں نے بھنا کر صرف کر لیا ہوگا۔ لو مسٹر لی یہ تمہارا حصہ ہے۔ اور میں اس قیمتی امداد کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

"بخدا اس روپیہ کو حاصل کر کے تمہارے چہرہ پر وہ رونق آگئی ہے۔ کہ میرے خیال میں تمہارے برابر خوبصورت بیوی کبھی کسی کے دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "اور اگر میرے پاس گنجایش ہوتی۔ تو میں اپنا حصہ بھی محض یہ دیکھنے کے لئے تمہارے حوالہ کر دیتا کہ تم اسے پا کر کتنی خوش ہوتی ہو۔ لیکن کیا عجب تم اب بھی اپنی قسمت مجھ سے وابستہ کرنا منظور کر لو۔"

یہ کہتے ہوئے اس بدمعاش نے اپنا حصہ جیب میں ڈال لیا۔ اور اس بارہ میں مسز مارٹیمر نے بھی اس کی تقلید کی۔ اس عرصہ میں ڈریل بابب کے چہرہ پر خوفناک تندی کے آثار نمودار رہے۔ صاف ظاہر تھا کہ اگر وہ کسی طرح کرسی سے اٹھ سکتا۔ تو فرط غضب سے اس کے بدن میں اس قدر توانائی آجاتی۔ کہ فریق ثانی کو لینے کے دینے پڑجاتے۔

لیکن وہ اس وقت بے بس اور بے کس تھا۔ اور اپنی اس بے بسی کا احساس اس کے دل میں اپنے کامیاب دشمنوں کے خلاف انتہائی نفرت اور نہایت خوفناک انتقام کی خواہش پیدا کر رہا تھا۔ جس کے اثرات اس کے چہرے کو معمول سے زیادہ خوفناک بناتے تھے۔

"سنو بابب۔" جیک لی نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا "اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ میں نے تم سے یہ سلوک کس لئے کیا۔ اس سے تمہیں یقین ہوجائے گا۔ کہ میں نے جو کچھ کیا۔ تم واقعی اس کے مستحق تھے۔ کیونکہ یہ دراصل ادلے کا بدلہ ہے۔ تمہیں اس نقب زنی کا واقعہ یاد ہے جو ہم نے بیکہم میں کی تھی؟ اس موقعہ پر تمہیں ایک دراز میں ۱۲۰ پونڈ کی تھیلی ملی۔ اور تم نے نہ صرف مجھے اس کا حصہ دار نہ بنایا۔ بلکہ مجھ سے اس واقعہ کا ذکر تک نہیں کیا۔"

"یہ جھوٹ ہے ... سفید جھوٹ ہے!" اس بدمعاش نے بڑے جوش میں بھر کر کہا پھر کہنا کہ جھوٹ ہے!" ڈاکٹر غصہ میں بھر کر کہنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا پھٹا ہوا ہونٹ غصہ کی وجہ سے سپید اور رخسار کا سرخ داغ قرمزی رنگ کا ہوگیا۔

اب کی مرتبہ تم نے یہ الفاظ کہے تو یقین جانو میں تمہاری گردن ایک کان سے دوسرے تک سراسر کاٹ دونگا۔ سوچو تو سہی میں اس واقعہ کو کیونکر اختراع کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے اخباروں میں اس چوری کی نسبت ایک اشتہار دیکھا جس میں لکھا تھا۔ کہ باقی سامان کے علاوہ ۱۲۰ پونڈ کی ایک تھیلی بھی دراز سے گم پائی گئی۔ اور یہ بات مجھے اچھی طرح معلوم تھی۔ کہ چوری کرتے وقت اس دراز کی دیکھ بھال تمہیں نے کی تھی۔ میں نے اس وقت تمہیں اس واقعہ سے خبردار کرنا ضروری نہیں سمجھا بلکہ یہ فیصلہ کیا۔ کہ اس کا بدلہ تم سے کسی خاص موقعہ پر لوں گا۔ وہ موقعہ آج مل گیا۔ اور میں تمہیں جتائے دیتا ہوں کہ اگر تم اس موقعہ پر ایک ۶۰ پونڈ کی حقیر رقم کے لئے مجھ سے دھوکہ بازی نہ کرتے۔ تو آج ہزاروں سے ہاتھ نہ دھونے پڑتے۔"

"فرض کرو ایسا ہی ہوا جیسا تم بیان کرتے ہو" وڑیل باب حلیمانہ لہجہ اختیار کرکے کہنے لگا "مگر اس کے باوجود جو کچھ آج تم نے مجھ سے کیا کیا وہ ضرورت سے بہت زیادہ نہیں ہے؟ کیا انصاف کا یہ تقاضا نہیں کہ تم اس روپیہ کی تقسیم میں مجھے بھی حصہ دار سمجھو؟ اس طرح پر ہماری دوستی میں فرق نہیں آئے گا۔"

"اس روپیہ میں سے تو میں ایک پائی تک نہیں دینے کا" ڈاکٹر نے کہا "اور اس بوڑھی خاتون کی نسبت بھی مجھے یقین ہے۔ کہ وہ تمہیں اپنے روپیہ کا حصہ دار بنانا منظور نہ کرے گی۔ رہا ہمارے دوست بنے رہنے کا سوال۔ اس کی مجھے پروا نہیں کہ ہم دوست بنیں یا اسی طرح دشمن رہیں۔ اس کے علاوہ باب" اس نے نہایت موثر لہجہ میں کہا۔ جس میں اس کے معمولی ادنے مذاق کا شائبہ تک نہ تھا "اس کے علاوہ دشمن بنے رہنے میں نقصان سراسر تمہارا ہے۔ میرا کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ تم نے آج رات ایک ایسا فعل کیا ہے جس کی اگر کسی کو اطلاع ہوگئی تو تمہارا پھانسی پانا یقینی ہے۔"

یہ سن کر وڑیل باب کے چہرہ پر موت کی سی زردی چھاگئی۔ اور وہ غصہ اور خوف کی وجہ سے کرسی پر پیچ وتاب کھانے لگا۔

"میری بوڑھی بلی" ڈاکٹر نے مسز مارٹیمر کی طرف رخ کرکے کہا "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ آج تمہیں وڑیل باب کو اسکی انتہائی خوفناک صورت میں دیکھنے کا موقعہ ملیگا۔ اب دیکھ لو ہم دونو میں زیادہ بدصورت کون ہے۔ وہ یا میں۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک ایسے خوفناک انداز سے دانت نکالے اور اُس کا پھٹا ہوا ہونٹ اس طرح پھیلا کہ مسز بارٹیمر اسکی صورت کو انتہائی بدنمائی میں دیکھ کر خوفزدہ ہوگئی۔

"معلوم ہوتا ہے تم اس معاملہ میں کسی رائے کا اظہار نہیں کرنا چاہتی ہو" جیک رلی نے ہنستے ہوئے کہا "شاید اس لئے کہ تم سمجھتی ہو ہم دونوں میں زیادہ بدصورت میں ہوں اور یہ کہہ کر تمہیں میری دلآزاری منظور نہیں۔ لیکن میڈم۔ میرا خیال تمہاری رائے سے بالکل مختلف ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ انتہا درجہ کی بدصورتی جو لوگوں کے دلوں میں خوف اور نفرت کا احساس پیدا کردے۔ قابل مذمت نہیں۔ بلکہ موجب فخر ہے اس قسم کی بدصورتی کا تو میں اس درجہ مداح ہوں کہ جتنا زیادہ کوئی شخص بدصورت ہو۔ اسی قدر زیادہ میں اُسے پسند کرتا ہوں۔ شاید تم اسے عجیب سمجھو۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے۔ اور اسی اصول پر اگر تم رضامندی ظاہر کرو تو میں کل ہی تم سے شادی کرنے کو آمادہ ہوں۔ لیکن اگر تم آج ہی اس سوال کا فیصلہ کرنے کو تیار نہیں ہو۔ تو پھر سہی۔ میری جان۔ اس میں کچھ ایسی جلدی نہیں ہے ... اور معاف کرنا میں اس قدر بے تکلفی سے کام لے رہا ہوں۔ لیکن بے تکلفی میری عادت میں داخل ہے" پھر ذرا دیر ٹھیر کر وہ کہنے لگا "اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اصل میں میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہیں اس روپیہ میں سے ایک پائی بھی نہیں دونگا۔ اور اسکی بازیابی میں تم سے مدد لیکر بعد ازاں سارے پر خود ہی قبضہ کر لونگا۔ کیونکہ آخر تم ایک اجنبی عورت ہو۔ اور ہم لوگ صرف ان سے وعدہ وفائی فرض سمجھتے ہیں جو ہمارے دوست اور ہم پیشہ ہوں۔ لیکن جس وقت تم نے ذرا دیر پیشتر ایک خطرناک جدوجہد میں مجھے مدد دی تو معاملہ کی صورت بدل گئی۔ تم نے میری جان بچائی ہے۔ اور یہ ہرگز ممکن نہیں کہ میں تم پر ذرا سی آنچ بھی آنے دوں۔ پس تم چاہو تو فوراً یہاں سے جاسکتی ہو۔ لیکن اگر تم چند گھنٹے اور یہاں ٹھیرنا منظور کرو۔ تو میں سمجھونگا تمہیں مجھ پر کامل اعتماد ہے۔ اور میں اس کی وجہ بھی تمہارے سامنے ظاہر کر دونگا"

"ہاں تم کوئی معقول وجہ بیان کرو۔ تو مجھے ٹھیرنے میں اعتراض نہ ہوگا" مسز بارٹیمر نے کہا۔ جو اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھتی تھی۔ کہ اپنے مصالحانہ انداز کے باوجود یہ شخص اگر چاہے تو جو کچھ بطور رعایت طلب کرتا ہے۔ اُسے زبردستی منوا سکتا ہے۔

"میں بتاتا ہوں" جیک رلی نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد وٹریل بابب کی طرف

دیکھ کر وہ کہنے لگا "میرا دوست اس وقت تک یہاں اسی حالت میں رہے گا۔ جب تک میں جا کر پگ فیسٹ ہال کو بھیجوں۔ اور وہ اسے رہا کرے۔ کیونکہ اگر ہم نے اس کی رسیاں کھول دیں تو پھر لڑائی شروع ہو جائے گی۔ جس کی مجھے خواہش نہیں۔ پس اس کام کو وہ عورت ہی بہتر کر سکے گی۔ لیکن چونکہ سردست اپنی چارپائی پر بے ہوش پڑی ہے . . . "

وڈریل بابب کے منہ سے اس قسم کی آواز نکلی۔ جیسے کسی وحشی درندہ کے غرانے سے پیدا ہوتی ہے۔

"چونکہ وہ سردست اپنی چارپائی پر بے ہوش پڑی ہے" جیک ربی نے ہنستے ہوئے اسی فقرہ کو دوہرا کر کہا "اس لئے وہ ہمارے دوست کی رہائی کا کام قریباً دن نکلنے کے وقت سے پہلے نہ کر سکے گی۔ اور اتنا عرصہ اس غریب کو اکیلا تنہا اس طرح پر جکڑا اور بندھا ہوا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔ مجھے اس کے مرجانے کا تو اندیشہ نہیں لیکن ممکن ہے وہ کرسی سے اوندھے منہ فرش پر گر جائے اور وہاں سے ہل نہ سکے۔ کیونکہ اس شخص کے لئے جو اس مضبوطی سے کسا ہوا ہو جیسے ہمارا دوست ہے۔ ہلنا بھی ایک نہایت دشوار کام ہے۔ پس میرا اس کے پاس ٹھیرنا ضروری ہے۔ اور میں چند گھنٹے یہاں ٹھیروں گا لیکن اس مقابلہ کے بعد جو ہم دونوں میں ذرا دیر پیشتر ہوا تھا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں۔ کہ ہم دونوں میں سے کسی کو دوسرے کی صحبت پسند نہیں ہو سکتی۔ بس یہی وجہ ہے کہ میں تم سے تھوڑی دیر اور یہاں ٹھیرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ تم دو بجے تک یہاں ٹھیرو گے۔ اتنے میں پال کیلورڈ کا نشانہ ہو جائے گا۔ [illegible] کو یہاں بھیجونگا۔ کہ وہ اپنے دلدار کی رسیاں کاٹ دے۔"

"بہت بہتر۔ ان حالات میں میں دو بجے تک یہاں ٹھیرنا منظور کرتی ہوں" مسز مارٹیمر نے کہا "لیکن . . . "

اور یہ کہتے ہوئے اس نے پرمعنی نظر سے دروازہ کی طرف دیکھا۔

"آہ! میں سمجھ گیا" جیک ربی نے جلدی سے کہا "میری بلی کو اس لاش کی موجودگی سے خوف ہے۔ کیونکہ تم زمانہ طبابت میں میری بیوی نہ تھیں۔ ورنہ ایسی چیزوں کی پوری طرح خوگر ہو جاتیں۔ اور تمہیں مردہ فروشوں سے مصافحہ کرنے میں [illegible] ہوتی۔ لیکن ان باتوں کا تعلق صرف عادت سے ہوتا ہے۔ اور اگر اس [illegible] کو نبٹانے سے ہی تمہارا

دل خوش ہو سکتا ہے۔ تو مجھے اسے ایک طرف ڈال دینے میں انکار نہیں۔ میں اسے باورچی خانہ کے دوسرے حصہ میں رکھے دیتا ہوں۔ کل اسے ہمارا دوست بابب اطمینان سے دفن کر دیگا۔"

یہ الفاظ اس لاپروائی اور بے تکلفی سے کہہ کر جو اس کی عادت کا حصہ تھی ڈاکٹر اس پیپہ سے اٹھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک ہاتھ میں شمع لیکر دوسرے سے لاش کو باورچی خانہ کے عقبی حصہ میں ڈالنے چلا۔

شمع کے نہ ہونے سے کمرہ میں تاریکی پھیل گئی۔ اور مسز مارٹیمر اور وڈریل بابب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ ہر چند کہ اول الذکر کو معلوم تھا۔ کہ وہ خوفناک شخص جو اس کے شوہر کا قاتل تھا۔ بڑی مضبوطی سے بندھا ہوا ہے۔ تاہم یہ سوچکر اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کہ اگر وہ اندھیرے میں رسیاں کھولنے میں کامیاب ہو جائے۔ تو میرا کیا حال ہو۔

یہ خیال اس کے دل میں ہی تھا۔ کہ ایک آواز اس قسم کی جیسے خوفناک تاریکی میں سانپ کی پھنکار ہوتی ہے۔ اس کے کانوں میں پہنچی۔

"میڈم . . . مسز مارٹیمر . . میری رسیاں کھولدو اور جو کچھ بدمعاش رلی سے مجھے ملیگا اس کا نصف میں تمہیں دے دونگا۔" یہ الفاظ تھے۔ جو قاتل نے التجائی انداز سے اس سے مخاطب ہو کر آہستگی سے کہے۔

یہ فقرہ اس عورت کو اس قدر حیرت زدہ کرنے والا تھا۔ کہ وہ دفعتاً اس کا کچھ جواب نہ دے سکی۔ اور اس کے لمحہ بھر بعد روشنی پھر نمودار ہو گئی۔

اس روشنی میں اس نے وڈریل بابب کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس پر غصہ، مایوسی اور کینہ کے خوفناک آثار موجود ہیں۔ مسز مارٹیمر نے یہ دیکھ کر دوسری جانب کو منہ پھیر لیا۔ اور اس نے اس غدارانہ تجویز کا جو رلی کی عدم موجودگی میں اس کے روبرو پیش کی گئی تھی اس سے ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔

جیک رلی نے دوبارہ پیپہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں لاش کو باورچی خانہ کے عقبی حصہ میں ڈال آیا ہوں" اور پھر چند منٹ تامل کے بعد وہ کہنے لگا۔ "قتل کی یہ دوسری واردات ہے۔ جو اس مکان میں ہوئی ہے۔"

"دوسری!" مسز مارٹیمر نے متعجب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ دوسری۔" رلی نے جواب دیا۔ "شاید تمہیں معلوم نہیں۔ یہ تینوں مکانات کس

حالات میں غیر آباد ہو گئے۔ اور کس لئے یہ بات مشہور ہوئی۔ کہ ان میں بھوت رہتا ہے"

"نہیں۔ میں نے یہ تو کر نہیں سنا،" بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ اور اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس بارہ میں تفصیلی حالات جاننے کی خواہشمند ہے"

ڈاکٹر بولا "قصہ بہت طویل ہے۔ لیکن ابھی ساڑھے گیارہ بجے ہیں۔ اور فیصلہ کے مطابق ہمیں اسی جگہ ڈھائی گھنٹے اور بسر کرنے ہیں۔ اس لئے تم چاہو تو میں وہ قصہ تمہیں سنا دوں میرے دوست باب نے اس کی کیفیت بارہا سنی ہے۔ لیکن اس کے باوجود واقعہ اس قدر دلچسپ ہے۔ کہ اُسے پھر ایک بار سننے میں عذر نہ ہوگا"

اتنا کہہ کر جیک رلی نے چند منٹ تامل کیا۔ اور پھر وہ اس داستان کو اپنے خاص انداز میں جس میں گنوارانہ مذاق اور بے تکلفی کا عنصر غالب تھا۔ بیان کرنے لگا۔ لیکن ہمارے نزدیک چونکہ وہ طرز بیان ایک ایسے اہم واقعہ کے مناسب حال نہیں ہے۔ اس لئے ہم اُسے اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

باب ۱۷۷ بھوتوں والے مکان کا قصہ (۱)

کا پچیس سال گذرے سٹیمفورڈ سٹریٹ میں یہ تین مکانات جو اس وقت خارجی اور ظاہری طور پر اس قدر شکستہ حال اور بدنما ہیں۔ سب سے عمدہ تصور ہوتے تھے۔ ان میں سے سرے والی عمارت میں ایک عمر رسیدہ مرد شریف اور اس کا بیٹا سکونت پذیر تھے جن کا خاندانی نام مچل تھا۔ اور نوجوان لیونارڈ سے زیادہ شکیل اور خوبصورت جوان اس حصہ شہر میں بمشکل نظر آتا تھا۔ اس کی عمر بیس سال کی تھی اور اس میں صرف خوبصورتی خوش سلیقگی یا غیر معمولی قابلیت کے جوہر ہی موجود نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے باپ کا ایک نہایت فرمانبردار بیٹا تھا۔ مسٹر مچل اس کا باپ عرصہ دراز تک ایک تجارتی کوٹھی میں حصہ دار رہا بعد ازاں اپنی چہیتی بیوی کی موت سے جسے قلب کا کوئی عارضہ تھا۔ اور جو ایک دن ہنستی بولتی اپنے شوہر سے گفتگو کرتی صرف چند منٹ کے عرصہ میں اسکی نظروں کے سامنے مر گئی۔ اسے ایسا عظیم صدمہ پہنچا۔ کہ وہ عرصہ دراز تک صاحب فراش رہا۔ اور آخر جب کئی مہینوں کے بعد صحت یاب ہوا۔ تو اس کے سارے اعضا میں فتور

آچکا تھا۔ اس میں شک نہیں ذہانت اب بھی قایم تھی۔ لیکن ہمت شکست ہوگئی اور سارے قوا جواب دے چکے تھے۔ چنانچہ ایسا انتظام عمل میں لایا گیا جس کے رو سے وہ اس شرط پر اس تجارتی کوٹھی سے علیحدہ ہوگیا جس میں وہ حصہ دار تھا۔ کہ تاحین حیات اُسے ۴۰۰ پونڈ سالانہ وظیفہ ملتا رہے۔ یہ واقعات اس زمانہ کے ہیں جب لیونارڈ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ اسوقت کے بعد فرمانبردار بیٹے نے اس بات کو اپنا فرض خاص سمجھا۔ کہ جس حد تک ممکن ہو اپنے دائم المریض باپ کی زندگی کو خوشگوار اور اس کے بارہستی کو کم رنجیدہ بنانے کی کوشش کرے ہر وقت وہ اپنے باپ کی خدمت کیا کرتا۔ اور یہ بھی ایسے طریق پر کہ مسٹر مچل کو کبھی یہ بات محسوس نہیں ہوئی۔ کہ میں اپنی تسکین و آسایش کے لئے سراسر اپنے اس اکلوتے بیٹے کا محتاج ہوں۔ چنانچہ جب کبھی مطلع صاف ہوتا۔ لیونارڈ ضرور کسی بہانہ سے والد کو سیر کرانے لے جاتا۔ اور اس کمزور عمر رسیدہ اور رعشہ براندام بڈھے کا بازو اپنے بازو میں لئے اس سے نہایت دل خوش کن پیرایہ میں گفتگو کرتا۔ ایسے موقعوں پر وہ اپنی گفتگو کے لئے خصوصیت سے ایسے مضامین منتخب کرتا۔ جن کی نسبت اُسے یقین ہوتا۔ کہ وہ اسے خاص طور پر پسند ہیں۔ اور کبھی کسی بھی موقعہ پر ہر وقت اس کے ساتھ لگے رہنے کے معاملہ میں پریشانی یا اضطراب کا اظہار نہ کرتا۔ شام ہوتی تو وہ باپ کے بستر کے قریب بیٹھ کر اس قسم کی کتابیں پڑھ کے سناتا جن کی نسبت اُسے یقین تھا۔ کہ وہ اسے مرغوب ہیں۔ یا باپ کے ساتھ گھنٹوں شطرنج کھیلا کرتا۔ کیونکہ مسٹر مچل کو یہ کھیل خصوصیت سے پسند تھا۔ اگر کبھی اُسے کسی جلسہ دعوت میں بلایا جاتا۔ تو وہ دعوت منظور کرلیتا کہ باپ کو معلوم نہ ہو۔ وہ صرف میری وجہ سے انکار کرتا ہے۔ لیکن جب وہ موقعہ آتا۔ تو وہ درد سر کا یا کوئی اور بہانہ کر کے عدم حاضری کی صورت پیدا کرلیتا۔ بہرحال وہ ایسے جلسوں اور دعوتی تقریبوں سے محض اپنے والد کی خاطر دور ہی رہتا۔ گاہ بگاہ اس کا باپ محسوس کرتا۔ کہ وہ میری وجہ سے جلسے میں نہیں گیا۔ تو بڑے اصرار کے ساتھ اُسے وہاں بھیج دیتا۔ اس صورت میں لیونارڈ دعوتی جلسہ کے خاتمہ سے پہلے یعنی اُس وقت جبکہ باقی مہمان بیٹھے ہوتے تھے۔ اُٹھ کر چلا آتا۔ مکان پر آکر وہ خوابگاہ میں جانے سے پیشتر دبے پاؤں باپ کے کمرہ کے قریب جاکر یہ ضرور معلوم کرتا۔ کہ وہ ہر طرح بآرایش ہے اور اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ اُسے اپنے باپ سے ایسی محبت تھی۔ کہ ہر شخص جو اس نظارہ کو دیکھتا اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اور اس کے حلقہ

احباب میں سمجنت بے فکرے نوجوان بھی اُسے اس طرز عمل کے لئے مطعون نہیں کرتے تھے۔ جسے بصورت دیگر وہ انتہا درجہ کی تنہا پسندی یا زندگی کی بے لطفی پر محمول کرتے۔

دوسرے مکان میں یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ ان تینوں غیر آباد مکانات کی وسطی عمارت میں ایک شخص مسٹر یوسفرٹ آباد تھا۔ جو مسٹر مِل کی علیحدگی کے بعد اس کوٹھی کا سربراہ بنا جس میں یہ دونو حصے دار تھے۔ اور جس کا دفتر حصہ شہر میں واقع تھا۔ مسٹر یوسفرٹ کی بیوی کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ اور اس کی بھی صرف ایک ہی اولاد تھی۔ یعنی ایک بیٹی ایلین یوسفرٹ جو عمر میں لیونارڈ سے صرف ایک سال چھوٹی مگر اتنی ہی خوبصورت تھی۔ جس قدر وہ شکیل تھا۔ دونو ایک دوسرے سے بچپن ہی سے واقف تھے اور وہ محبت جو ابتدا میں اس قسم کی تھی جیسی بہن بھائی میں ہوتی ہے رفتہ رفتہ ترقی کر کے نہایت مضبوط عشق کی صورت میں بدل گئی۔ جو لوگ انہیں جانتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا یہی خیال تھا۔ کہ قدرت نے انہیں ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے۔ ان کی خوبصورتی۔ ان کا مزاج۔ ان کے طریق، اطوار اور ان کی علمی قابلیتیں غرض ہر بات ایسی تھی جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے لگاؤ سمجھا جا سکتا ہے۔ دونو سہرو قد نازک اندام اور خوبصورت تھے ایلین کے بال گہرے بھورے رنگ کے تھے۔ لیکن نہ ایسے کہ لیونارڈ کے بالوں سے زیادہ سیاہی مائل ہوں۔ دونو کی پیشانیاں فراخ اور ان پر ذہانت کے آثار تابندہ تھے۔ دونو کی آنکھیں گہرے نیلے رنگ کی تھیں۔ ایلین کی آنکھوں میں جذبات رحم و محبت موجود تھے اور لیونارڈ کی آنکھوں میں شرافت اور فیاضی کی جھلک نمودار۔ ذہانت ان دونوں کے نہایت خوشنما تھے۔ دونو موسیقی اور مصوری کے شائق تھے۔ دونو پابند مذہب اور سچی جرأت کے حامی لیکن ہر قسم کے تعصبات سے بالاتر تھے۔ اور دونو نیکی کی محض نیکی کی خاطر قدر کرتے تھے۔ دونو خوش عقیدہ اور دنیا کو اس کے نہایت خوشنما رنگوں میں دیکھنے والے تھے۔ یاس وافسردگی انہیں چھو بھی نہیں گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ زندگی کو ایک ایسی راہ سمجھتے ہیں۔ جو ناہموار یا خاردار ہونے کی بجائے خوشنما پھولوں سے سجی ہوئی اور ان کی مہک سے بسی ہوئی ہے۔

ایلین کی عمر صرف چودہ سال کی تھی۔ جب اس کی ماں مسز یوسفرٹ نے انتقال کیا اس کے بعد دو سال تک اس کی خالہ اس کے پاس آکے رہی۔ اور وہی ان ایام میں

اس خوبصورت دوشیزہ کے مشیر کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔ لیکن شومئی قسمت سے ایلین کی عمر ابھی ۱۶ سال کی تھی۔ جب اس کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اب یہ تنہا اپنے باپ کے پاس رہ گئی۔ مسٹر پومفرٹ نہایت سمجھ دار اور نیک نہاد آدمی تھا۔ مگر اس میں ایک کمی تھی۔ دور اندیش نہیں تھا۔ اُسے ہمیشہ اپنی تجارتی قابلیت اور مالی معلومات پر غیر معمولی اعتماد رہا اور اسی وجہ سے وہ بارہا اس قسم کے معاملات میں حصہ لیتا تھا۔ جن کی نسبت اگر وہ اپنے دوستوں سے مشورہ حاصل کرتا۔ تو وہ ضرور اسے ان سے باز رکھنے کی کوشش کرتے۔ ان میں سے کئی کام ایسے تھے۔ جن میں وہ محض نجی طریق پر یعنی کوٹھی کی طرف سے نہیں۔ بلکہ اپنی ذاتی ذمہ واری پر حصہ لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ ان مصروفیتوں کے باعث اکثر گھر سے باہر رہتا۔ قدرتی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایلین کا وقت تنہائی میں بسر ہوتا تھا۔ کیونکہ دوشیزگی کی حالت میں وہ دور اندیشی کی راہ سے عموماً ہمسایہ میں اس کثرت سے نہیں جاتی تھی۔ جس قدر خود اس کی اپنی یا لیونارڈ کی خواہش ہوسکتی تھی۔ اس کے باوجود وہ گاہ بگاہ گھنٹہ دو گھنٹے مسٹر مچل اور لیونارڈ کی صحبت میں بسر کرتی۔ اور ایسے موقعوں پر کبھی لیونارڈ کی بجائے خود کتاب پڑھ کر سنانے لگتی۔ اور کبھی اس کی بجائے شطرنج میں حصہ لیتی۔ دوسری طرف مسٹر مچل کو بھی ایلین پومفرٹ سے بے حد محبت تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ یہ ایک طے شدہ بات سمجھی جاتی تھی۔ کہ دونوں کنبوں میں عنقریب لیونارڈ اور ایلین کی شادی سے ایک اور رشتہ اتحاد قائم ہونے والا ہے۔ لیکن ابھی تک نہ تو اس شادی کے لئے کوئی خاص دن مقرر کیا گیا تھا۔ اور نہ اس قرارداد نے ایک ذہنی تصور سے زیادہ نمایاں صورت اختیار کی تھی۔ کیونکہ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جس زمانہ کا یہ ذکر ہے۔ اس میں لیونارڈ کی عمر صرف بیس سال کی تھی۔

تیسرا مکان جس کا اس داستان سے تعلق ہے۔ ایک عمر رسیدہ کنوارے شخص کے قبضہ میں تھا جس کی عمر اس زمانہ میں جس کا ذکر کیا جارہا ہے۔ ساٹھ سال سے اوپر تھی۔ اس قدر عمر کے باوجود وہ ایک صحت ور آدمی تھا۔ اب تک اس نے عینک کا استعمال شروع نہیں کیا تھا۔ اور اس طرح سیدھا ہو کر چلتا تھا۔ گویا اس کی عمر بیس سال سے کم ہو۔ اس کا سرخ چہرہ اس کی نیک خصلت کا بہترین ثبوت تھا۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ وہ ایک نہایت نیک نہاد اور خوش مزاج آدمی تھا۔ ہاں ایک کمزوری اس میں بھی تھی۔ یعنی ایک

حد تک وہمی طبیعت رکھتا تھا۔ اور اگرچہ بڑا مالدار تھا اور اس کے مکان میں ہر قسم کا سامان آسایش موجود تھا۔ تاہم وہ کبھی کسی دوست کو اپنے ہاں مدعو کرتا تھا۔ فی الحقیقت جلسہ ہائے دعوت منعقد کرنا اس کی عادت میں داخل ہی نہ تھا۔ بخلاف ازیں بچوں سے اُسے غیر معمولی محبت تھی۔ چنانچہ اس کی سب سے بڑی خوشی یہ ہوتی تھی۔ کہ ہمسایہ کے دس بارہ لڑکے لڑکیوں کو جمع کر کے اُنہیں اپنے خوشنما کمرہ یا نشستگاہ میں بٹھلائے اور ان کے لئے ہر قسم کا سامان مسرت بہم پہنچائے۔ ایک عمر رسیدہ کنوارے کے لیے جس نے خود کبھی اولاد کا مُنہ نہیں دیکھا۔ اس قسم کی عادت حیرت خیز ضرور ہے۔ لیکن اس دنیا میں ہر قاعدہ کے مستثنیات پائے جاتے ہیں۔ اور انہی میں سے ایک مسٹر کیمبل یعنی یہ شخص بھی تھا۔ اُس سے پوچھیے۔ تو یہی کہا کرتا۔ کہ مجھے خوش و خرم گلابی رخساروں ریشم کے ایسے بالوں اور چمکتی ہوئی آنکھوں والے بچے ہنستے کھیلتے دیکھکر سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ ان کے ہنسی قہقہہ کی آوازوں سے اس کی اپنی طبیعت میں اس قدر جوش پیدا ہوتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو نئے سرے سے جوان سمجھنے لگتا۔ اور بچوں کے کھیلوں میں بچوں ہی کے شوق کے ساتھ حصہ لیتا تھا۔ ایسے موقعوں پر وہ ان بچوں میں پھل۔ کیک۔ میٹھی شراب اور کھلونے خوب دل کھول کر تقسیم کرتا۔ ان حالات میں مسٹر کیمبل کے نیک نہاد ہونے میں کیسے شُبہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہماری رائے میں جو شخص بچوں سے پیار کرے۔ وہ ہرگز بُرا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ایسے شخص پر ہمیں ذرا بھی اعتبار نہیں ہے۔ جو ان محبت کرنے والی معصوم ہستیوں کی باتوں میں دلچسپی نہ لیتا ہو۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ مسٹر کیمبل ان بچوں کے کھیلوں میں کھلے دل سے حصہ لینے کو بھی بعید از شان نہ سمجھتا تھا۔ بلکہ پورے شوق سے خود بھی ان کے کھیلوں میں حصہ لیا کرتا تھا۔ چنانچہ بارہا ایسا ہوتا۔ کہ دروازے بند کر کے وہ ان کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے لگتا۔ یا اگر کوئی شوخ بچہ اصرار کرے۔ تو اُسے اس کا گھوڑا بننے میں بھی اعتراض نہ ہوتا تھا۔

مختصر یہ کہ مسٹر کیمبل بڑا ہی نیک نہاد اور شریف آدمی تھا۔ بارہا وہ کہا کرتا۔ کہ میرے نزدیک دعوتی جلسے دینے سے زیادہ احمق پن کی مثال دنیا میں اور کوئی نہیں ملتی۔ دوستی ایک عجیب رشتہ ہے۔ اور اگر اسی کا نام دوستی ہے۔ کہ ایک شخص دوسرے کے گھر میں جا کر کھانا کھا آئے۔ یا اس کو اپنے گھر میں کھانا کھانے کو بلائے۔ تو اس سے زیادہ لغویت اور کیا ہو سکتی ہے۔ میں کسی بالغ شخص کو کھانا کھلانے کی تقریب پر جس میں سوائے پُر تکلف

مراسم کے اور کوئی شباہت نہ ہو۔ دس شلنگ خرچنا برا سمجھتا ہوں۔ لیکن بچوں کو کیک اور نارنگیاں کھلانے میں میرے دس پونڈ خرچ ہوجائیں۔ تو بھی پروا نہیں۔ کیونکہ وہ معصوم ہستیاں ان چیزوں کو کھا کر دلی مسرت محسوس کرتی ہیں۔ اس سے ناظرین بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مسٹر کیمبل نہ کبھی بالغ شخصوں کو دعوت دیتا اور نہ خود کسی کے جلسۂ دعوت میں حصہ لیتا تھا۔ البتہ ہفتہ میں دو تین بار وہ اپنے ننھے دوستوں کو جمع کرکے ان کی تواضع ضرور کرتا۔ جس قدر زیادہ وہ اچھلتے کودتے۔ اتنا ہی خوش ہوتا۔ اور جس قدر زیادہ وہ غل مچاتے۔ اسی قدر اس کا اپنا جوش بڑھتا تھا۔ اگر کسی بچہ سے اتفاقاً کوئی چیز ٹوٹ جائے یا خراب ہوجائے تو وہ اس کی مطلق پروا نہیں کرتا تھا۔ لیکن اگر کسی بچہ کی نسبت معلوم ہو کہ وہ عمداً چیزوں کو خراب کرتا ہے۔ تو اسے وہ سختی سے ناپسند کرتا تھا۔ اور آئندہ کبھی وہ ایسے بچہ کو ان جلسوں میں شریک نہیں کرتا تھا۔

مسٹر کیمبل کی عادات کی جو مفصل کیفیت ہم نے بیان کی ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔ کہ ایک روز اس کے ہمسائے یہ سن کر کسی قدر متعجب ہوئے۔ کہ اس عجیب الخصلت شخص نے مسٹر ہومفرٹ کو اپنے مکان پر جلسہ میں مدعو کیا ہے یہ بات بجائے خود ظاہر کرتی تھی۔ کہ اس عمر رسیدہ کنوارے کے خیالات میں انقلاب عظیم واقع ہوچکا ہے۔ مگر لوگوں کی حیرت یہ خبر سن کر اور زیادہ بڑھ گئی۔ کہ خود مسٹر کیمبل نے مسٹر ہومفرٹ کے مکان پر جلسہ دعوت میں شریک ہونا منظور کیا ہے۔ جب اس خبر کی تحقیق ہوئی۔ تو پہلے بہت لوگوں نے خیال کیا۔ شاید مسٹر ہومفرٹ اس عمر رسیدہ مالدار کنوارے کو اپنی خوبصورت بیٹی ایلین کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کیا چاہتا ہے۔ لیکن جب اس بات کو ملحوظ رکھا گیا۔ کہ اس کی شادی لیونارڈ کے ساتھ قرار پا چکی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ جس روز اس عمر رسیدہ کنوارے نے مسٹر ہومفرٹ کے ہاں کھانا کھایا۔ وہ شام ایلین نے مسٹر مچل کے مکان پر بسر کی تھی۔ تو اس رائے کو جلدی ہی نظر انداز کردیا گیا جو کچھ بھی ہو یہ بات یقینی تھی۔ کہ مسٹر کیمبل کے عادات میں انقلاب عظیم واقع ہوچکا تھا۔ کیونکہ جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ اس دن کے بعد مسٹر کیمبل اور مسٹر ہومفرٹ کے تعلقات زیادہ قریبی ہوتے گئے۔ حتےٰ کہ معاملات نے یہ صورت اختیار کی۔ کہ بمشکل کوئی دن گذرتا جب ان دونو میں میل ملاپ اور گفتگو نہ ہو۔ رات کے وقت دونو گھنٹوں بیٹھے باتیں

کیا کرتے۔ اور بارہا مسٹر ہومفرٹ کو کاغذات اور خطوط کے بنڈل بغل میں دبائے مسٹر گیمبل کے مکان پر جاتے دیکھا گیا۔ اس سے لوگوں نے خیال کیا۔ کہ ضرور وہ دونو کسی مالی معاملہ میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن اگر واقعہ میں ایسا تھا۔ تو اسے بڑی احتیاط سے پوشیدہ رکھا گیا۔ کیونکہ ایلن بھی لیونارڈ کو ان اسباب سے خبردار کرنے کے ناقابل تھی۔ جن میں اسکے والد اور مسٹر گیمبل کے درمیان غیر معمولی رفاقت پیدا ہوئی۔

لیکن یہاں پر ہم ایک ایسے واقعہ کی کیفیت درج کرتے ہیں۔ جس سے اس مضمون پر کافی روشنی پڑ سکے گی۔ ان دونو کی دوستی قائم ہوئے قریباً چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ کہ ایک روز مسٹر ہومفرٹ معمول سے بہت دیر کرکے مکان پر واپس آیا۔ آج اس کا چہرہ اتنا زرد اور متفکر تھا۔ کہ اس کی بیٹی نے صورت دیکھی۔ تو وہ اُسے صبح کی نسبت دس سال بوڑھا نظر آیا۔ ایلن نے یہ جاننے کی خواہش کی۔ کہ کیا کوئی ناگوار واقعہ پیش آیا ہے۔ لیکن اس نے لاپروائی سے اس کی بات ٹال دی۔ اس وقت اس کا انداز تکلم ایسا تھا کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا۔ ایلن آیندہ میرے معاملات میں دخل انداز ہو۔ اس بدسلوکی کے باعث غریب لڑکی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ لیکن اس نے اپنے رنج و اندوہ کو چھپانے کے لئے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اس وقت مسٹر ہومفرٹ کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ میں نے آج اس سے غیر معمولی سختی کا برتاؤ کیا ہے۔ چنانچہ وہ جلدی ہی کہنے لگا۔ "ایلن میں تم سے معافی کا خواستگار ہوں۔ بات یہ ہے۔ آج مجھے ایک نہایت بری خبر موصول ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے میرا مزاج سخت برہم ہے۔ ورنہ میں تم سے ہرگز ناراض نہیں ہوں اور تم ایک بڑی ہی نیک نہاد لڑکی ہو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اس کے اشک آلود رخسارو کو پیار سے بوسہ دیا۔ اور کہنے لگا۔ "مجھے تہ دل سے افسوس ہے۔ کہ میں تم سے سختی سے پیش آیا۔ لیکن اب کی بار تم اس معاملہ سے درگذر کرو۔ آئیندہ میں اپنے مزاج پر زیادہ قابو پانے کی کوشش کرونگا۔" ایلن نے کہا۔ "پیارے ابا جو کچھ ہو چکا۔ اس پر اظہار رنج بیسود ہے۔ یہ فرمائیے۔ میں آپ کے لئے ابھی دسترخوان بچھوانے کا انتظام کردوں"؟ اُس نے جواب دیا۔ "نہیں بیٹا۔ مجھے قطعاً بھوک نہیں ہے ... میرا مطلب یہ ہے۔" اس نے گھبرا کر جلدی سے اپنے فقرہ کا مضمون بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے شہر میں کھانا کھا لیا تھا۔ اور اب میں گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے مسٹر گیمبل سے ملنے جاتا ہوں

لئے ایک جلسہ منعقد کیا ۔ اور میں نے بتدریج یہ سمجھنا شروع کر دیا ۔ کہ سب لوگوں کو بُرا سمجھنے کے متعلق میرے خیالات بڑی حد تک غلط تھے ۔ جب یہ خیال میرے دل میں جاگزین ہوا ۔ تو میری محبت تم سے اور زیادہ بڑھ گئی ۔ اور بعد ازاں جب میں تمہاری نیک طینت دختر کا شناسا ہوا تو مجھے کامل یقین ہو گیا ۔ کہ یہ دنیا کتنی ہی بُری ہو ۔ بہر حال سبھی مرد اور عورتیں دھوکہ باز نہیں ہیں ۔ میرے ذہن کی یہ حالت تھی ۔ یعنی وہ بتدریج روبا صلاح ہو رہا تھا ۔ کہ تم نے یہ تجویز پیش کی ۔ کہ میں اپنا سرمایہ بعض اور کاموں میں لگاؤں ۔ میں نے ایک حد تک اس تجویز کو منظور کیا ۔ اور اس کے لئے خاص خاص شرائط پیش کیں ۔ تمہیں اپنی ضروریات کے لئے جس قدر روپیہ درکار تھا وہ میں ادا کرتا رہا ۔ لیکن حصہ داری سے پھر بھی میں نے پرہیز ہی کیا ۔ یہ بات میں نے محض احتیاط کے طور پر کی تھی ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے ۔ کہ تم پر مجھے کامل اعتماد ہو چکا تھا ۔ اسی طرح وقت گذرتا گیا ۔ تم نے مجھ سے مزید مطالبات جاری رکھے ۔ اور میں نے بھی کبھی انکار نہیں کیا ۔ کیونکہ ہر مرتبہ تم اپنی ضروریات کو غیر معمولی اور فوری ظاہر کرتے تھے ۔ لیکن رفتہ رفتہ میرے دل میں یہ شبہ جاگزین ہونے لگا ۔ کہ معاملات کی اصلی صورت وہ نہیں ہے جو تم بیان کرتے ہو ۔ چنانچہ میں نے اس بارہ میں تحقیقات شروع کی ۔ اور ایک ہفتہ کا عرصہ گذرتا ہے کہ مجھے یقینی طور پر یہ بات معلوم ہوئی ہے ۔ کہ جو روپیہ تم نے مجھ سے کاروبار میں لگانے کے لئے وصول کیا تھا ۔ اسے اُس طریق پر کاروبار میں نہیں لگایا گیا ۔ جیسا تم ظاہر کرتے تھے ۔ بلکہ تم اُسے اپنی ہی کوٹھی کی مالی مشکلات فرو کرنے اور فوری ضروریات پورا کرنے کے کام میں لاتے رہے ہو " آلہٰی یہ سب کچھ بالکل سچ ہے " بدنصیب پومفرٹ نے کہا " لیکن کیا آپ ایک مایوس اور مظلوم شخص کے ساتھ رحم کا سلوک کر سکتے ہیں ؟ " مسٹر کیمبل نے کہا " یقین جانو میں تمہیں کسی قسم کا ضرر پہنچانا نہیں چاہتا " یہ سن کر مسٹر پومفرٹ کے چہرہ پر اطمینان اور مسرت کی جھلک پیدا ہو گئی اور عمر رسیدہ کمنوا سے نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا " اور ممکن ہے میں تمہیں آخری تباہی سے بچا بھی لوں " " بچا لیں ! " پومفرٹ نے بڑے جوش سے کہا " مگر نہیں یہ غیر ممکن ہے ۔ کیونکہ میری واجب الادا رقوم شاید آپ کے سرمایہ سے بھی زیادہ ہیں " ۔ مسٹر کیمبل نے مسکراتے ہوئے کہا " میرا یہ خیال نہیں " اور اس کے بعد پھر وہی سابقہ سنجیدگی اختیار کر کے وہ کہنے لگا " مجھے افسوس اپنے چودہ ہزار پونڈ کا نہیں ۔ بلکہ محض

اس بات کا ہے۔ کہ تم نے میری عادات میں پھر تبدیلی پیدا کردی۔ اور اب میں اتنا خوش نہیں ہوں جیسا پہلے تھا۔ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں میرا جن لوگوں سے واسطہ پڑا ان کے طرز عمل نے مجھے نوع انسانی کی طرف سے بے اعتماد بنا دیا تھا۔ اور میرے دل میں یہ خیال جاگزین ہوگیا تھا۔ کہ کبھی کسی بھی حالت میں کسی شخص پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب میں نے فراغت کی زندگی بسر کرنے کے قابل دولت کما لی۔ تو میں نے ان لوگوں کی صحبت ترک کردی جنہیں دنیا نے بگاڑ دیا ہے۔ اور ان سے میل ملاپ رکھنا شروع کیا جن کی معصوم ہستیوں پر دنیا کے مضر اثرات ابھی تک نہیں پڑے۔ میں مردوں اور عورتوں کی ناپاک صحبت چھوڑ کر صاف دل خوش اطوار۔ بے عیب اور ہنس مکھ معصوم بچوں کی صحبت میں رہنے لگا۔ میرا دل نسل انسانی کے ایک طبقہ کی طرف سے متنفر ہوکر دوسرے سے محبت کرنے لگا تھا۔ اور بچوں سے مجھے اس قدر الفت ہوگئی۔ کہ معلوم ہوتا تھا وہ سب میری ہی اولاد ہیں۔ اس کے بعد میں نے بدقسمتی سے پھر بالغ شخصوں کی صحبت اختیار کی۔ ایک بار پھر میں نے ان لوگوں سے ملنا جلنا شروع کیا جن کے طبائع اثرات زمانہ سے قابل نفرت ہوچکے ہیں۔ میں تم سے اور دو تین اور مرد عورتوں سے ملنے لگا۔ جو تمہارے مکان پر آتے تھے۔ اسی دن سے بچوں کے ساتھ میری محبت میں پھر کمی ہونے لگی اور ان کی موجودگی میرے لئے اب اس قدر موجب راحت نہ ہوتی تھی۔ جیسے پہلے ہوا کرتی تھی۔ یہ سب باتیں انتہا درجہ قابل افسوس ہیں۔ اور انہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ گھر مجھے پھر سنسان معلوم ہونے لگا ہے۔ اور مجھے وقت گذارنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ تم نے میرے اندر وہ تبدیلی پیدا کی۔ جو مجھے خود غرض بنانے کا موجب بنی۔ اب ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ اپنی خوشی مکمل کرنے کے لئے مجھے کسی دوسرے کی خوشی کو قربان کرنے کی بھی پروا نہیں ہے۔" پوسفرٹ اس خیال سے کہ شاید یہ الفاظ میرے متعلق کوئی پرانتقام اشارہ رکھتے ہیں۔ ڈر کر کہنے لگا "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" مسٹر گیمبل نے جواب دیا "میں سمجھائے دیتا ہوں۔ کیا اس وقت تم سخت مالی مشکلات میں مبتلا نہیں ہو۔ اور کیا تمہیں بالکل تباہ ہوجانے کا اندیشہ نہیں ہے؟" پوسفرٹ نے جواب دیا "میرے تمام وسائل کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ اور اس وقت میری حالت یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ اور سابق حصہ دار مسٹر مجل کا سہ ماہی وظیفہ ادا کرنے کے لئے بھی روپیہ موجود

نہیں۔" جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے اُسے روپیہ نہ دیا۔ تو اس غریب کی نوبت گداگری تک پہنچ جائے گی۔" گیمبل نے کہا۔ پومفرٹ نے اپنا چہرہ دونو ہاتھوں میں چھپا لیا۔ اور درد سے کراہنے لگا۔

مسٹر گیمبل کلیرٹ کا جام ہاتھ میں لئے اسے بہت دیر تک باہستگی پیتا رہا۔ بظاہر وہ اسے پینے میں مشغول لیکن حقیقت میں کسی گہری فکر میں تھا۔ سوچ سوچ کر اُس نے کہا "سب سے بڑھکر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ تمہاری بربادی سے تمہارے سارے حصہ دار بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اور تمہیں کو اپنی بے عزتی اور بربادی کا موجب قرار دیں گے۔ تمہاری بیٹی بے جہیز رہ جائے گی۔ اور ہر وقت اگر ظاہر میں نہیں۔ تو اپنے دل میں ضرور اس باپ کو بد دعائیں دے گی جس نے اپنی حماقت سے اسے امیری کی حالت سے اس نوبت تک پہنچایا۔ کہ وہ گذر اوقات تک کے لئے مشقت کرنے پر مجبور ہو گئی۔ وہ شکیل نوجوان لیونارڈ مچل بھی اسی وجہ سے تم سے نفرت کرنے لگیگا۔ کہ تمہیں نے اس کے باپ کے آخری ایام زندگی کو تلخ اور ناقابل برداشت بنایا۔ اور تمہاری ہی بدولت وہ دائم المریض شخص ضروریات زندگی تک کے لئے اوروں کا دست نگر ہوا۔ مسٹر پومفرٹ یاد رکھو۔ جس روز تمہاری کوٹھی نے دیوالہ نکالا۔ اُسی روز یہ تمام خوفناک باتیں ظہور میں آئینگی" بدنصیب تباہ شدہ تاجر نے ذہنی اذیت سے دونو ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا "افسوس! کہ میں ان مصیبتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مسٹر گیمبل نے کہا۔ "تمہاری عمر میری عمر سے بقدر ۱۰۔ ۱۲ سال کم ہے۔ اور مجھے تمہاری یاس آمیز حالت دیکھ کر سخت ہی افسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ وقت ضایع کرنے کا نہیں۔ سوال یہ ہے۔ کتنی رقم تمہیں آخری تباہی سے بچا سکتی ہے؟" پومفرٹ کہنے لگا۔ "میں اس کا نام لیتے ہوئے ڈرتا ہوں۔" مسٹر گیمبل نے کہا "یہ کیا حماقت ہے! جو بات ہو صاف صاف کہدو۔ ورنہ جاؤ۔ میرا اور اپنا وقت ضایع کرنے سے کیا حاصل ہے؟ میں پوچھتا ہوں کتنی رقم ان افسوسناک واقعات کو ظہور میں آنے سے روک سکتی ہے۔ جن کا میں نے ذکر کیا؟" "۸۰ ہزار پونڈ۔" مسٹر پومفرٹ نے سخت پریشانی کی حالت میں جواب دیا۔

مسٹر گیمبل چپ چاپ اپنی جگہ سے اُٹھ کر میز کے قریب گیا۔ اس کا دراز کھول کر اس نے چند کفالت نامے نکالے۔ اور مسٹر پومفرٹ کی توجہ ان کی رقوم کی طرف دلائی۔

"۹۵ ہزار پونڈ!" مسٹر پومفرٹ نے متعجب ہو کر کہا۔ کیونکہ اب تک وہ بھی یہی سمجھے ہوئے تھا۔ کہ یہ شخص اتنا مالدار نہیں ہے جس قدر وہ اب ظاہر ہوا۔ مسٹر گیمبل نے ان کاغذات کو پھر دراز میں بند کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے دیکھ لیا۔ کہ میرے پاس اتنا وافر روپیہ موجود ہے۔ جو تمہیں ہر قسم کی تباہی سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ روپیہ تمہیں دے کر بھی میرے پاس اتنا بچ رہے گا کہ میں ...۴۰ پونڈ سالانہ اپنے خرچ کے لئے حاصل کرتا ہوں۔" "لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ آپ مجھے اتنی بڑی مالی امداد دے سکتے ہیں؟" مسٹر پومفرٹ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ اسکی حالت اس شخص کی سی تھی جسے اپنے قوٰے کی صحت پر شبہ ہو۔ اور وہ ڈرتا ہو کہیں یہ امید افزا گفتگو خواب ثابت نہ ہو۔ عمر رسیدہ کنوارے شخص نے اس خیال سے کسی قدر ناراض ہو کر کہ میری بات پر شک کیا گیا ہے۔ کہا۔ "اس میں ناممکن کیا ہے؟ سارا دارومدار تمہارے فیصلہ پر ہے۔"

"میرے فیصلہ پر؟" پومفرٹ نے اپنے دوست کے منہ کی طرف حیرت اور بے اعتباری کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں تمہارے فیصلہ پر" مسٹر گیمبل نے جواب دیا۔ "اس لئے کہ میں تمہیں رقم مطلوبہ اسی وقت دینے کو آمادہ ہوں۔ بشرطیکہ تم مجھے اپنی فرزندی میں قبول کرو" یہ الفاظ ایسے سنجیدہ لہجہ میں کہے گئے۔ کہ ان کی صحت پر مطلق شبہ نہ کیا جا سکتا تھا۔ اور نہ کوئی یہی سمجھ سکتا تھا۔ کہ وہ مذاقیہ لہجہ میں کہے گئے ہیں۔ انہیں سنکر پومفرٹ اس قدر حیرت زدہ ہوا کہ کئی منٹ تک وہ ہاں یا نہ کچھ بھی جواب نہ دے سکا۔ اس عرصہ میں مسٹر گیمبل اپنی کلیرٹ کو بظاہر بڑے اطمینان کے ساتھ پیتا رہا۔ اگرچہ حقیقت میں وہ اپنے سوال کے جواب کا بڑی بے چینی سے منتظر تھا۔

بہت دیر کے بعد آخر مسٹر پومفرٹ نے کہا۔ "لیکن کیا آپ کو میری بیٹی سے محبت ہے؟" مسٹر گیمبل نے جواب دیا۔ "میں پیشتر بیان کر چکا ہوں۔ کہ اب میں تنہائی اور افسردگی محسوس کرنے لگا ہوں۔ اس کے علاوہ مس ایلین میرے لئے کشش بھی رکھتی ہے۔ اسے خوش و خرم دیکھ کر مجھے خوشی اور فخر محسوس ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میرے خیالات اس قدر فیاضانہ نہیں ہیں۔ کہ میں اس کے باپ کو بلا معاوضہ تباہی سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لوں پس اگر تم نے میری یہ شرط منظور نہ کی۔ تو تمہارا تباہ و برباد ہونا یقینی ہے۔ پھر کیا یہ مناسب ہوگا۔ کہ تم اس کی شادی لیونارڈ مچل سے کرنا منظور کرو۔ جو تمہاری بربادی سے بجائے خود انتہا درجہ مفلس ہو جائے گا؟ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر اس نے مجھ سے شادی

کرنا منظور نہ کیا تو ایسے حالات پیش آئیں گے۔ کہ ایلین اور لیونارڈ کی شادی غیر ممکن ہوگی پس دونوں صورتوں میں یعنی خواہ تم میری امداد قبول کرو یا نہ کرو۔ اسکی شادی لیونارڈ سے بہرحال نہیں ہوسکتی۔" مسٹر پومفرٹ کہنے لگا "کیا آپ یہ جانتے ہوئے کہ ایلین کو لیونارڈ سے محبت ہے۔ اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہیں؟" "یقیناً" مسٹر گیمبل نے جواب دیا "میں نے اس کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ اور مجھے کتنی بھی دشواری پیش آئے اس کے مقابلہ کے لیئے تیار ہوں۔ مس ایلین جوان ہے۔ اور مشہور ہے۔ کہ عورت کی پہلی محبت پھوس کی آگ کی مانند ہوتی ہے۔ پہلے نہایت تیز۔ لیکن جلدی بجھ جانے والی۔ ان حالات میں جس وقت وہ مجھ سے پوری طرح واقف ہوجائے گی۔ اور وہ یہ بھی جانے گی۔ کہ میں نے اسکے باپ کو تباہی اور بے عزتی سے محفوظ رکھا۔ اس کے علاوہ جب وہ میری توجہات کو دیکھے گی۔ اور معلوم کرے گی۔ کہ میں ہر وقت اس کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تو وہ حقیقتاً ان اثرات کے تابع ہوجائے گی۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے بڑھاپے کے باوجود وہ مجھ سے اگر محبت نہ کرسکے گی۔ تو بھی شکر گذاری اور احترام کی نظر سے ضرور دیکھنے لگے گی۔ پہلے چند ہفتوں میں اسے اپنے عاشق کی جدائی شاق گذرے گی اور ممکن ہے اسے ان امیدوں میں جو وہ اپنے دل میں رکھتی تھی۔ مایوسی ہونے سے پریشانی بھی ہو۔ لیکن یقین جانو۔ انجام کار وہ ضرور سمجھ لے گی۔ کہ اُس کی بہتری اسی طریق عمل میں ہے۔ جو ہم نے اس کے لیئے سوچا۔ اس میں نہیں۔ جدھر اس کی محبت کشش کرتی ہے" پومفرٹ ایک تجربہ کار آدمی تھا۔ خوب سمجھتا تھا۔ کہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ اگرچہ گیمبل یہی سوچے ہوئے تھا۔ کہ میرے پیش کردہ اصول بالکل راست ہیں حقیقت میں اول الذکر آخر الذکر کی نسبت قلب نسوانی سے بہتر واقفیت رکھتا تھا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے وہ طمع جو گیمبل کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ اس شخص کے لئے زبردست ثابت ہوئی جو بربادی کے کنارہ پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے پدرانہ جذبات کو تجارتی تفکرات پر قربان کردیا اور گیمبل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کے موثر لہجہ میں کہنے لگا "آج سے ایلین آپ کی ہوچکی۔"

ادھر تو یہ کھچڑی پک رہی تھی۔ دوسری جانب ایلین پومفرٹ ان طوفانی بادلوں سے بے خبر جو اس کے سر پر منڈلا رہے تھے۔ باپ کی عدم موجودگی میں اپنا وقت مسٹر مچل

اور لیونارڈ کی صحبت میں بسر کر رہی تھی۔ لیونارڈ نے اس وقت جب وہ اس کے کمرہ میں داخل ہوئی یہ دیکھ لیا۔ کہ اس کے چہرہ کی رنگت زرد ہے۔ اور ایک عاشق کی عقابی آنکھ سے یہ بھی معلوم کر لیا تھا۔ کہ وہ روتی رہی ہے۔ وہ اس کے رنج والم کی وجہ دریافت کرنے کے لئے بے قرار تھا۔ مگر اس خیال سے یہ ذکر اپنے والد کے روبرو چھیڑنے سے باز رہا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی ایسی بات بیان ہو جائے۔ جس سے ان کے دل کو رنج پہنچے۔ کیونکہ خود مسٹر مچل کو بھی ایلین سے بے حد محبت تھی۔ پس لیونارڈ نے جلدی ہی اس حسینہ سے کہا "ایلین میں نے چند نئے پودے خریدے ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو تو انہیں ٹھیک طرح سے گملوں میں لگاویں۔" یہ کہہ کر وہ اس کا ہاتھ پکڑے اس باغ کی طرف لے چلا۔ جو مکان کے پچھلی طرف واقع تھا۔ باغ نہایت مختصر تھا۔ مگر لیونارڈ نے تھوڑی جگہ میں ہی بہت سی دلچسپیاں پیدا کر لی تھیں۔ اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اسی صبح کو اس نے چند پھولدار پودے خریدے تھے۔ لیکن اس نے باغ میں جا کر ایلین کی توجہ ان پودوں کی طرف نہیں دلائی۔ بلکہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ "جان سے پیاری ایلین۔ تم آج ناخوش معلوم ہوتی ہو۔ تمہارے اس رنج کی کیا وجہ ہے؟" اس پومفرٹ نے جو سادہ مزاج معصوم لڑکی تھی۔ وہ سارا واقعہ بیان کر دیا۔ جو اس کے والد کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور یہ قصہ بیان کرتے ہوئے ان سخت الفاظ کو یاد کر کے جو اس موقعہ پر اس کے والد نے استعمال کئے تھے۔ اسکی آنکھوں سے پھر ایک بار آنسو جاری ہو گئے۔ لیونارڈ نے اسے چھاتی سے لگایا۔ اس کے رخساروں کو چوما اور یہ کہکر اسے تسلی دینے لگا۔ کہ کاروباری آدمی بسا اوقات ناگہانی واقعات کی وجہ سے اتنے بدحواس ہو جاتے ہیں۔ کہ ان شخصوں سے بھی بدسلوکی کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جن سے انہیں سب سے زیادہ محبت ہو۔" لیونارڈ کی باتیں ایلین پر بہت اثر کرتی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ جو ذرا دیر پیشتر رو رہی تھی۔ مسکرانے لگی۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اس کے چاہنے والے نے کہا "اب میں تمہیں ایک ایسی خبر سناتا ہوں جس سے امید ہے اس رنج کی بڑی حد تک تلافی ہو جائے گی۔ جو تمہیں محسوس ہوا۔ والد کو آج ہی اپنے ایک ذی اثر دوست کی چٹھی موصول ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں مجھے ایک سرکاری دفتر میں محرر کا عہدہ مل جائیگا۔" یہ خبر سنکر ایلین بہت مسرور ہوئی۔ پیار کی چند اور باتوں کے بعد جن کی نوعیت ہمارے بیان کی محتاج نہیں۔ یہ عاشق جوڑا نشستگاہ کی طرف واپس ہوا

وہاں بیٹھے ہوئے وہ دونو مسٹر کیمبل سے گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ آتش دان پر رکھی ہوئی ٹایم پیس سے معلوم ہوا۔ کہ ۹ بج کر پچیس منٹ ہو گئے ہیں۔ اس وقت ایلین اٹھی اور اپنے مکان کی طرف جانے لگی۔ لیونارڈ اُسے اس کے گھر کے دروازہ تک چھوڑنے گیا۔

ایلین کا والد مسٹر نوبفرٹ اس سے قریباً دس منٹ پیشتر مسٹر کیمبل کی ملاقات سے فارغ ہو کر واپس آچکا تھا۔ نشستگاہ میں کھڑکیوں کے سامنے پردے کھچے ہوئے تھے رلیمپ روشن اور دسترخوان بچھا دیا گیا تھا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی اس حسینہ نے فکر سے اپنے باپ کے چہرہ پر نظر ڈالی۔ تاکہ اگر ممکن ہو۔ اس کی صورت سے معلوم کرے کہ آیا اب اُسکی طبیعت پہلے کی نسبت سکون پذیر ہو چکی ہے۔ مگر آپ اس کے اضطراب کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب اُس نے دیکھا۔ کہ اس کے رخسار لاش کی طرح زرد ہیں۔ اور ایک عجیب خوفناک روشنی اس کی بے چین اور متفکر آنکھوں میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اُس نے فوراً ہی نگاہ ہٹالی کہ والد یہ نہ سمجھیں میری بدلی ہوئی صورت اور عجیب انداز کو اس نے بھی دیکھ لیا ہے۔ بلکہ سرسری طور پر کوئی فقرہ کہہ کر وہ ایک طرف کو ہو کے ٹوپی اُتارنے اور ان آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔ جو پھر اسکی آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایلین بڑی بامحبت لڑکی تھی۔ اُسے اپنے باپ سے غیر معمولی اُلفت تھی۔ اور اُس کے چہرہ پر رنج والم کے آثار دیکھ کر اُسے سخت ہی پریشانی ہوتی تھی۔

یکایک مسٹر نوبفرٹ نے ایک ایسی کھوکھلی آواز میں جسے سُن کر ایلین چونک گئی کہا "ایلین تم آج رات لیونارڈ سے ملی ہو؟" ایلین بدقت اپنے حواس پر قابو پا کر کہنے لگی جی ہاں۔"

ذرا وقفہ کے بعد اس کے باپ نے پھر پوچھا "کیا تمہیں اس سے بہت محبت ہے؟" وہ کہنے لگی "پیارے ابا۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ مجھے اُس سے کس درجہ محبت ہے۔ کیا بچپن ہی سے ہم دونو کی اکٹھی پرورش نہیں ہوئی؟" "بے شک بے شک۔ اور ان حالات میں تم دونوں میں محبت ہونا قدرتی ہے" مسٹر نوبفرٹ نے تلخ لہجہ میں کہا۔ اور یہ کہہ کر وہ آتش دان کی طرف بڑھا۔ کیونکہ وہ جذبات کے اس ہجوم کو جو اس کے سینہ میں تلاطم کر رہا تھا چھپانے کے لئے بیٹی کی طرف سے منہ پھیر لینا چاہتا تھا۔ مگر ایلین نے اس کی پریشان صورت کو آئینہ میں دیکھ لیا۔ اور بڑے جوش اضطراب کے ساتھ اس کی طرف بڑھ کر اپنے دونو بازو اس کی گردن میں ڈال دیئے۔ پھر روتے ہوئے کہنے لگی "جان

سے پیارے ابا۔ کونسا غم ہے۔ جو آپ کو یوں ہلکان کر رہا ہے؟ مجھے بھی اس کا حصہ دار بنائیے۔ اور کچھ نہیں تو مجھے ذریعہ تسکین بننے کا ہی موقعہ دیجئے۔ کیا کوئی حقیر سی خدمت بھی ایسی نہیں ہے۔ جو میں ایک ناچیز اور کمزور لڑکی آپ کے بار الم کو دور کرنے کے لیئے کرسکوں؟" "بےشک ایلین تم بہت کچھ کرسکتی ہو"۔ اس کے باپ نے اس خیال سے کہا۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو اسے حقیقت حال سے آگاہ کردینا چاہیئے۔ کیونکہ التوا کی حالت خود اس کے لیئے بالکل ناقابل برداشت تھی۔ "ایلین میری عزت اس وقت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور تمہارے ہی فیصلے پر اس بات کا دارومدار ہے۔ کہ ہم اسی طرح صاحب اثر بنے رہیں۔ یا مفلس قلاش ہو جائیں۔ تم اگر چاہو۔ تو اس غریب رعشہ براندام عمر رسیدہ شخص کو جو تمہارے سایہ میں رہتا ہے۔ آسائش کی زندگی دے سکتی ہو۔ چاہو تو اسے محتاج گدا گر بنا سکتی ہو۔ مختصر یہ کہ اے ایلین میری اپنی زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ اپنی قابل شرم حماقت سے میں نے جو تباہی خود اپنے اور دوسروں کے لیئے پیدا کی ہے۔ اس کا دفعیہ اگر کسی طرح ممکن نہ ہوا تو پھر میں اس کا انجام دیکھنے کے لیئے بہرحال زندہ نہیں رہونگا"۔ ان خوفناک کلمات کو سن کر ایلین اسقدر پریشان اور متعجب ہوئی۔ اور ذرا پیچھے کو ہٹ کر والد کی طرف ایک ایسے ترحم خیز اور الم کی نظر سے دیکھنے لگی۔ کہ خود اس کی صورت دیکھ کر ڈر گیا۔ اور اس کے قریب جاکر اس کا ہاتھ پکڑ کے ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے اس سے کہنے لگا۔ "ایلین خدا کے لیئے اپنے سکون کو قائم رکھو۔ اس وقت سب سے زیادہ تمہارے استقلال کی ضرورت ہے"۔ ایلین نے دیوانوں کی طرح اشارہ کرکے باپ سے درخواست کی۔ کہ مجھے کشمکش و پیچ کی حالت میں نہ رکھیئے۔ اور جو کچھ کہنا ہو صاف صاف کہہ دیجئے۔ بدنصیب شخص نے جو اس کے سامنے اس مجرم کی طرح کھڑا تھا جس کی زندگی اور موت کا سوال منصف کے ہاتھ میں ہو۔ کہا "میری عزیز بیٹی میں واقعی تمہیں پریشانی میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ میں اس وقت انتہائی بربادی کے کنارہ پر کھڑا ہوں۔ میں ان شخصوں میں سے نہیں ہوں۔ جو دیوالہ کو بے عزتی سمجھتے ہیں کیونکہ اس دنیا میں مصیبت پر کسی کو قابو نہیں۔ اور بڑے سے بڑے مالدار بھی بعض اوقات مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن میری پریشانی اس وجہ سے ہے۔ کہ اگر میں اپنی حالت کی اصلاح نہ کرسکا۔ اور میرے کارخانہ نے دیوالہ نکالا۔ تو نہ صرف میری سخت

بدنامی ہوگی۔ بلکہ میرے ساتھی سرمایہ دار اور ہجل اور اس کا بیٹا یہ سب تباہ اور برباد ہو جائینگے" لڑکی چپ چاپ کھڑی حیرت اور خوف کی نظروں سے باپ کی صورت دیکھا کی۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مسٹر بومفرٹ نے ایک ایسے شکستہ لہجہ میں جس سے معلوم ہوتا تھا اس کے واسطے یہ تمام باتیں زبان سے کہنا کس قدر موجب تکلیف ہے۔ کہنے لگا "لیکن ابھی اس قسم کے وسائل موجود ہیں۔ جو مجھے اور باقیوں کی انتہائی مصیبت سے محفوظ رکھ سکتے ہیں"۔ "اور وہ وسائل کیا ہیں؟" ایلین نے بدقت قوت گویائی بحال کر کے پوچھا۔ کیونکہ اب اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ والد کے الفاظ میں میری ذات کا بہرحال اشارہ نہیں ہے مسٹر بومفرٹ کہنے لگا "بیٹی جہاں تک ممکن ہو۔ اپنے جی کو کڑا کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ میں ایک ایسی بات کہنے کو ہوں جس سے تمہارے قلب نازک کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے"۔ وہ حسینہ یاس آمیز صورت اختیار کر کے کہنے لگی "فرمائیے میں سب کچھ سننے کے لئے تیار ہوں۔ بتائیے وہ کونسے وسائل ہیں؟" "یہی کہ تم لیونارڈ ہجل کے عشق سے دست بردار ہو کر مسٹر کیمبل سے شادی کرنا منظور کرو" اس کے بدنصیب باپ نے دوسری طرف کو منہ پھیرتے ہوئے کہا۔ ایلین کے لبوں سے ایک خوفناک چیخ نکلی۔ وہ وحشیانہ انداز سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ چند قدم لڑکھڑاتی ہوئی آگے کو بڑھی اور پھر بے ہوش ہو کر تو نہیں۔ مگر ہچکیاں لیتے ہوئے اپنے باپ کی گردن سے لپٹ گئی۔ اس میں شک نہیں۔ وہ کوئی نہایت خوفناک خبر سننے کے لئے تیار تھی۔ مگر نہ ایسی جو یکایک اس کے کانوں تک پہنچائی گئی۔ یہ صدمہ ایسا تھا۔ کہ اس کے لئے اس کی تاب لانا سخت دشوار نظر آتا تھا۔ مسٹر بومفرٹ اسے سہارا دے کر صوفہ کی طرف لے گیا۔ اور وہاں اس کے قریب بیٹھ کر جو کچھ اس کی تسکین کے لئے کہہ سکتا تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ کہنے کی جرأت کر سکتا تھا۔ کہتا رہا۔ کیونکہ اپنے فیصلہ کن الفاظ واپس لینے کا اس میں مطلق اختیار نہ تھا۔

یہاں پر ہم اس رنجیدہ نظارہ پر پردہ گراتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس نیک نہاد لڑکی نے انجام کار اپنے والد اس شخص کے رعشہ براندام باپ کی آسائش کی خاطر جس سے اسے ناقابل بیان محبت تھی۔ اپنی ذات کو قربان کر دینا منظور کر لیا۔ مصیبت کی ایک تنہا ایسی بھی ہوتی ہے۔ جسے ظاہر ہیں لوگ استغنا سمجھتے ہیں۔ لیکن جو حقیقت میں یاس کی انتہائی

صورت ہوتی ہے ۔ وہی حالت اس وقت اس دوشیزہ کی تھی ۔ جب اس نے اپنے باپ سے مخاطب ہو کر کہا " اباجان میں آپ کی فرمانبردار بیٹی ہوں ۔ آپ کے کسی حکم سے مجھے سرمُو انکار نہیں ہو سکتا ۔ پس میں لیونارڈ مچل کی محبت سے دست بردار ہو کر اس شخص کی بیوی بننا منظور کرتی ہوں ۔ جو آپ کو مالی مشکلات سے بچانے کی قیمت میری ذات کی صورت میں طلب کرتا ہے ۔" پومفرٹ نے دلی اشتیاق سے اُسے گلے لگایا ۔ اس کا شکریہ ادا کیا ۔ اور گو یہ بات عجیب معلوم ہو ۔ مگر حقیقت میں درست ہے ۔ کہ اس وقت ایلین نے اس سے درخواست کی کہ یہ قربانی جسقدر جلد ممکن ہو عمل میں آجائے ۔ بارہا دیکھنے میں آتا ہے ۔ کہ جب کوئی شریف آدمی اپنی بہترین اغراض کو نثار کرنے کے لئے آمادہ ہو ۔ تو پھر اسے تامل نہایت ناگوار گذرتا ہے ۔ اسی طرح وہ دوشیزہ ڈرتی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر سے میرے خیالات میں پھر تبدیلی واقع ہو جائے ۔ اس نے سوچا کہ بہتر یہی ہے ۔ یہ ایثار استقلال اور خوشی سے عمل میں لایا جائے ۔ مگر آہ ! ایک گھنٹہ کے مختصر عرصہ میں اس کی پاک روح میں کتنی عظیم تبدیلی واقع ہو چکی تھی ۔ کہاں تو وہ شاندار امیدیں اور کہاں یہ انتہائی مایوسی ! اس وقت یہ دنیا جسے وہ آج تک خوشگوار اور پُرلطف پھولوں سے سجی ہوئی اور لہلہاتے سبزہ زاروں کا مرکز سمجھتی تھی ۔ اسے چٹان کی طرح بنجر غیر آباد اور بے رونق نظر آنے لگی ۔ سارا عالم اس کی نظروں میں اندھیر ہو گیا اور خود اپنی زندگی بھی بےکار نظر آنے لگی ۔ کیونکہ جب وہ آئینہ ہی ٹوٹ گیا جس میں سچی محبت کے دلفریب مناظر دکھائی دیتے تھے ۔ تو باقی دلچسپیاں کیونکر قائم رہ سکتی تھیں ۔

اب سوال یہ تھا ۔ کہ اس وحشت خیز خبر کو لیونارڈ مچل کے کانوں تک پہنچانے کا فرض کون سرانجام دے ۔ ایلین ہرگز اسے روا نہ کر سکتی تھی ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے ۔ کہ اسے لیونارڈ کے سامنے آنے کی جرأت ہی نہ تھی ۔ وہ محسوس کرتی تھی ۔ کہ جس وقت میں نے اس کا خوشنما چہرہ دیکھا ۔ جب مجھے اس کی آنکھوں میں مایوسی کی جھلک نظر آئی ۔ اور اس نے اپنی شیریں لیکن مردانہ آواز میں مجھے اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی ۔ تو ضرور مجھے اُسکے آگے جھک جانا پڑے گا ۔ اور میری یہ کمزوری والد کی قسمت پر مہر لگانیکا موجب ثابت ہوگی ۔ ناچار مسٹر پومفرٹ نے یہ مایوسی بخش خبر اس نوجوان کے کانوں تک پہنچانے کا کام اپنے ذمہ لیا ۔ اور جس روز واقعات مذکورہ پیش آئے تھے ۔ اس کے دوسرے دن

صبح کو اس نے اس جوان کو حقیقت حال سے مطلع کر دیا۔ لیونارڈ سے رحم کا خواستگار ہو کر اس نے درخواست کی۔ کہ آپ خدا کے لئے اس واقعہ کے بعد نہ تو ایلین سے ملنے اور نہ بذریعہ خط اُسے اس ایثار سے باز رکھنے کی کوشش کیجئے گا۔ عاشق جانباز نے پہلے تو فطری گرمجوشی سے کام لیتے ہوئے دلیل اور التجا دونوں کے سننے سے انکار کیا۔ لیکن بتدریج اس نے بھی محسوس کرنا شروع کر دیا۔ کہ مجھے اس حسینہ کی مثال سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جس نے اپنے آپ کو فرض پر قربان کرنا منظور کیا۔ اس کے علاوہ اُسے یہ بھی خیال آیا کہ اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو اپنے معذور اور عمر رسیدہ باپ کی خاطر ہی جس کا بصورت دیگر حالت احتیاج کو پہنچ جانا یقینی ہے۔ ضرور یہ انتظام منظور کر لینا چاہیئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے التجا کی۔ کہ والد کو اس وقت تک ان سب باتوں سے بے خبر رہنے دیا جائے۔ جبتک کہ ایلین کی شادی مسٹر گیمبل سے ہو چکے۔ کیونکہ پھر ہر قسم کی کوشش امتناعی بے سود ہوگی۔ اس کے علاوہ لیونارڈ کا یہ بھی ارادہ تھا۔ کہ میں اس خبر کو اسطرح پر بتدریج والد کے کانوں تک پہنچاؤنگا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ اُنہیں اس سے کم صدمہ پہنچے۔ یہ تجویز ایسی نہ تھی جسے منظور کرنے میں مسٹر بومفرٹ کو عذر ہوتا۔ اور اب لیونارڈ کی اس لاانتہا محبت کا جو اُسے اپنے والد سے تھی۔ ایک تازہ ثبوت یہ ملا۔ کہ اگرچہ باطن میں اس کا دل ٹوٹ چکا تھا۔ تاہم ظاہر میں اس نے کامل سکون قائم رکھا۔ اور اس ایک ہفتہ کے عرصہ میں جو ایلین کی شادی مسٹر گیمبل سے ہونے میں حائل ہوا۔ مسٹر مجل کو اپنے بیٹے کے طریق واطوار میں کوئی بات غیر معمولی یا مشتبہ نظر نہ آئی۔

ایک ہفتہ کے بعد ایلین کو خود غرضی کی قربانگاہ پر نثار کر دیا گیا۔ شادی کی رسم بالکل خفیہ طور پر سرانجام دی گئی۔ جبتک کہ سٹیمفورڈ سٹریٹ کے رہنے والوں کو بھی اس کا علم مہری شام سے پہلے نہ ہو سکا۔ اور اس وقت تک بدنصیب دلہن اپنے عمر رسیدہ شوہر کے پہلو میں بیٹھی ہوئی سفری گاڑی میں سوار کسی بعید دیہاتی مقام کی طرف جا رہی تھی جہاں اُنہیں ماہ عسل کا نام نہاد زمانہ بسر کرنا تھا۔ اس اثنا میں مسٹر بومفرٹ کو اپنی بیٹی کی قیمت مل گئی۔ اور اس کی عزت . . . ہمارا مطلب اسکی تجارتی عزت سے ہے۔ محفوظ رہی۔ صد افسوس کہ ایسی بیشا خلاف فطرت شادیاں آئے دن اس مہذب . . . اس روشن خیال . . . اس انجیل خواں . . . اس حامیِ اخلاق ملک میں ظہور میں آتی رہتی ہیں۔ کئی نوجوان لڑکیاں

عمر رسیدہ مردوں کے سونے کی خاطر قربان کر دی جاتی ہیں۔ اور دکھاوے کے لئے رسم شادی بھی ادا کی جاتی ہے۔ جس سے اس صریح ناانصافی میں ایک مضحکہ خیز پہلو پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہی زرپرست باپ اور حریص مائیں جو اس طرح اپنی بیٹیوں کی پاک محبت کو انتہائی ذاتی اغراض پر قربان کرتی ہیں۔ ان ملکوں کا حال پڑھ کر حیرت سے منہ کھول لیتی ہیں۔ جہاں مرد قیمتاً بیویاں خریدتے ہیں۔ آہ! اے ایکسیٹر ہال کے بزرگو۔ تم جو اپنے پادریوں کو ان وحشی قوموں میں عیسائیت پھیلانے کے لئے بھیجتے ہو جن میں اس قسم کی خرابیاں موجود ہیں۔ کیا تمہارے اپنے ملک میں یہی باتیں محتاج اصلاح نہیں؟ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا وہ مسلمان جو غلاموں کی منڈی میں کسی سرکیشین یا گرجستانی حسینہ کو قیمتاً خرید کر اپنی لونڈی بناتا ہے۔ اس رعشہ براندام اور قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے لارڈ یا نواب سے جس کا جگر بھی اثرات عمر سے گل گیا ہے۔ مگر جو ومسٹ اینڈ کی فیشن کی منڈی میں کسی انگریز سکاچ یا آئرش حسینہ کو قیمتاً خرید کر اپنی بیوی بناتا ہے۔ زیادہ قابل نفرت ہے؟ ایکسیٹر ہال والو! ذرا ان لوگوں کا حال دیکھو جن کی بیہودہ نمائش ناپاک دلوں پر روشن تر ملتی ہے۔ اور ان ستر سالہ خرانٹ بامتہ اور مالدار بڈھوں کی تعداد گنو جن کے لاش نما بدن کے پہلو میں انیس یا بیس سال کی ایک معصوم حسینہ جس کی صورت گل نوشگفتہ کی طرح دلفریب ہے۔ مراسم شادی کے ساتھ جکڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ کیا اس قسم کے رشتے اس پاک محبت کی بنا پر قائم کئے جاتے ہیں۔ جو قادر مطلق نے قلب انسانی میں ودیعت کی تھی؟ یا کیا ان سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ حرص و آز کے بندے۔ خود غرضیوں کے پتلے اپنے فوائد کو پیش نظر رکھ کر فطرت کے بہترین قوانین اور خدا کے پاک ترین احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟ مگر بخلاف ازیں جب ہم اس طبقہ پر نظر ڈالتے ہیں جس میں محنت کش لوگ۔ فاقہ کشی ظلم اور بدسلوکی کا مقابلہ کرتے ہوئے جدوجہد کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ تو کیا وہاں بھی قوانین فطرت کی خلاف ورزی اور اخلاق اور انصاف کی مخالفت کی ایسی ہی افسوسناک مثالیں دیکھنے میں آتی ہیں؟ کیا ہمیں ایک بھی زراعت پیشہ شخص یا کاریگر ایسا نظر آتا ہے جس کی اپنی عمر ستر سال کی ہو۔ اور اس کے ساتھ ایک انیس سالہ لڑکی بیوی کی حیثیت میں وابستہ نظر آئے؟ ہم کہتے ہیں ایک سو غریب گھرانوں میں ایک بھی مثال اس قسم کی نظر نہیں آئے گی۔ مگر کتنا اندھیر ہے۔ کہ ان واقعات کی موجودگی میں امیر اور خاندانی

طبقہ کے لوگ ہر وقت یہی رٹ لگاتے ہیں۔ کہ غریبوں ہی میں سب سے زیادہ بداخلاقی ہے۔ بداخلاقی! دراصل اے امیرو۔ بداخلاق تم ہو . . . ظالم تم ہو اور شاید تم ان مظلوم اور غریب لوگوں کی تقلید کرو۔ تو خدا کی بخشش تمہارے شامل حال ہو سکے۔ آہ! اس خیال سے طبیعت سخت بیزار ہوتی ہے۔ کہ یہ کاہل خود غرض اور گستاخ طبقہ ان لوگوں کی بلا وجہ مذمت کرتا ہے۔ جو محنت مشقت کر کے بھی نیم گرسنگی کی زندگی بسر کرتے ہیں جن کیساتھ ہمیشہ ناقابل بیان سختیاں ہوتی ہیں۔ مگر وہ پھر بھی زیادہ صاحب اخلاق اور نیک ہیں۔

لیکن آیئے ہم اپنی داستان کا رخ کریں۔ جس روز ایلین کی شادی مسٹر گیمبل سے ہوئی۔ اسی کی شام کو مسٹر میچل اپنی نشستگاہ کی کھلی کھڑکی کے قریب بیٹھا تاروں کی بنی ہوئی چلمن سے بازار کا نظارہ لے رہا تھا۔ اور ریونارڈ اس کے قریب بیٹھا اس کشمکش و پیچ میں تھا۔ کہ میں کیونکر گفتگو کا رخ اس طرح بدلوں کہ ایلین اور مسٹر گیمبل کی شادی کی خبر ان کے کانوں تک پہنچائی جا سکے۔ کئی بار اس نے حوصلہ کر کے بولنے کی کوشش کی۔ لیکن ہر بار اس کے جذبات قلب آواز کو اس کے حلق میں روک دیتے تھے۔ حتیٰ کہ آخر کار اپنے آپ کو اس واقعہ کو بیان کرنے کے ناقابل پاکر وہ اس غرض سے اپنے کمرہ کی طرف چلا۔ کہ وہاں جاکر آزادی سے دلی جذبات کو اخراج کا موقعہ دے۔ لیکن وہ اس کمرہ سے نکلا ہی تھا۔ کہ دو آدمی جو اسی بازار کے رہنے والے تھے مقابل سمتوں سے آتے ہوئے مسٹر میچل کی کھڑکی کے سامنے ایک دوسرے سے ملے معمولی سلام دعا کے بعد ان میں سے ایک کہنے لگا "میں اپنے دوست مسٹر پومفرٹ کو مبارکباد دینے جارہا تھا"۔ مبارکباد! دوسرے نے متعجب ہو کر کہا "کس بات کی مبارکباد دینے جا رہے ہو؟" اس پہلے شخص نے جواب دیا "اس کی بیٹی کی شادی بالدار مسٹر گیمبل سے ہو گئی ہے۔ تم نے یہ خبر نہیں سنی؟ شادی کی رسم آج ہی صبح ادا ہوئی ہے۔ اور میں نے اس کی خبر اس پادری کی زبانی سنی ہے جس نے رسم شادی ادا کی تھی" دوسرے شخص نے بہت متعجب ہو کر کہا "لیکن میرا تو یہ خیال تھا۔ کہ مس پومفرٹ کی شادی نوجوان میچل سے ہونے والی ہے" "خاموش!" اس پہلے شخص نے کھلی کھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی آواز سے چلا کر کہا۔ اور اپنے دوست کا بازو اپنے بازو میں لے کر چند قدم آگے کو چل دیا۔ لیکن اب ان کا وہاں سے جانا یا ٹھیرنا برابر تھا۔ کیونکہ بدنصیب مسٹر میچل کے دل پر یہ خبر کہ میرے عزیز بیٹے کو شادی کے معاملہ میں ایسی خوفناک مایوسی ہوئی ہے۔ بجلی کی طرح گری۔ اس کی حالت اس

بدنصیب مسافر کی طرح ہو گئی۔ جو صحرا میں تن تنہا چل رہا ہو۔ اور آندھی کا طوفان وہیں اُسے پیوست خاک کر دے۔ چنانچہ جس وقت لیونارڈ باپ کے کرہ میں واپس آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ وہ مرا پڑا ہے!۔

باب ۱۷۸ بھوتوں والے مکان کا قصہ (۲)

واقعات مذکورہ کو تین سال کا عرصہ گذر گیا۔

موسم گرما کی ایک خوشگوار سہ پہر کا ذکر ہے کہ ایک طویل القامت تشکیل جوان اس قسم کا فوجی لباس پہنے جیسے ڈریگون سپاہی پہنا کرتے ہیں۔ ریجنٹ سٹریٹ میں داخل ہوا۔ چہرہ دھوپ کے اثر سے سانولا تھا۔ مگر شریفانہ انداز سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر وہ اس سے بہت کم قبول صورت ہوتا۔ تو بھی یہ غیر ممکن تھا۔ کہ کوئی شخص اس کی طرف توجہ دیئے بغیر پاس سے گذر جاتا۔ بدن اکہرا لیکن مضبوط تھا۔ ٹانگیں تیر کی طرح سیدھی اور وہ بازوؤں کو اس خاص انداز سے ہلا کر چلتا تھا۔ جو فوجیوں سے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ کنپٹی چھوٹے لیکن گھومے ہوئے اور چمکدار تھے۔ اور چھوٹی چھوٹی مونچھیں ایسی دلفریب تھیں۔ کہ کسی نہایت خود سر لڑکی کو بھی اس پر فریفتہ کر دیتیں۔ ذرا سے کھلے ہوئے لبوں کے اندر خوشنما دانت موتیوں کی لڑیوں کی طرح چمکتے تھے۔ گہرے بھورے رنگ کے بال فوجی قواعد کے مطابق چھوٹے ہونے کے باوجود ٹوپی کے نیچے سے گھومے ہوئے تھے۔ اور بھویں جن کی رنگت قریباً سیاہ تھی۔ گہری نیلگوں آنکھوں پر محراب دار صورت اختیار کئے ہوئے تھیں۔ پھر ان آنکھوں میں اگرچہ ہلکی افسردگی کی جھلک تھی۔ تاہم اس سے اس جوان کے مردانہ حسن میں ذرا فرق نہیں آتا تھا۔ وردی صاف۔ بوٹ پالش شدہ۔ چرمی دستانے برف کی طرح سپید اور ان کے نیچے اس کے ہاتھ کسی خوبصورت عورت کے ہاتھوں کی طرح نہایت نازک تھے۔ مختصر یہ کہ وہ فوجی سپاہی کا بہترین نمونہ تھا۔ اور اگرچہ چہرہ پر امارت کی شان برستی تھی۔ پھر بھی اپنی رجمنٹ میں وہ ایک معمولی۔ بالکل معمولی حیثیت کا سپاہی تھا۔

ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ موسم خوشگوار تھا۔ اور سہ پہر کا وقت ایسا ہوتا ہے۔ جب فیشنبل طبقہ کے لوگ رات کا کھانا کھانے سے پیشتر سیر و تفریح کے لئے ضرور باہر نکلتے ہیں۔

اس وقت ریجنٹ سٹریٹ میں خوشنما گاڑیاں جن کے اندر خوش پوش لیڈیاں سوار ہوں۔ اور پیچھے شاندار وردی پوش نوکر کھڑے ہوں بکثرت چلتی ہیں۔ پیدل چلنے کے راستوں پر بھی ہجوم ہوتا ہے اگرچہ مختلف طبقات کے لوگوں سے ملا جلا۔ کیونکہ جس وقت دختران نو سیر کیلئے باہر نکلتی ہیں۔ تو دختران جرم وگناہ کمائی کرنے کو سربازار نظر آتی ہیں۔ اگرچہ ہمارا خیال ہے۔ کہ اخلاق کے رو سے آخر الذکر اول الذکر سے بدتر نہیں ہوتیں۔

اس شاندار گاڑی کو دیکھئے۔ جس میں ایک عمر رسیدہ مالدار بیوہ اور اس کی سترہ اٹھارہ سال کی خوبصورت جوان لڑکی بیٹھی ہے۔ گاڑی ایک فیشن ایبل بزاز کی دوکان کے سامنے رکنی ہے۔ اور وہ بیوہ اپنے طویل القامت شکیل خادم کے بازو کے سہارے جھک کر اترتی ہے۔ اس کی حسین دختر اس نازک اندام کم عمر خادم کی طرف ایک خاص نظر سے دیکھتی ہے۔ جو گاڑی کی پچھلی نشست سے اتر کر مؤدبانہ انداز سے قریب آکے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس سوار کو دیکھئے۔ جو گھوڑے پر چڑھا ہوا مزے مزے چلتا ہر ایک گاڑی کی طرف نظر غور سے دیکھتا جاتا ہے حتے کہ آخر کار ایک خاص گاڑی کے قریب پہنچکر جس کا اسے انتظار تھا۔ وہ اس حسینہ سے چند باتیں کرتا ہے۔ جو تن تنہا اس میں بیٹھی ہے کسی خاص مقصد کے لئے کوئی خاص دن۔ خاص وقت اور خاص مقام منتخب کر لیا جاتا ہے۔ اور سوار اپنے دل میں مسرور ایک طرف کو چل دیتا ہے۔ اور وہ خطاب یافتہ خاتون بے فکری سے گاڑی کو تیز چلواتی دوسری سمت کو ہو لیتی ہے۔ اگرچہ اس نے ایک ایسا فعل کیا ہے۔ جس کا انجام یقیناً اس کے شوہر کی بے عزتی کا موجب ثابت ہوگا۔ یا انہیں بھی چھوڑ کر اس شاندار چواسپہ گاڑی کو دیکھئے جس کی کھڑکی پر تاج امارت کا نشان بنا ہوا ہے۔ اور جس میں تین نہایت خوبصورت لڑکیاں اپنی ماں کے ساتھ جو بجائے خود شکیل ہے بیٹھی ہیں۔ کیا آپ یہ بات تسلیم کریں گے۔ کہ ان مسکراتے ہوئے چہروں کے نیچے دلوں میں کئی روح فرسا تفکرات موجود ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہی ہے۔ ان میں سے بڑی بہن سخت پریشانی کی حالت میں ہے۔ کیونکہ کمزوری کے لمحہ میں وہ جذبات نفسانی کا شکار ہو کر متاع عصمت کو ایک گمنام لیکن شکیل عاشق کے ہاتھوں اٹھا چکی ہے۔ اور ایسے [illegible] کہ چند ماہ کے عرصہ میں نہ صرف [illegible] ہمیشہ کے لئے [illegible] جائے گی لیکن اس تصویر کو زیادہ مکمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں پھر اس شکیل فوجی سپاہی

کا رخ کرنا چاہیئے۔ جو کسی گہری فکر میں ریجنٹ سٹریٹ میں چل رہا ہے۔

وہ فکر مند کیوں ہے؟ اس لئے کہ لندن کو آخری مرتبہ دیکھے اُسے تین سال گذر چکے ہیں۔ اور اب صدر مقام میں پھر ایک بار واپس آنے سے اس کے دل میں صدہا تکلیف دہ خیالات پیدا ہونے لگے ہیں۔ اسے اپنا عہد شباب اور وہ اُمیدیں یاد آئیں جو زمانہ مستقبل کو اسکی نظروں میں روشن اور چمکدار رنگوں میں پیش کرتی تھیں۔ اسی سلسلہ میں اسے وہ انتہائی مایوسی اور مصیبتیں بھی یاد آئیں۔ جنہوں نے ان امیدوں کی جگہ لے لی۔ اور اس نے اپنی موجودہ حالت کا مقابلہ اس حالت سے کیا جو عام حالات میں ہونی چاہئے تھی۔ اس کے دل میں اسکی یاد بھی تازہ ہوئی جس سے اُسے دیوانہ وار محبت تھی... اتنی گہری محبت کہ وہ اس کا پرستار بن چکا تھا۔ اور وہ تصویر اس کے لوح سینہ پر کبھی نہ محو ہونے والے طریق پر نقش ہو چکی تھی۔ اس میں شک نہیں اثرات زمانہ نے اسے اس قسمت پر شاکر ہونا سکھا دیا تھا۔ جو اس کے حصہ میں آئی تھی... اس قسمت پر جس میں اس کے لئے کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرنا عملی طور پر غیر ممکن تھا۔ اور جس پر انسان کو بامر مجبوری راضی برضا ہونا پڑتا ہے۔ اس کام میں اسے عیسائیت کے سچے عقاید اور اس ذات پاک کی مرضی کو افضل سمجھنے کے اصول نے بہت مدد دی تھی۔ جو ساری کائنات کا مالک اور انتظامات عالم کا قسام اول ہے۔ اور ان باتوں نے اس غم واندوہ کو جو بصورت دیگر اس پر اثر پذیر ہوتا۔ ایک حد تک کم کر دیا تاہم بعض موقعے اب بھی اس قسم کے پیش آتے تھے۔ جب اس کے خوبصورت چہرہ پر غم کے بادل چھا جاتے اور اس کا دل اس زور سے تلملاتا۔ کہ معلوم ہوتا تھا وہ پھٹنے کے قریب ہے۔ یہی حالت اس وقت اس کے ذہن کی تھی۔ جبکہ وہ صدر مقام کے فیشنیبل حصہ سے گذر رہا تھا۔ جہاں ایک دن پیشتر وہ فوج جس سے اُس کا تعلق تھا قیام پذیر ہو چکی تھی۔ اس طرح بازار میں پھرنے سے کوئی خاص مقصد اس کے پیش نظر نہ تھا۔ وہ کسی دوست سے ملنے کے لئے نہیں جا رہا تھا۔ کیونکہ لندن میں کوئی اسکا دوست نہیں تھا صرف ایک ذات خاص ایسی تھی جس کے ساتھ اس کی دلچسپیاں وابستہ تھیں۔ یعنی وہ حسینہ۔ جس سے اس کو بے انتہا محبت تھی۔ اور جس کے ساتھ اس کی محبت ہر قسم کی تلخیوں اور مایوسیوں کے باوجود اب تک قائم تھی۔ مگر حالات پیش آمدہ میں وہ اس قدر جرأت نہ کر سکتا تھا۔ کہ اُس سے ملنے جاتا۔ یا کم از کم کسی سے اسکے حالات ہی دریافت کرتا۔ صدر مقام

کو واپس آنے سے اس کے مزاج میں ایک قسم کی برہمی پیدا ہو چکی تھی۔ پارک میں رہ کر اُس کا جی نہیں لگتا تھا۔ اور نہ کوئی کتاب دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔ حالانکہ بالعموم وہ مطالعہ کا بہت شائق تھا۔ پس وہ محض اس خیال سے کہ شہر میں چہل قدمی کرنے سے شاید طبیعت بہل جائے گی اور وہ ناگوار خیالات جو سینہ پر حاوی تھے رفع ہو جائیں گے۔ سیر کرنے نکلا تھا۔

چلتے چلتے وہ کواڈرنٹ کے قریب پہنچا تھا۔ کہ یکایک اس کی حالت اس شخص کی سی ہو گئی۔ جس کے بدن میں رعشہ ہو یا جس پر دفعتاً کسی نامعلوم ہاتھ نے وار کیا ہو۔ جہاں کھڑا تھا وہیں رک گیا۔ لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہٹا۔ اور ایک ستون کے ساتھ پیٹھ لگا کر سہارا لیا۔ اس وقت اس کے چہرہ سے بڑے اضطراب کا اظہار ہوتا تھا۔ اس تبدیلی ہیئت کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس نے دو شخصوں کو ایک دوکان سے نکلتے دیکھا جنہیں اُس نے پہچان لیا۔ اور جن میں سے ایک پر اسکی نظریں اسطرح لگ گئیں۔ گویا اس کی صورت نے اسے مسحور کر لیا ہو۔ آہ! یہ ایلین ہی تو تھی . . . وہی ایلین جس سے اُسے محبت تھی۔ اور جس سے محبت کرنے کے جرم میں اُس نے ساری مصیبتیں برداشت کی تھیں۔ وہی ایلین اس وقت اپنے عمر رسیدہ شوہر کے پہلو میں چل رہی تھی۔ یعنی اس شخص کے ساتھ جس نے اُس سے شادی کر کے غریب لیونارڈ مچل سے اس کا متاع دلبستگی چھین لیا تھا۔ لیکن اس کی صورت کو نہ تو خود اس خاتون نے اور نہ مسٹر کیمبل نے دیکھا۔ کیونکہ دوکان سے نکلکر وہ کواڈرنٹ میں آگے کی طرف چلتے گئے۔ اور اس طرح پر اس مقام کی طرف جہاں ہمارا نوجوان سپاہی کھڑا تھا ان کی پشت ہو گئی۔ فوراً اوسان بحال کر کے اور جلدی سے پیشانی پر ہاتھ پھیر کر گویا وہ اس دھند کو جو اُس کی آنکھوں کے سامنے چھانے لگی تھی رفع کرنا چاہتا تھا۔ لیونارڈ مچل . . . کیونکہ یہ جوان جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہی تھا۔ ہجوم کو چیرتا ہوا ایلین کے تعاقب میں چلنے لگا۔ مگر چند ہی قدم چل کر چھلنے والی بجلی کی طرح یہ خیال اس کے دل میں نمودار ہوا۔ کہ میری اس سے ملاقات کرنے کی حیثیت کیا ہے؟ وہ ایک خوش پوش خاتون۔ اپنے مالدار شوہر کے ساتھ اور میں ایک غریب سپاہی۔ آہ! سوسائٹی کی مصنوعی تقسیم کے تکلیف دہ مدارج کبھی کسی شخص کو اسقدر ناگوار نہ گذرے ہونگے۔ جیسے اس وقت لیونارڈ مچل کو محسوس ہوئے۔ اس لئے نہیں کہ اُسے ایلین کی محبت پر کسی طرح کا شبہ

تھا۔ اس لئے بھی نہیں۔ کہ اسے اندیشہ تھا وہ میرے ساتھ سرد مہری کا سلوک کرے گی۔ بالکل نہیں۔ اس کے تامل کی وجہ محض یہ تھی۔ کہ موجودہ حالات میں میرا اس سے ملنا آداب تہذیب کے منافی ہوگا۔ حالات پیش آمدہ میں یہ سراسر نامناسب ہے۔ کہ میں اس سے ملنے کی جرائت کروں۔ اس خیال کے زیر اثر وہ چلتا چلتا رک گیا۔ اور کواڈرنٹ سے اس بازار کی طرف ہو لیا جو گولڈن سکوئیر کی طرف نکل جاتا ہے۔

کسی مخمور شرابی کی طرح چلتا ایسی حالت میں کہ آنکھیں خارجی طور پر قوت باصرہ سے محروم تھیں... شاید اس لئے کہ اس کے سارے قوائے طبعی و ذہنی داخلی غور و فکر میں منہمک تھے وہ آگے کو چلتا گیا۔ اس وقت اسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں سچ مچ دیوانہ ہوتا جا رہا ہوں۔ دماغ میں خوفناک تلاطم تھا۔ لیکن اس کے دل میں وہی ایک تصویر تھی جو کئی سال کے اثرات کے باوجود اب تک نہیں مٹی۔ اور جس کے نقوش کو آج کے واقعے نے ازسرنو تازہ کر دیا تھا۔ آج اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ وہ اتنی ہی خوبصورت ہے جیسی کسی زمانہ میں تھی۔ بلکہ اگر ممکن سمجھا جائے۔ تو حالت بلوغ میں وہ اسے پہلے سے بھی دہ چند خوبصورت نظر آئی۔ اگرچہ اس کے خوشنما چہرہ پر ہلکی سی زردی اور افسردگی کی علامات موجود تھیں۔ تاہم یہ باتیں اس کی خوبصورتی کو کم کرنے کی بجائے دوبالا کرتی تھیں۔ بتدریج اس کے خیالات نے ایک معینہ صورت اختیار کرنی شروع کی۔ جوش کا وہ طوفان جو اس کے دماغ میں تلاطم پیدا کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ فرو ہونے لگا۔ اور جس طرح کوئی شخص انتہائے یاس میں بھی اُمید کی صورت پیدا کر لیتا ہے۔ اسی طرح اس پریشانی میں یہ خیال اس کے لئے موجب تفریح ثابت ہوا۔ کہ اس کے چہرے پر افسردگی کی جھلک موجود تھی۔ اس کے لئے اس کی وجہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ وہ سمجھ سکتا تھا۔ کہ یہ افسردگی ناخوشی کی علامت ہے۔ اور وہ ناخوشی میری جدائی سے وابستہ ہے۔ اس سے اسکو معلوم ہوا کہ اس نے مجھے فراموش نہیں کیا۔ عہد شباب کی محبت کی یاد اب تک اس کے دل میں بھی تازہ ہے۔ اور کیا عجب کہ جس طرح مجھے اُس سے آج تک گہری محبت ہے۔ اسی طرح اُسے بھی ہو۔ یہ خیال جسقدر زیادہ اغلب محسوس ہوا۔ اسی قدر اس کی پیدا کردہ مسرت دوبالا ہوتی گئی۔ اب وہ پہلے کی طرح اُمید سے محروم اور انتہائی یاس میں مبتلا نہیں تھا۔ مگر اُمید!... آہ! اسے کس بات کی اُمید ہو سکتی تھی؟ وہ خود یہ سوچکر حیران تھا۔ کہ اُمید کا اور مجھ سے واسطہ! لیکن اس سوال کو اُس نے فوراً ہی اپنے ذہن میں

دبا دیا۔ اس نے اس پر غور کر کے طبیعت کو پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ بلکہ ان خوشیوں سے بہرہ اندوز ہونا غنیمت جانا۔ جو امید افزا خیالات کی بدولت پیدا ہو رہی تھیں۔ آخرکار جب وہ اس خواب شیریں سے بیدار ہوا۔ تو یہ جان کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ میری محویت نے کس قدر طوالت اختیار کی۔ کیونکہ اس ادھیڑبن میں اپنے خیالات میں مستغرق وہ بے شمار بازاروں سے گذر کر عظیم فاصلہ طے کر کے واٹرلوپل کی چونگی کی چوکی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پل پر سوار ہو کر وہ اس کے ایک حجرہ میں بیٹھ گیا اور سہ پہر کے واقعات پر پھر ایک بار غور کرنے لگا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ لیونارڈ مچل نے نیم خواب کی سی حالت میں جس میں وہ چلتا رہا تھا واٹرلوپل کا راستہ کیونکر اختیار کیا؟ اس لئے کہ یہی راستہ سٹیمفورڈ سٹریٹ کو جاتا ہے سو حاصل اس بےخبری میں جس میں وہ قدم اٹھاتا رہا تھا۔ کوئی غیبی اور نہ رکنے والا اثر اس کے قدموں کو اسی سمت میں چلاتا رہا۔ اور اب اس حجرہ میں بیٹھ کر بے اختیار یہ خواہش اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ کہ پھر ایک بار سٹیمفورڈ سٹریٹ میں جا کر اسی عمارت کو دیکھوں۔ جہاں میری زندگی کا ابتدائی پرلطف زمانہ بسر ہوا تھا۔ میں اس مکان کو بھی دیکھوں جہاں میرے دل کی مالک سکونت پذیر ہے۔ لیکن کیا اسے معلوم تھا۔ مسٹر کیمبل ابھی تک سٹیمفورڈ سٹریٹ والے مکان ہی میں رہتا ہے؟ واقعہ میں وہ اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھا۔ اور اب جو یہ خیال پیدا ہوا تو خواہش پیدا ہوئی۔ کہ اس سوال کو بھی حل کر لینا چاہیئے۔ لیکن اس خواہش اور ترغیب کے باوجود جو اُسے سٹیمفورڈ سٹریٹ میں چلنے کو اُکساتی تھی۔ اس کے دل میں رہ رہ کر اس فرض کے احساس کی وجہ سے تامل پیدا ہوتا تھا۔ جو اُس کے ذمہ اُس حسینہ کی طرف سے جس سے اُسے محبت تھی۔ اس کے شوہر اور خود اپنی ذات کی طرف سے تھا۔ اُسے خیال آیا۔ کہ میں کیوں دوبارہ اُس سے ملنے کی کوشش کروں۔ جس کا نتیجہ ممکن ہے۔ خود اس کے جو اپنے شوہر کی عقیدت کیش بننے کی کوشش کر رہی ہے۔ مزاج میں برہمی پیدا کر دے۔ کیا ضرورت کہ میں کوئی ایسی حرکت کروں۔ جس سے اس عمر رسیدہ شخص کے دل میں جوش رقابت پیدا ہو۔ جو یقیناً اپنی جوان بیوی کو ایک بیش قیمت جواہر کی طرح محفوظ رکھتا ہے۔ اور کس لئے میں اس سے مل کر خود اپنے غم و اندوہ کو تازہ کرنے کا موقعہ آنے دوں۔ جو ظاہری حالات میں ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو چکی ہے۔ یہ خیالات رہ رہ کر اس کے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ ان کی

بنا پر اس نے بارہا اپنے دل کو سمجھانے اور اس کے احساسات کو سمجھنے کی کوشش کی۔ کئی مرتبہ اس نے ان خواہشات کو دبانا چاہا۔ جو اُسے پھر ایک بار اس مقام کی طرف چلنے پر اکسا رہی تھیں جہاں اُس کی زندگی کا سب سے خوشگوار اور سب سے پُرمسرت زمانہ بسر ہوا تھا۔ مگر باوجود اپنی فطری راست شعاری۔ فیاضی طبع اور باعزت خیالات کے لیونارڈ مچل آخر ہماری طرح کمزور فانی انسان تھا۔ پس کیا عجب کہ اپنے دل میں ان سوالات پر غور کرتے ہوئے بے اختیاری کی سی حالت میں اس کے قدم پل پر سے سٹیمفورڈ سٹریٹ کی طرف چلنے لگے۔

جس وقت وہ اُس لمبے بازار کے سرے پر پہنچا۔ جہاں اس کا اتصال بلیک فرائر یز روڈ سے ہوتا ہے۔ تو اس نے اپنی رفتار کم کر دی۔ لیکن اس سستی رفتار کے باوجود قلب کی تیزی میں فرق نہیں آیا۔ جوں جوں وہ آگے کو قدم بڑھاتا تھا دل کا اختلاج بڑھتا جاتا تھا حتےٰ کہ جس وقت وہ اس مقام پر پہنچا۔ جہاں سے یہ تینوں مکانات نظر آتے تھے وہ رُک گیا۔ خدا ہی جانتا ہے۔ اس وقت اس کے سینہ میں کس قسم کے جذبات تلاطم پیدا کر رہے تھے۔ ذرا دیر کے لئے رُک کر وہ پھر حوصلہ کر کے پوری ہمت سے کام لے کر آگے کو چلا۔ وہ مسٹر گیمبل کے مکان کے پاس سے گذر رہا تھا۔ کہ بے اختیاری میں اُس کی نظر کھڑکی کی طرف اُٹھ گئی۔ وہاں اُس کی نگاہیں ایلین سے دوچار ہوئیں۔ اور اُسے اس کے خوشنما لبوں سے ازراہ استعجاب ہلکی سی چیخ سنائی دی۔ اس کے بعد وہ خوشنما چہرہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ کیا اُسے غش آگیا تھا؟ نہیں۔ اُس کے جذبات چند منٹ کے لئے غالب ثابت ہوئے تھے۔ مگر جلدی ہی وہ سنبھل گئی۔ اور دوبارہ کھڑکی میں نمودار ہو کر اس نے اس قسم کا اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جانا نہیں۔ میں ابھی تمہارے پاس آتی ہوں۔ یہ سب کچھ اسقدر جلد ہوا۔ کہ کسی ہمسایہ نے نہیں دیکھا۔ اگرچہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اگر اس وقت ہزار آنکھیں بھی مسٹر گیمبل کے مکان کی طرف لگی ہوئی ہوتیں تو ایلین پھر بھی وہی کرتی۔ جو اس نے اب کیا۔ کیونکہ اس وقت اُس ایک ذات کے سوا جسے دیکھے ہوئے اُسے تین سال ہو چکے تھے اور کوئی شخص اُسے نظر ہی نہ آتا تھا یہ اشارہ پا کر لیونارڈ کے دماغ میں مسرت کا سرور پیدا ہوگیا۔ کچھ تو اس اشارہ اور کچھ اس حسینہ کے چہرہ کے آثار سے مطلب سمجھ کر بمشکل اس بات کا یقین کرتے ہوئے کہ ایسی غیر معمولی خوشی میری قسمت میں ہو سکتی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات پر غور نہ کرتے

ہوئے کہ جو کچھ میں کرنے لگا ہوں ۔ وہ کس حد تک واجب ہے ۔ لیونارڈو آگے کی طرف چلتا گیا ۔ بستی مکان اب تک مسٹر ہمفرٹ کے ہی قبضہ میں تھا ۔ کیونکہ اس کا نام دروازہ پر پینٹل کے سائن بورڈ میں لکھا ہوا تھا ۔ لیکن سرے والا مکان جس میں لیونارڈ کی ابتدائی زندگی بسر ہوئی تھی ۔ اور جس میں اس کے باپ نے دفعتاً بیٹے کی مایوسی کا صدمہ برداشت نہ کر کے جان دے دی تھی ۔ بند تھا ۔ اور اس کے اوپر اس مطلب کا ایک بورڈ آویزاں تھا ۔ کہ یہ مکان کرایہ کے لئے خالی ہے ۔ لیکن نوجوان سپاہی کو زیادہ عرصہ تک اپنے عہد ماضی پر غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا ۔ کیونکہ یہ جانتے ہوئے ۔ کہ ایلین بہرحال مجھ سے اپنے مکان کے قریب ملنا پسند نہ کرے گی ۔ وہ بلیک فرائرز روڈ سے گذر کے ہالینڈ سٹریٹ کی نکڑ پر پہنچ کر اِدھر اُدھر چلنے لگا ذرا دیر بعد وہ بھی اسی طرف کو آتی نظر آئی وہ اور آگے آگے چلتا ایک ایسے مقام کی طرف ہو لیا ۔ جو اپنی تنہائی اور علیحدگی کی وجہ سے ایسی ملاقاتوں کے لئے خوب تھا ۔ انجام کار وہ رُک گیا ۔ اور اس کے لمحہ بھر بعد اُس کے دل کی مالک اُس کے پاس پہنچ گئی ۔ اس نے ایک معمولی ٹوپی اور سادہ شال پہنا ہوا تھا ۔ اور یہی وجہ تھی ۔ کہ راہروؤں میں سے کسی کو ایک معمولی حیثیت کی عورت کو ایک عام فوجی سپاہی کے پاس کھڑے دیکھ کر تعجب نہیں ہوا ۔

لیکن اگر کوئی دیکھنے والا ہوتا بھی ۔ تو انہیں کیا پروا تھی ۔ اس وقت اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کے خیال کے سوا کسی اور کا خیال ہی نہ تھا ۔ ان کی آنکھیں ایک دوسرے کو دیکھنے کے سوا کسی مخلوق کو بالکل نہیں دیکھتی تھیں ۔ انتہائی خوشی میں بھی انتہائی غم کی طرح زبان بند کرنے کی تاثیر ہے ۔ ایک دوسرے سے بلکہ کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا ۔ لیونارڈ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا ۔ اور پھر اُسے بازو کا سہارا دے کے ہالینڈ سٹریٹ کی طرف چلنے لگا ۔ دونوں نے چند دبے لفظوں میں سوالات پوچھے جن کا سرسری جواب دیا گیا ۔ لیکن الفاظ سے زیادہ موثر وہ نگاہیں تھیں ۔ جو وہ ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے ۔ چند منٹ کے عرصہ میں وہ سوتھ وارک پل کے قریب پہنچ گئے ۔ اور اُس پر چڑھ کر ایک حجرہ میں جا بیٹھے ۔ یہاں وہ حجاب جو اب تک دونو کی طرف سے ظاہر ہو رہا تھا رفع ہو گیا ۔

لیونارڈ نے اُس حسینہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور اس کے چہرہ کو پرمحبت نظر

سے دیکھتے ہوئے کہا "ایلن آخر کار ہم پھر ملتے ہیں۔ مگر کن حسرت خیز حالات میں!" اس حسینہ نے شرماتے ہوئے اپنے چہرہ کو فرش زمین کی طرف جھکا کر کہا "لیکن میں امید کرتی ہوں۔ تم اس وجہ سے مجھے برا نہیں سمجھتے ہوگے۔ کہ ایک فوری اور ناقابل فرو خواہش کے زیر اثر میں نے اپنے شوہر کی عارضی عدم موجودگی میں تم سے ملنے کی جرأت کی۔ اور میں تمہارے اپنے منہ سے یہ سننے کے لئے آئی۔ کہ تم خوش ہو" "خوش! لیونارڈ نے تلخی کے لہجہ میں کہا "اے ایلن خوشی اس دن سے میری قسمت سے مٹ گئی۔ جب تم سے جدا ہونا پڑا" پھر اس خیال سے کہ میرے الفاظ اس حسینہ کو اور زیادہ رنجیدہ کرنے کا موجب نہ ہوں۔ کیونکہ اس کلمہ نے ہی اس کی بنفشئی آنکھوں میں قطرات اشک پیدا کر دیئے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ "ایلن یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ میں اس لئے تمہیں برا سمجھوں۔ کہ تم اس بہن کی طرح جو اپنے بھائی سے ملنے کے لئے آئی ہو۔ چند منٹ کے لئے اس شخص سے ملنے کے لئے آئیں جو تمہارے اپنے مکان پر جانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مگر پہلے تم یہ بتاؤ۔ کیا تم اپنی حالت میں خوش ہو؟" اس حسینہ نے کچھ جواب دینے کی کوشش کی لیکن جذبات کا ہجوم اس قدر تھا۔ کہ آواز گلے تک آ کر رک گئی۔ اور اس نے زار زار رونا شروع کر دیا۔ لیونارڈ اپنے احساسات پر قابو رکھنے کے ناقابل ہو کر لیونارڈ نے اسے چھاتی سے لگا لیا۔ اور اس کے آنسوؤں سے بھیگے ہوئے رخساروں اور نمناک ہونٹوں پر ہزارہا بوسے دیئے۔ کیونکہ اس وقت اس حجرہ کی تنہائی میں سوائے خدا کی آنکھ کے اور کوئی آنکھ انہیں دیکھنے والی نہ تھی۔

اسی طرح چند منٹ گذر گئے۔ اور پھر جب انہیں قوت گویائی حاصل ہوئی۔ تو اس وقت الفاظ جو ان کے منہ سے نکلے وہ اس قدر ہلکی آوازیں۔ اتنے دردناک اور اس درجہ الم خیز تھے۔ کہ یہ معلوم کرنا ذرا بھی دشوار نہ تھا۔ ان کی محبت اثرات زمانہ کے باوجود ابتک شکست نہیں ہوئی۔ ایلن کہنے لگی "لیونارڈ تم نے بڑی غلطی کی کہ اپنے باپ کے دفن کے بعد فوراً ہی گھر بار اور دوستوں سے علیحدہ ہو گئے۔ اس میں شک نہیں ہمیں تمہاری نسبت قطعی لاعلمی نہ تھی۔ کیونکہ تم اس مطلب کا خط چھوڑ گئے تھے کہ تم فوج میں بھرتی ہو کر اپنی زندگی اس پیشہ میں بسر کرنا چاہتے ہو۔ لیکن میں پوچھتی ہوں۔ آخر اس انتہا کی ضرورت کیا تھی؟" وہ نوجوان کسی قدر ملامت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "کیا تم میرے خیالات

کو نہیں سمجھ سکتی ہو۔ والد کے انتقال کے بعد میرے لئے غیر ممکن تھا۔ کہ میں وہ آسامی حاصل کرتا جس کے لئے انہوں نے اہتمام کیا تھا۔ اور ان کی آمدنی کا بھی ان کی وفات کے ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا میرا مسٹر لویسفرٹ پر آئندہ کے لئے کوئی حق باقی نہیں تھا۔ اور نہ میں کسی سے امداد لینا مناسب ہی سمجھتا تھا۔ ان حالات میں آخر میں کیا کرتا؟ والد کے ذمہ جو چند رقوم قرضہ کی تھیں ان کی ادائیگی سامان فرنیچر فروخت کر کے کی گئی۔ اور میں نے اس مقام سے رخصت ہو جانے کی سب تیاریاں کر لیں۔ تاکہ تمہارے واپس آنے سے پیشتر ہی میں کسی طرف کو چلا جاؤں۔ اس مقام سے جس کے ساتھ مجھے صدد رجہ دلبستگی تھی چلکر میں ہونسلو میں گیا۔ اور وہاں فوج میں بھرتی ہو گیا۔ کل میری رجمنٹ کو لندن آنے کا حکم دیا گیا۔ اور یہاں آنے کے چند گھنٹے بعد مجھے تم سے ملکر وہ خوشی حاصل ہوئی ہے جس کی اس دل زار کو بعید ترین امید نہ ہو سکتی تھی۔ اس کیفیت کے بعد ایلین میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم زمانہ ماضی کا ذکر چھوڑ دیں۔ کیونکہ میرے اندر اس زمانہ کے واقعات پر غور کرنے کی تاب نہیں۔ مگر الٰہی!" اس نے یکایک رک کر بڑے پرجوش لہجہ میں کہا "کس لئے مجھے زمانہ ماضی پر نظر بازگشت ڈالنے میں تامل ہے! یہ خوشی جو اس وقت مجھے حاصل ہے۔ محض عارضی ہے۔ اور آئندہ کے لئے کچھ بھی امید نہیں۔" اتنا کہہ کر اس جوان نے اپنا منہ دونو ہاتھوں میں چھپا لیا اور بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رونے لگا۔

"اُف! یہ حالت ناقابل برداشت ہے" ایلین نے مایوسانہ لہجہ میں کہا۔ "لیونارڈ میں التجا کرتی ہوں۔ تم رو نہیں۔ میرے پیارے میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ مجھے اب بھی تم سے اتنی ہی محبت ہے جیسی پہلے تھی۔ اور مجھے اس اقرار محبت میں ذرا بھی تامل نہیں۔" "آہ! کیا یہ ممکن ہے! کیا میں اپنی قوت سامعہ پر یقین کر سکتا ہوں!" نوجوان سپاہی نے جس کے چہرہ پر خوشی اور راحت کی چمک اس طرح پیدا ہو گئی تھی۔ جیسے غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنیں بادلوں کو منور کر دیتی ہیں۔ اس حسینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر ذرا رک کر وہ کہنے لگا۔ "مگر ایلین تم اس بات کو نظر انداز کر رہی ہو۔ کہ اب تم دوسرے شخص کی بیاہتا بیوی ہو۔ اور ہمارے درمیان ایک ناقابل عبور خلیج حائل ہے۔" یہ کہتے ہوئے اسکے چہرہ پر پھر ایک بار غم کا بادل چھا گیا۔ ایلین یہ سن کر مایوسی اور کسیقدر ملامت کے لہجہ میں کہنے لگی۔ "کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں اب مجھ سے محبت نہیں رہی؟" "تم سے محبت نہیں رہی!" لیونارڈ نے مضطرب ہو کر کہا "اے ایلین کیا یہ ممکن ہے!" اور یہ کہتے ہوئے اس نے پھر ایک بار اس حسینہ کو اپنی چھاتی

سے لگایا۔ اس کے لبوں اور رخساروں پر پے در پے جوش سے بوسے دیئے۔ اور خود اس حسینہ نے بھی ویسی ہی گرمجوشی سے اظہار محبت کیا۔ "ایلین تم اپنے دل میں خوب جانتی ہو کہ مجھے تم سے محبت ہی نہیں۔ میں تمہارا پرستار ہوں" لیونارڈ نے پیار کے لہجہ میں کہا۔ وہ بولی "لیونارڈ سچ جانو۔ مجھے بھی تم سے کچھ کم محبت نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حالات نے ایک اور شخص کو میری زندگی کا مالک بنا دیا ہے۔ لیکن میری روح کے مالک پیارے لیونارڈ پہلے بھی تم تھے اور اب بھی تمہیں ہو۔ کوئی وجہ نہیں کہ میں اپنے جذبات کو تم سے چھپانے کی کوشش کروں۔ یقین جانو ہماری سابقہ ملاقات کے بعد میری حالت میں عظیم تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اب میں واقعات کو اس نظر سے نہیں دیکھتی جس سے دیکھا کرتی تھی۔ سچ یہ ہے کہ مجھے اس بات کا سخت ہی صدمہ ہے کہ مجھے اس روپیہ کی خاطر جس کی لوگ اتنی قدر کرتے ہیں۔ لیکن جو محبت کے سامنے ایک بالکل حقیر چیز ہے۔ فروخت کیا گیا۔ میں مجبور ہوں۔ اور ان خیالات کو روک نہیں سکتی۔ جو میرے سینہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ بہر حال مجھے والد سے اب وہ پہلی سی محبت نہیں رہی۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ اس نے مجھے جو اس کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اور جس کی راحت کا سب سے زیادہ خیال ہونا چاہیے تھا۔ اپنی خود غرضی پر قربان کیا۔ لیونارڈ یہ خیالات رنج دہ اور مایوس کن ہیں۔ لیکن میں کہہ چکی ہوں۔ کہ ان پر غالب آنا میرے اختیار میں نہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ والد اب ہر طرح مالدار اور صاحب اقبال ہیں۔ اور کئی مرتبہ وہ میرا شکریہ بھی ادا کر چکے ہیں۔ کہ میں نے انہیں انتہائی مصیبت سے بچایا۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ میرا شوہر مجھ سے بڑی توجہ اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔ لیکن ایمان کی بات یہ ہے کہ نہ مجھے اس شکریہ اور نہ توجہ نہ مہربانی کی خواہش ہے۔ میری حقیقی راحت شکست ہو چکی۔ میری امیدوں پر پانی پھر چکا۔ اور وہ تمام خوشیاں جو عہد شباب سے وابستہ تھیں مٹ گئیں۔ بعض اوقات جی میں آتا ہے۔ اس باپ کا قرب چھوڑ کر کسی طرف کو چلی جاؤں جسے میں ایک دشمن کی حیثیت سے دیکھنے پر مجبور ہوں۔ اور اس شوہر کے پاس بھی نہ رہوں جس سے مجھے رونا دل سے نفرت ہے۔ لیکن کیا کروں۔ . . " یہ تیز انفاظ آہستگی کے ساتھ زوردار لہجہ میں کہتے ہوئے ایلین نے اپنا خوشنما چہرہ جو دلی جوش کے باعث سرخ ہو رہا تھا۔ اپنے دلدار کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔ اور شوق سے اسے بوسہ دیا۔ لیونارڈ ایک ایسی آمد میں جو ناقابل بیان امنگوں کی وجہ سے کپکپا رہی تھی۔ کہنے لگا۔ "کیا تم میرے ساتھ کسی طرف چلی جانے کو تیار ہو؟" ایلین نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ لیکن جب شوق سے اس نے اس کا ہاتھ اپنے گرم سرخ

ہونٹوں سے لگایا۔ وہ اس سوال کا کافی واضح جواب تھا۔ جلدی ہی لیونارڈ افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔"افسوس کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔" ان الفاظ سے اس حسینہ کا بدن اس طرح سُن ہوگیا۔ گویا کسی نے اس پر برف کا تودہ رکھ دیا ہو۔ اور وہ نمایاں طور پر کانپی۔ "نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔" لیونارڈ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اسے زیادہ عرصہ انتظار کی حالت میں رکھنا نہیں چاہتا تھا۔"تم میرے بدن پر یہ فوجی وردی دیکھ رہی ہو۔ اس وردی کے ساتھ سینکڑوں مصیبتیں ہزاروں سختیاں نہایت پریشان کن ضبط انتظام اور روح فرسا تکالیف وابستہ ہیں۔ یہ وردی اس خواہش کی راہ میں جس کا اظہار تم نے ازراہ فیاضی کیا۔ ایک عظیم رکاوٹ حائل کرتی ہے" "مگر کیا ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ کچھ روپیہ ادا کر کے تمہیں اس فوجی ملازمت سے آزاد کرالیا جائے؟" ایلن نے شرماتے ہوئے نیچے کو منہ جھکا کر کہا۔ لیونارڈ افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔" ایلن جب وقت میں فوج میں بھرتی ہوا۔ تو میں نے اس بات کا حلف لیا تھا۔ اور وہ حلف لیتے ہوئے زمین و آسمان کی تمام مقدس چیزوں کا واسطہ دیا تھا۔ کہ میں اس پیشہ ہی میں رہ کر اپنا دور زندگی ختم کرونگا۔ اور اگر ممکن ہوا۔ تو اپنی کوشش سے فوج کے کسی اعلےٰ عہدہ تک پہنچونگا میں نے شباب کی بےخبری میں یہ عہد کر تو لیا۔ مگر جب واقعات کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ میری یہ امید ہرگز پوری نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ سچ یہ ہے۔ کہ انگریز سپاہی کی نوکری نہایت ہی ادنےٰ نوکری ہے۔ اور اس کے سلسلہ میں ترقی کا خواب دیکھنا۔ ہا! ہا! قطعاً غیر ممکن ہے۔" یہ کہتے ہوئے لیونارڈ نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا۔ مگر جلدی ہی سنجیدگی کا انداز اختیار کر کے وہ کہنے لگا "میں اپنے اس حلف کو مقدس سمجھتا اور یقین کرتا ہوں۔ کہ تم جو مجھ سے محبت کرتی ہو مجھے ہرگز اسے توڑنے پر آمادہ نہیں کروگی۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے۔ کہ جس طرح ہم نے آج ملاقات کی۔ اسی طرح آئندہ بھی گاہ بگاہ ملتے رہیں۔" "خیر تو مجھے اسی وعدہ پر اکتفا کرنا ہوگا۔" پرجوش حسینہ نے کہا جس کی نسبت ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ مصیبت۔ باپ کی سختی اور اس عمر رسیدہ شخص کی خود غرضی نے جس نے اسے روپیہ کی مدد سے خریدا۔ ان تمام نازک احساسات کو تلف کر کے اُن خوبیوں کو جو شادی سے پیشتر زمانہ معصومیت میں اس کا حصہ تھیں بالکل مٹا دیا تھا۔ لیونارڈ کہنے لگا۔"ہاں۔ لازم ہے ہم دونو اس پر قناعت کریں۔ اور اب میری پیاری ایلن وقت آگیا ہے کہ میں تمہیں الوداع کہوں۔ کیونکہ۔" یہ کہتے ہوئے اس کے لہجہ سے دلی رنج کا اظہار ہونے لگا۔"کیونکہ اگرچہ میں ایک بالغ شخص ہوں۔ تاہم سیر التعلق ملازمت کے ایک ایسے صیغہ سے

ہے جس میں بالغوں سے بھی بچوں کی طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ مجھ پر وقت کی پابندیاں عائد ہیں اور میں دیر ہو جانے سے ڈرتا ہوں"۔ ایلین زار زار روتے ہوئے کہنے لگی "خدا جلد وہ وقت لائے کہ تم اس مصیبت کی نوکری سے سبکدوش ہو"۔ لیونارڈ نے اسے پھر ایک بار چھاتی سے لگایا اور کہنے لگا "ایلین۔ میری غلطی تھی۔ کہ میں نے کوئی ایسی بات کہی جس سے تمہیں رنج پہنچا اس کے لیے میں تم سے معافی کا خواستگار ہوں"۔ چند منٹ اور وہ اسی طرح پیار و محبت کرتے اور ایک دوسرے کو اپنی دائمی الفت کا یقین دلاتے رہے۔ اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو اس بات کا اقرار کر لیا گیا۔ کہ جلدی ہی ایک اور ایسی ہی ملاقات ہو۔

غالباً یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ جس وقت یہ عاشق جوڑا اپنے اپنے مسکن کو واپس جا رہا تھا یعنی ایک اپنی فوجی بارک کو اور دوسری اپنے مکان کی طرف تو ان کے جداگانہ خیالات کیا تھے۔ جیسا کہ ہم نے پیشتر لکھا۔ حالات نے ایلین کے دل پر کچھ ایسا اثر ڈالا تھا کہ اس نے یہ سوچنے کے لئے ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ کہ جو راہ میں نے اختیار کی ہے وہ کس درجہ خطرناک ہے۔ اپنے باپ سے اس کو پہلی سی محبت قائم نہ رہی تھی۔ اور اپنے شوہر سے اسے کبھی محبت تھی ہی نہیں۔ ان حالات میں اس وقت اگر کوئی خیال اس کے دل پر حاوی تھا تو فقط یہ کہ مجھے میرا وہ دلدار جس سے اسے گہری محبت تھی۔ پھر ایک بار مل گیا۔ اس وقت اگر کوئی دوست اسے یہ سمجھاتا۔ کہ تم جو کچھ کر رہی ہو۔ وہ سخت بے عزتی اور بدنامی کا موجب ہوگا۔ تو وہ ضرور اس کی باتوں کو قابل نفرین سمجھتی۔ کیونکہ محبت کے جوش میں عموماً ایسا ہوتا ہے۔ مگر دوسری طرف لیونارڈ ایلین کی طرح انجام سے قطعاً بے خبر یا لاپروا نہیں تھا۔ وہ اس خیال کو دل میں لاتے خوف سے کانپتا تھا۔ کہ میں نے ایلین کو کوئی ایسا فعل کرنیکا مشورہ دیا۔ جو اسے اپنے شوہر کی نظروں سے گرانے کا موجب بنا۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ پس حالت سکون میں اس نے اپنے دل میں عہد کر لیا۔ کہ اب کی مرتبہ جب میں ایلین سے ملونگا۔ تو اس سے یہ کہونگا۔ کہ ہماری یہ ملاقاتیں خطرے سے خالی نہیں ہیں۔ اور بہتر یہی ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے سے ملنا ترک کر دیں۔ مگر جب پھر ایک بار تنہائی میں ان کی ملاقات ہوئی۔ تو وہ اسے اس درجہ حسین نظر آئی۔ اسکی باتیں اس درجہ پُرلطف معلوم ہوئیں۔ اسکی صحبت میں اس نے اس قدر مسرت کا اظہار کیا۔ اور اسے اس کی محبت اتنی زبردست اور جاذب معلوم ہوئی۔ کہ وہ جملہ جسے وہ اس موقع پر کہنا چاہتا تھا۔ نوک زبان ہی پر آ کر رک

گیا - وہ ڈرتا تھا جس وقت میں نے یہ فہمایشی الفاظ اُسے کہے - اسی وقت یہ دلفریب مسکراہٹ ان لبوں سے دور ہوجائے گی - یہ ہنستی ہوئی آنکھیں آنسوؤں سے دھندلی نظر آئیں گی - پیار کی گفتگو سسکیوں میں بدل جائے گی - اور راحت کا دلچسپ اور پُر امید نظارہ جو اس وقت پیش نظر ہے - یاس کی تاریکی میں مبدل ہوجائے گا - پس دوسری ملاقات کے موقعہ پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے - تو پھر ایک اور ایسی ہی ملاقات کا انتظام کرلیا گیا - اور اس تیسری ملاقات کے موقعہ پر لیونارڈ نے اپنے آپ کو وہ الفاظ کہنے کے اور بھی ناقابل پایا - جو ان کی مشترکہ راحت کے لئے سم قاتل کا اثر رکھتے تھے - مختصر یہ کہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری ملاقات ہوئی اور یہ سلسلہ آئندہ بھی اسی طرح جاری رہا - لیونارڈ ہر بار دل میں یہ فیصلہ کرکے جاتا - کہ یہ ملاقات آخری ہی ثابت ہوگی - لیکن ہر مرتبہ ایلین کے سامنے آکر اس کے تمام ارادے ہوا میں اُڑجاتے - حتےٰ کہ اسی طرح ان ملاقاتوں کو عرصہ دراز گذر گیا - دو نوجوان تھے - دونو کی محبت حد انتہا سے بڑھی ہوئی تھی - دونو تنہائی میں ملتے تھے - نتیجہ آخر کار وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا - یعنی موقعہ پاکر وہ گنہگار ہوگئے - اور اس مہلک دن کے بعد لیونارڈ کے دل سے یہ خیال بھی مٹ گیا - کہ ہمارا ایک دوسرے سے ملنا بے جا ہوسکتا ہے - اب یہ ملاقاتیں نہ صرف جلد جلد ہونے لگیں - بلکہ دونو بہت دیر تک ایک دوسرے کے پاس رہنے لگے -

یہاں پر ہم اس داستان کا سلسلہ منقطع کرکے ضمناً چند الفاظ فوج کے سپاہیوں کی حالت کی نسبت کہنا چاہتے ہیں - سب سے پہلے ہمیں یہ لکھنا ہے - کہ اتنے فیاض شریف اور رحم دل انسانوں کی جماعت جیسے کہ انگریزی فوج میں موجود ہیں اور کہیں نظر نہیں آئیگی - ہمارا مطلب ان لوگوں سے ہے جو سپاہیوں کی حیثیت میں کام کرتے ہیں - کیونکہ جس قدر یہ لوگ خوبیوں کا مجموعہ ہیں - اسی قدر ان کے افسر ظالم - جابر - خودپسند اور گستاخ ہیں - پوچھا جائے گا کہ یہ اختلاف کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ فوج کی افسری امیروں کا ذریعہ تفریح بنی ہوئی ہے - اس کی بدولت امیروں کی اولاد ملازمت پاتی ہے - اور خطاب دار رئیس اپنے بچوں کو سرخ وردی میں دیکھ کر اظہار فخر کرتی ہیں - بھلا ہمارے دل میں اس فوج کی نسبت کیا خیال ہوسکتا ہے - جس میں ایک معمولی واقفیت کے امیر زادہ کو محض اس کے رتبہ امارت کی وجہ سے اعلےٰ فوجی عہدہ دے دیا جاتا ہے - یہ نظارہ واقعی رنج دہ ہے - اور ظاہر ہے کہ اس شخص میں جسے حقیقت میں ایک تاشہ بجانے والے لڑکے کے برابر بھی واقفیت نہ ہو بلند فوجی عہدہ

وے دینے سے ناقابل بیان خود سری پیدا ہو جاتی ہے ۔ جب اس طرح پر فوج کو امیروں کے ہاتھ میں کھلونا بنا دیا گیا ۔ تو افسروں کو سپاہیوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے ۔ قدرتی طور پر وہ انہیں بالکل ہیچ سمجھتے اور ان سے غلاموں کی طرح سلوک کرتے ہیں ۔ اور یہی باعث ہے کہ سپاہیوں کو ذرا ذرا سی بات پر سزائے تازیانہ دی جاتی ہے ۔ ان حالات میں اگر سپاہی بھی افسروں سے نفرت کریں ۔ تو کیا تعجب ہے ۔ کیونکہ وہ انہیں ظالم اور سخت گیر سمجھتے ہیں ۔ ہمیں یہ دیکھ کر نہایت ہی رنج ہوتا ہے ۔ کہ ایک معمولی لیاقت کا امیر چھوکرا جو چند دن پہلے تک فوج اور اس کے متعلقات سے قطعاً لاعلم تھا ۔ یا وہ شخص جس کی قابلیت محض یہ ہے ۔ کہ اس نے روپیہ کی مدد سے اعلیٰ فوجی عہدہ خرید ا ۔ ان بہادر اور نیکدل جوانوں سے جس طرح چاہے بدسلوکی کر سکتا ہے اکثر افسر ایسے بھی دیکھے جاتے ہیں جن کی سب سے بڑی خوشی اس میں ہے کہ سپاہیوں پر سختی ہو ۔ اور اُنہیں شدید ترین سزائیں دی جائیں ۔ جب سپاہیوں کی بدنی سزا تین سو ضرب تازیانہ تک محدود کر دی گئی ۔ تو ۹۰ فیصدی حالتوں میں دیکھا جاتا تھا ۔ کہ قابل سزا شخص کو پورے تین سو تازیانے ہی لگائے جاتے تھے اس سے کم نہیں ۔ اور اس پر بھی کئی افسروں کا اطمینان نہیں ہوتا تھا ۔ چنانچہ انہوں نے تحریک کر کے آخرکار یہ بات منظور کرا ہی لی ۔ کہ جنرل رجمنٹل کورٹ مارشل اگر فیصلہ دے تو ملزم کو پانسو تک کوڑے لگائے جائیں ۔ سالہا سال تک یہ سزائے تازیانہ سارے یورپ میں بدنام رہی ۔ اور انجام کار گورنمنٹ نے اس وقت اس میں دخل اندازی کی جب ہونسلو کی چھاونی میں ایک جوان سپاہی محض اس سزا کی تاب نہ لا کر مر گیا ۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہی قاتلانہ واقعہ اس وحشیانہ سزائے انسداد کا موجب ہوا ۔ ضمناً یہ بات بھی قابل ذکر ہے ۔ کہ ایسے موقعوں پر جب یہ سزا دی جاتی تھی ۔ تو سپاہیوں اور افسروں میں سے جو یہ رقت خیز نظارہ دیکھنے کے لئے جمع ہوتے صرف سپاہیوں کی آنکھیں خون روتی تھیں ۔ اور انہی کے دل پہلو میں بیٹھے جاتے تھے ۔ افسروں کے قلب پر اس کا ذرا بھی اثر نہیں ہوتا تھا ۔

جب حالات یہ ہوں تو فوج کے سپاہیوں اور افسروں میں باہمی ہمدردی کیونکر ہو سکتی ہے؟ وہ سپاہی حد درجہ ہی قابل نفرت ہوگا ۔ جو اسی ہاتھ کو بوسہ دے جو اُسے زدوکوب کرتا ہو ۔ اور اسی شخص کے سامنے اظہار عجز کرے جو اُسے ٹھوکر لگاتا اور اس سے نفرت کرتا ہو ۔ افسروں کی طرح آخر سپاہیوں میں بھی جان ہے ۔ ان کے اندر بھی ویسے ہی احساسات ہیں ۔ پس اگر ضبط و انتظام

کے سلسلہ میں ان پر بے جا سختیاں کی جائیں۔ تو ان کے دل میں رنج و کاوش پیدا ہونا قدرتی ہے مشہور و معروف جان ولکیز کا قول ہے۔ کہ انسان کا بدترین استعمال یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اُسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ اس میں ہم اس قدر اضافہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک اور بدترین استعمال یہ بھی ہے کہ اُسے سزائے تازیانہ دی جائے حقیقت یہ ہے کہ بھرتی کے دن سے لیکر رخصت کے وقت تک برطانیہ میں فوجی سپاہی سے نہایت بے جا سختی کا سلوک ہوتا ہے۔ اُسے ہر بات میں اپنے حسب منشا چلانے کے لئے اس سے انتہا درجہ کی بدسلوکی کی جاتی ہیں۔ اس خرابی کا آغاز بھرتی کرنے والے سے ہوتا ہے۔ افسر اُسے قائم رکھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ خود اس میں حصہ لیتی ہے۔ لیونارڈ مچل کے معاملہ ہی کو دیکھئے۔ بھرتی کرنے والے سارجنٹ نے اُسے یقین دلایا تھا۔ کہ تمہیں ایک پونڈ ہفتہ وار تنخواہ دی جائے گی۔ مگر حقیقت میں اُسے صرف ۹ شلنگ ۴ پنس دیے جاتے تھے۔ اس میں سے ۵ شلنگ ۱۰ پنس خوراک اور غسل کے ۲ شلنگ ½ ۷ پنس کپڑوں کے اور ½ ۴ پنس صفائی کے ذبح کر لئے جاتے تھے۔ گویا سب ملا کر اس کے پاس صرف ۷ پنس ہفتہ وار باقی رہ جاتے تھے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس کا جیب خرچ صرف ایک پنس یومیہ تھا۔ یہ حالت ایک انگریز سپاہی کی ہے۔ جسے کسی سکول کے طالب علم سے بھی کم جیب خرچ ملتا ہے۔

اب وہ زمانہ نہیں رہا جب فوج کے سپاہیوں پر اس قسم کی بے جا سختیاں کی جا سکتی ہیں جس صورت میں ان سپاہیوں میں فرانسیسی سپاہیوں کے برابر فیاضی عالی حوصلگی اور روشن خیالی پائی جاتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے ان کے ساتھ ویسا ہی انصاف کا سلوک نہ ہو۔ فی الحقیقت بہادری اور ضبط انتظام میں انگریز سپاہی باقی ہر قوم کے سپاہیوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس بات کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ کہ ان کی شکایات کا جلد تر انسداد کیا جائے۔ کئی رجمنٹوں میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ افسران سپاہیوں کی نہایت بُرا جانتے ہیں جو ذاتی اصلاح اور ترقی کی کوشش کریں۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ان میں مطالعہ کا شوق پیدا کیا جائے اور اصلاح کے متعلق ان کی کوششوں کو جرم نہ سمجھا جائے۔ بحالات موجودہ فوجی بارکیں نہایت افسوسناک اور بے آرام نظر آتی ہیں۔ انہیں زیادہ پُر آسایش بنانا لازم ہے۔ کیونکہ بارکوں میں آسایش کی کمی کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ بہت سے سپاہی بحالت مجبوری شرابخانوں کا رُخ اختیار کرتے ہیں۔ کئی حالتوں میں لوگ محض اسی وجہ سے مسلمہ شرابی بن گئے۔ یہ سب خرابیاں اس صورت میں باآسانی رُک سکتی ہیں۔ کہ اُن کے لئے بارک میں ہی سامان تفریح مہیا کیا

جائے۔ خوراک جو اُن کے لئے تیار کی جاتی ہے، اکثر بدترین قسم کی ہوتی ہے۔ اور گوشت تو خصوصیت سے ایسا ہوتا ہے جسے کوئی انسان کھا نہیں سکتا۔ حالانکہ ان چیزوں کے لئے سپاہی سے کافی رقوم وضع کی جاتی ہیں۔ مگر اس کے باوجود اس کی آسائش کا مطلق انتظام نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی سپاہی شراب پی لے، تو اسے ایک نہایت خوفناک جرم تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ کہ وہ امیر خاندان کے چھوکرے جو محض اپنی امارت کی وجہ سے افسری کے عہدہ تک پہنچے ہیں۔ ہر رات شراب پی کر الّو کی طرح بدمست ہو جاتے ہیں مگر ان سے کوئی بازپرس نہیں کرتا۔ مختصر یہ کہ انگریز سپاہی کی حالت حد درجہ افسوسناک ہے۔ اور اگرچہ ان افسروں کے لئے جو اپنے عہدے قیمتاً خریدتے ہیں۔ ساری آسائشیں مہیا ہیں۔ مگر بدنصیب سپاہیوں کو جو ملازمت میں داخل ہونے کے وقت کئی قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی بدسلوکیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

اب ہم ایک بار قصّہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ اور اس دوران میں لیونارڈ اور ایلین اس حد تک ایک دوسرے سے ملتے رہے جس کی اجازت اول الذکر کی مصروفیتیں دے سکتی تھیں۔ کیونکہ ایلین تو محبت میں سرشار ہو کر یہ خیال دل سے محو کر چکی تھی۔ کہ میرا شوہر میرے بار بار گھر سے چلے جانے اور عرصہ دراز تک باہر رہنے کی نسبت کیا خیال کرتا ہوگا۔ جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس سے اس عمر رسیدہ شوہر کے دل میں کئی طرح کے جانگداز شبہات پیدا ہونے لگے۔ مگر جب وہ ایلین سے اس بارہ میں سوالات پوچھتا۔ تو وہ بالکل خاموش رہتی۔ یا کچھ ایسے مبہم جواب دیتی۔ کہ اس کے شوہر کو اور زیادہ پریشانی ہونے لگتی۔ وہ اس بارہ میں ایلین کے باپ سے شکایت کرنا اپنے وقار سے بعید سمجھتا تھا۔ بہرحال اب اُسے یہ محسوس ہونے لگا۔ کہ میں نے اس جوان عورت کی راحت کو اپنی خودغرضی پر نثار کرنے کا جو مذموم فعل کیا تھا اس کی مجھے ویسی ہی سزا مل رہی ہے جس کا میں مستحق تھا۔ آخر اس غیر یقینی حالت کی تکلیف کو ناقابل برداشت پاکر اور بدترین حالات سے خبردار ہونے یا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مجھے اپنی بیوی کی نسبت غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس نے اس کی نقل و حرکت کی جاسوسی شروع کی لیکن وہ پہلے ہی اس سے خبردار ہو گئی۔ اور گو اس نے بظاہر میں اپنے آپ کو اس کی نگرانی سے بے خبر ظاہر کیا۔ تاہم درپردہ اس قسم کے انتظامات کئے۔ جن سے اُس کے شوہر کو حقیقت حال کا مطلق علم نہ ہو سکا۔ اور عاشق اور معشوق کی ملاقات کا سلسلہ پھر بھی اسی طرح جاری رہا

غریب لیونارڈ کو اس حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ محض اس وجہ سے کہ وہ بمشکل اپنے غصہ کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اس قسم کی سُرخی نمودار ہوگئی۔ کہ جب وہ گارڈ روم میں پہنچا۔ تو پہرہ دار سارجنٹ نے بھی اُسے مخمور قرار دیا۔ لیونارڈ جھوٹ کو بہت بُرا جانتا تھا۔ پس اس نے تسلیم کیا۔ کہ میں نے ایک دو جام پئے ضرور ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے کہ میں مخمور ہوں۔ اس الزام کو اس نے قابلِ تضحیک سمجھا۔ اس کے باوجود اُسے تین دن فوجی حوالات میں رکھا گیا۔ اور تین دن کے بعد اس کا معاملہ کورٹ مارشل یعنی فوجی عدالت میں پیش ہوا لارڈ سٹینٹ نے اس بدنصیب کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست پیش کی۔ اور ناعاقبت اندیشی سے اگرچہ بالکل راست طریق پر لیونارڈ نے عدالت میں یہ بھی کہہ دیا۔ کہ حقیقت میں خود بہت مخمور تھے۔ امیر مذکور نے اس بیان کو غلط قرار دیا۔ اور بہت کچھ اظہار خشم کیا۔ عدالت بھی یہ سمجھنے لگی کہ ملزم نے لارڈ سینٹ کے خلاف دروغ بیانی کر کے اپنے جرم کو زیادہ سنگین بنا لیا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ افسران عدالت اگر چاہتے۔ تو بڑی آسانی سے اس بات کی تصدیق کر سکتے تھے۔ کہ شب مذکور کو لارڈ سٹینٹ نے واقعہ میں حد درجہ شراب پی تھی۔ اس برائے نام مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملزم کو مخمور ہو کر بعد از وقت بارک میں آنے کا مجرم قرار دیا گیا۔ اور یہ جُرم بھی اس کے خلاف ثابت پایا گیا۔ کہ اس نے اپنے افسر سے گستاخی کا سلوک کیا۔ اور اُسے دھمکایا تھا۔ پس عدالت نے حکم دیا۔ کہ لیونارڈ مچل کو نو تسمہ والے تازیانے سے تین سو کوڑے لگائے جائیں۔ حکم سُنا کر اُسے پھر اسی حوالات میں لے گئے۔ جہاں اُس بدنصیب نے ایسی اذیت کی رات بسر کی۔ جو شاید کسی ایسے شخص کے حصہ میں بھی نہ آئی ہوگی جسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا ہو۔ غریب لیونارڈ کی اُس وقت کی پریشانی کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ وہ سوچتا تھا۔ اب میں کس مُنہ سے لوگوں کے سامنے آسکونگا۔ میں کس مُنہ سے دوبارہ اپنی پیاری ایلین سے ملونگا۔ میں کیونکر اس انتہائی ذلت اور اس حد درجہ کی شرمناک سزا سے جانبر ہو سکونگا۔ لیکن ہماری رائے میں ان خیالات کی جو حکم سنائے جانے اور سزا دینے کے درمیانی عرصہ میں اس بدنصیب کے دل میں پیدا ہوتے رہے توضیح کرنا بے سود ہوگا۔ ناظرین خود ان کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں۔

آخر کار وہ خوفناک وقت آگیا۔ جب اس بہادر سپاہی کو سزائے تازیانہ دی جانی تھی اُسے کمر تک ننگا کر کے ساری رجمنٹ کے سپاہیوں کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ جنہیں خصوصیت سے اسے

سزا پاتے دیکھنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ لیونارڈ کے چہرہ کی رنگت لاش کی طرح زرد تھی۔ مگر بھچے ہوئے ہونٹوں اور آنکھوں کے انداز سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس خوفناک سزا کو پورے استقلال کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ اس وقت فوج کے بہت سے سپاہیوں کی آنکھوں پر اس کی حالت زار دیکھ کر رحم اور ہمدردی سے قطرات اشک نمودار ہو گئے۔ مگر افسر بڑے اطمینان کے ساتھ کھڑے رہے۔ ان میں سے جو اعلےٰ تھے۔ اُن کے دلوں میں کسی طرح کا جذبہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور جو ماتحت تھے ان کے دلوں میں بھی گو رحم یا ہمدردی کا احساس نہیں تھا۔ تاہم مادہ استعجاب ضرور تھا۔ رہا لارڈ سٹینٹ وہ اس نظارہ کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا۔ کیونکہ یہ ساری کارروائی اُسی کی نظر عنایت کا نتیجہ تھی۔ اور وہ اپنے دل میں یہ سوچکر خوش تھا۔ کہ رات کے وقت جب میں والد کے مکان پر اپنی ماں اور بہنوں کے سامنے صبح کے اس واقعہ کی تفصیل بیان کرونگا۔ تو وہ اسے سن کر کتنے خوش ہوں گے۔ اتنے میں نقارہ بجنے کی آواز سنائی دی۔ جو اس بات کی علامت تھی۔ کہ سزا کو عمل میں لانا شروع کیا جائے۔ تازیانہ اُٹھا۔ اور بدنصیب شخص کی پیٹھ پر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی دو نیلے نشانات اس کی پشت پر نمودار ہو گئے۔ مگر اُس نے اُف تک نہیں کی۔ اُس کے مُنہ سے درد کی ذراسی آواز بھی نہیں نکلی۔ پھر تازیانہ گرا۔ اور اب کی مرتبہ پشت کے نشانات زیادہ شوخ نظر آنے لگے۔ تیسری بار پھر تازیانہ اُترا۔ اور زخموں سے خون بہنے لگا۔ مگر اس کے باوجود وہ نوجوان خاموش رہا۔ اگرچہ اس کے گھتے ہوئے بدن پر ہلکی تشنجی علامت نمودار ہوئی۔ اس نظارہ کو دیکھکر خوف کا احساس برقی لہر کی طرح ان تمام بہادر سپاہیوں کے دلوں میں اثر پذیر ہو گیا۔ جو اس خوفناک نظارہ کو دیکھ رہے تھے۔ اور جن کی نظروں کے سامنے اُن کے ایک رفیق کو نہایت خوفناک سزا دی جا رہی تھی۔ اب تازیانہ جلد جلد گرنے لگا تھا۔ کیونکہ دو آدمی اس خوفناک فرض کو سرانجام دے رہے تھے۔ اور جب وہ تھک جاتے۔ تو اُن کی بجائے دو اور متعین کر دیے جاتے تھے۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ اُن کے بازو تھک جانے سے بدنصیب شخص کی سزا کی سختی میں ذراسی تخفیف بھی ہو سکے لیونارڈ اب بھی خاموش ہے لیکن باوجود کوشش ضبط کے اس خوفناک اذیت کا اظہار جسے وہ محسوس کر رہا ہے۔ اس کے چہرہ پر ہوتا ہے خوفناک تازیانہ کے وار بڑی تیزی کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک وار میں نو جدا گانہ زخم نمودار ہو جاتے ہیں۔ پیٹھ پر جا بجا ان زخموں سے جا بنا رقرمزی رنگ کا خون بہ رہا ہے

اور تسموں کی گانٹھیں زندہ گوشت کو اپنے ساتھ اڑا رہی ہیں سوائے حسرت کہ یہ سختی اس ملک میں عمل میں لائی جاتی ہے ۔ جسے آزادی کا مسکن اور مخزن تصور کیا جاتا ہے ۔ وائے افسوس کہ اس اذیت وہ سزا کی منظوری اس ملک کو حاصل ہے ۔ جو اس بات پر فخر کر سکتا ہے ۔ کہ اس کے باشندے ایک کروڑ روپیہ سالانہ عیسائیت کی اشاعت میں صرف کرتے ہیں ۔ باشندگان انگلستان کیا آپ اس سخت سزا کو دیکھتے ہوئے اپنے دل میں ذرا بھی تاسف یا اضطراب محسوس نہیں کرتے؟ اے وائے جس ملک میں انسداد بیرحمی حیوانات تک کی انجمنیں موجود ہیں ۔ اور اگر کوئی شخص اپنے بیل یا گدھے کو سختی سے مارے تو اس پر مقدمہ چلا کر سزا دے دی جاتی ہے ۔ وہاں ایک بھی ایسی انجمن نہیں جو ان مظالم کا انسداد کرے ۔ جو انسان انسانوں پر کرتے ہیں ۔ جو اس تازیانہ کی وحشیانہ سزا کے انسداد کی تحریک کرے ۔ جس کی بدولت پیٹھ سے کھال اُدھڑ جاتی ہے اور انسان موت کے دروازہ تک پہنچ جاتا ہے ۔ سزا پانے والے کو تڑپتے ہوئے دیکھا نہیں جاتا ۔ اس کی دردناک چیخیں سننے والوں کے رگ و ریشہ تک کو متاثر کرتی ہیں ۔ ہائے ! کیا ایسی خوفناک سزا کے انسداد کی حمایت کرنا فرض انسانی یا حب وطن کی شرط نہیں؟

لیونارڈ مچل نے اس خوفناک سزا کو ایسے تحمل اور مردانگی کے ساتھ برداشت کیا جس کی فطرت انسانی ایسے حالات میں اجازت دے سکتی ہے ۔ ڈیڑھ سو کوڑے لگاتار اس کی پیٹھ پر پڑے ۔ مگر کیا مجال کہ اس کے منہ سے ایک آہ یا ایک بار بھی کراہنے کی آواز نکلی ہو ۔ ہاں چہرہ سے اس انتہائی ذہنی اذیت کا اظہار ہوتا تھا ۔ جسے وہ اس وقت محسوس کر رہا تھا ۔ آنکھوں کی پلک زائل ہوگئی تھی ۔ نچلا جبڑا جھک گیا تھا ۔ منہ پر جھاگ نمودار ہوگئے تھے ۔ اور زبان خشک ہو کر کسی قدر باہر نکل آئی تھی ۔ اور پیٹھ! . . . اُف! ہم بیان نہیں کر سکتے اسکی پیٹھ کی کیا حالت تھی ۔ ہمیں اپنے دل میں اسقدر غم و غصہ محسوس ہوتا ہے ۔ کہ الفاظ کا اظہار نہیں کر سکتے ۔ فی الواقعہ ہمارا قلم داستان کے اس حصہ کو بیان کرنے سے عاری ہے ۔ سچ پوچھئے تو ہمارے نزدیک ان واضعان قانون کی نسبت جو اس قسم کی خوفناک بدنی سزا کی منظوری دیتے ہیں ۔ دنیا کا غریب ترین انسان یہاں تک کہ گداگر ہونا بھی بہتر ہے ۔ مگر ذکر لیونارڈ مچل کا تھا ۔ دو سو سے زیادہ کوڑے لگ چکے تھے ۔ مگر اس کے منہ سے ذرا بھی آواز نہیں نکلی ۔ اس اس وقت ڈاکٹر نے سزا دینے والوں کو عارضی طور پر رک جانے کا حکم دیا ۔ پھر اُسے کچھ پینے کے لئے دیا گیا جس سے اس کے بدن میں ذرا توانائی آگئی ۔ مگر کیا اس کے بعد سزا دینا بند

کردیا گیا؟ بالکل نہیں! یہ روح فرسا عمل درجۂ تکمیل تک پہنچایا گیا۔ دوسو کوڑے لگانے سے اذیت کا پیمانہ شاید لبریز نہیں ہوا تھا۔ کہ اس مختصر وقفہ کے بعد پھر سلسلہ جاری کیا گیا۔ پھر کوڑے پڑنے لگے۔ دوسرا سبک مرتبہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ آیا اس لیے کہ وقفہ حائل ہونے سے بدنصیب لیونارڈ کی قوت برداشت میں فرق آگیا تھا۔ یا اس لئے کہ اس وقفہ نے اس کی حوصلہ شکنی میں کچھ حصہ لیا۔ بہرحال سبب کچھ ہو۔ امرواقعہ یہ ہے کہ اب دوبارہ سزا کے تازیانہ ملنے پر بدنصیب کے منہ سے ایک ایسی چیخ . . . نہایت خوفناک وحشیانہ اور خلاف فطرت چیخ نکلی جس کی گونج اس کے بعد بھی بہت دیر تک سننے والوں کے دلوں پر حاوی رہی۔ وہ دردناک آواز لیونارڈ کے منہ سے نکلنے کے بعد پارک کی دیواروں سے ٹکرا کر ان سپاہیوں کے کانوں تک پہنچی جو صف بستہ کھڑے اس خوفناک نظارہ کو دیکھنے پر مجبور تھے۔ اور اس کا اثر ان کے دلوں پر اس طرح ہوا جیسے کوئی آتش زخم پر نمک پاشی کرتا ہے۔ سپاہیوں کی قطار میں ہر شخص بجلی کی سی کڑک اور خوف سے مرتعش ہو گیا۔ اور بہت سے بہادر سپاہیوں نے آنسوؤں کے ان قطرات کو جو بے اختیاری میں ان کی پلکوں پر نمودار ہو گئے تھے۔ ہاتھ سے پونچھا۔ آہ اے بہادر سپاہیو۔ یہ نظارہ ایسا ہی تھا جس پر تمہاری آنکھوں کا اشکبار ہونا ذرا بھی تعجب خیز نہیں۔ یہ واقعہ ایسا ہی تھا جس پر ہر شخص کا رنج والم اور غم وغصہ کے آنسو بہانے پر مجبور ہو جانا قدرتی ہے۔

آخر لیونارڈ کی سزا ختم ہوئی۔ چیخ مار کر اس بدنصیب کو غش آگیا۔ اور چند آدمی اسے اٹھا کر ہسپتال میں لے گئے۔ جہاں کئی گھنٹوں کے بعد اسے ہوش آیا۔ ہوش میں آنے پر اسے نہایت سخت تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ کیونکہ اس کی پشت کے زخموں کو مہلک ثابت ہونے سے روکنے کے لیے جو تدابیر اختیار کی گئی تھیں۔ ان کی بدولت اسے دوزخ کی سی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اس کتاب کے پڑھنے والو! اگر عیسائی ہو تو سوچنا۔ کیا اس طرح کی وحشیانہ سزا کا ذکر کہیں تمہارے مذہب میں بھی آیا ہے جس کی بدولت ڈاکٹر کی ہر ممکن امداد کے باوجود ۹۰ فیصدی حالتوں میں سزا پانے والے کا مرجانا قرین قیاس ہے۔ ہم بدنصیب لیونارڈ کے نازک حالت کی تفصیل اور اس کی ناقابل بیان تکالیف کی توضیح کو غیر ضروری جان کر نظر انداز کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ برابر آٹھ ہفتوں تک وہ زندگی اور موت کے درمیان لٹکتا رہا۔ مگر کیا یہ سزا پانے کے بعد اس کی حالت روباصلاح ہو گئی؟ بالکل نہیں۔ اسکی ہمت شکست ہو

چکی تھی۔ حوصلہ ٹوٹ گیا تھا۔ اور اب اس نے یہ بات محسوس کرنی شروع کی۔ کہ جب اس دنیا میں نیکی کا صلہ سزا اور تکلیف کے سوا اور کچھ نہیں۔ تو نیک بننے کی کوشش کرنا ہی فضول ہے اس کی مذہبی عقیدت میں فرق آگیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ وہ بالکل ہی تلف ہوگئی۔ دعا کی تاثیر پر بھی اعتماد نہیں رہا۔ پہلے وہ نوع انسانی کا خیرخواہ اور ہر شخص کی بہتری چاہنے والا تھا۔ مگر اب افسروں کے خلاف اس کے دل میں نفرت اور اپنے رفیقوں کے خلاف اسی طرح کے شبہات جاگزین ہو گئے۔ وہ ضدی بن گیا۔ اس بات کی اُسے مطلق پروا نہ رہی کہ مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے۔ تمام خوبیاں خاک میں مل گئیں۔ کیونکہ وہ اپنے دل میں محسوس کرنے لگا۔ کہ رجمنٹ میں مجھ کو سب سے برا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ مجھے ترقی نہیں مل سکتی۔ اور میرے چال چلن کی عمدگی ہمیشہ کے لئے زائل ہوگئی۔ قابیل کی طرح میری پشت پر داغ ندامت ہمیشہ کے لئے موجود رہیگا۔ ان سب باتوں کے علاوہ اب اس کے دل میں اس امیر افسر کے خلاف جس نے اس کی نسبت فوجی عدالت میں بے شمار جھوٹی باتیں کہی تھیں۔ اور جو اس کی بدنامی اور سزا کا موجب ہوا تھا۔ بدلہ لینے کی زبردست خواہش پیدا ہوگئی۔

لیونارڈ مچل کی ذہنی حالت اس قسم کی تھی۔ کہ قریبًا دس ہفتوں کی جدائی کے بعد اس کی ایلین سے اول مرتبہ پھر ملاقات ہوئی۔ ایلین کو اس سزا کی خبر پہلے مل چکی تھی۔ اور لیونارڈ کے ذاتی حالات سے جو واقفیت رکھتی تھی۔ اس کی بنا پر اُسے یقین تھا۔ کہ اُسے بلاوجہ یہ وحشیانہ سزا دی گئی ہے۔ اس نے اُسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ مگر لیونارڈ نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میری تسلی جبھی ہوگی جس وقت میں اس شخص سے بدلہ لونگا جو میری تمام مصیبت کا موجب بنا۔ ایلین نے بھی اُسے اس خیال سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ ورنہ انتقام کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ اسے بھی اس نواب زادہ کے خلاف سخت رنج تھا جس نے ایسے قابل نفرت طریق پر اس کے دلدار کو مبتلائے مصیبت کیا۔ بہرحال لیونارڈ کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر اُسے دلی رنج محسوس ہوا۔ وہ اب بھی اُسے چاہتا تھا۔ لیکن اس کی محبت زمانہ سابق کے سچے عشق سے گھٹ کر جوش نفسانی کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اور اگر ایسا ہوا تو تعجب ہی کیا ہے اس کے بدترین احساسات کند ہو چکے تھے۔ اور برے جذبات پر جب اعلٰے خیالات کا اثر نہ رہا تو انہوں نے بے اختیار ہوکر شدت کی صورت اختیار کی۔ اس کی نئی دلچسپیوں میں سے ایک شراب پینے کی علت بھی تھی۔ اور سزا پانے کے بعد ایلین سے اس کی تیسری

یا چوتھی ملاقات ہوئی تو اس میں اس نے اسے باتوں باتوں میں جتلا دیا۔ کہ اب مجھے تم سے مالی امداد لینے میں بھی دریغ نہیں ہے۔ اس کے چند ہفتے بعد وہ اور زیادہ بے باک ہوگیا۔ اور اب موقعہ بموقعہ بڑی ڈھٹائی سے اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے اس سے مالی مطالبات کرتا تھا۔ کئی مہینے نہیں گذرے تھے۔ کہ اسکی یہ حالت ہوگئی۔ کہ ایلین سے جدا ہونے سے پہلے وہ ہر ملاقات میں اس کا بٹوہ ضرور اُلٹ لیتا۔ پہلے تو ایلین اس کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوتی۔ لیکن اس سے اس درجہ محبت تھی۔ کہ اُس نے اپنے دل کو یہ کہکر سمجھا لیا۔ کہ ضرورت کے وقت انسان مجبور ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جتنا زیادہ اس کی طرف سے خود غرضی کا اظہار ہوا۔ اسی قدر زیادہ ایلین اس کی دلداری کرنے لگی۔ اس پر طرہ یہ ہوا۔ کہ اب بارہا شراب کے نشہ میں وہ اس سے بگڑ جاتا۔ اور بُری باتیں کہنے لگتا۔ کئی بار ایسا بھی ہوا۔ کہ وہ وقت معینہ پر اس سے نہ ملا۔ اور اس سے دوسری یا تیسری ملاقات کے موقعہ پر جب ایلین نے اُسے اس وعدہ خلافی پر ملامت کی۔ تو وہ اُلٹا اُسے گالیاں دینے لگا۔ ایک بار تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی۔ کہ اس نے اُسے مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ لیکن اُس غم نصیب یا محبت حسینہ نے اس سے معافی ہی مانگی۔ اس کے باوجود لیونارڈ کی بدلی ہوئی حالت نے ایلین کے دل کو اس قسم کا صدمہ پہنچایا جس کے اثرات کو وہ بآسانی بھول نہیں سکتی تھی۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوتی تھی۔ کہ یہی لیونارڈ مچل ایک زمانہ میں کتنا فیاض بہادر اور عالی حوصلہ تھا۔ مگر اب کس قدر اخلاقی پستی میں گر چکا ہے۔ کہ اس میں اور رجیو انات میں فرق نہیں رہا۔

لیکن حضرات ناظرین لیونارڈ مچل کے بگڑ جانے پر اُسے قصور وار نہ ٹھیرائیگا۔ اس میں شک نہیں اس کی عادات اگلی سی نہیں رہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ اب وہ شراب بہا پیتا ہے مگر اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ایک بڑے قانون نے اُسے بُرائی کی طرف راغب کردیا۔ اس کے شراب پینے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ وہ اس کے ذریعہ اپنا غم غلط کرسکتا تھا۔ وہ اپنی نظروں میں خود ذلیل ہوچکا تھا۔ اور اگر گاہ بگاہ جام شراب سے اپنا غم غلط نہ کرتا تو زندگی یقیناً اس کیلئے ناقابل برداشت ہوجاتی۔ اس کے رفیق اس کی بدلی ہوئی حالت کو دیکھتے۔ اور اس کے سبب کو بھی خوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ اس سے پہلے بارہا یہ بات اُن کی نظروں میں آچکی تھی۔ کہ جس سپاہی کو اس قسم کی سزا دی گئی۔ وہی نیک سے بد بن گیا۔ گویا

سزائے تازیانہ اور اخلاقی زوال یہ دونو لازم ملزوم تھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہوش میں آکر بھی لیونارڈ کو اپنے افعال پر مطلق ندامت نہ ہوتی تھی۔ نہ وہ ذراسی پشیمانی ہی محسوس کرتا تھا کیونکہ جیسا ہم نے بیان کیا۔ وہ ضدی ترش رو اور لاپروا بن چکا تھا۔۔ مگر نہیں وہ ابھی پورے طور پر لاپروا نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے سینہ میں ایک آرزو باقی تھی۔ اور وہ یہ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اس شخص سے بدلہ لے جس نے اُسے سزا دلواکر ذلیل وخوار کیا۔

اور آخرکار اُسے انتقام کا ایک موقعہ حاصل بھی ہوگیا۔ اتفاق دیکھئے۔ کہ اس قابل یادگار دن کے پورے سال بھر بعد جب اُسے سزائے تازیانہ دی گئی تھی۔ ہائیڈ پارک میں فوج کی عظیم الشان پریڈ ہوئی۔ اس موقعہ پر جرمنی کے کئی مفلس شہزادے اس ملک میں مہمان تھے۔ وہی شہزادے جو انگلستان کے خزانہ سے نہ معلوم کن خدمات کے سلسلہ میں سالانہ وظیفے پاتے تھے۔ اور جن کے اخراجات سفر بھی سرکاری خزانہ سے ادا ہوتے تھے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جرمنی کے یہ بے بضاعت شہزادے۔ جتنے متکبر اور فاخر ہیں۔ اسی قدر حد درجہ غریب بھی ہیں۔ اس موقعہ پر دو تین اس قسم کے شاہی بھکاری صدر مقام انگلستان میں آئے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ دن کے دس بجے کے بعد تمام فوجوں کو جو لنڈن میں یا اس کے قریب متعین تھیں۔ ہائیڈ پارک میں بھیجا گیا۔ اور اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ فوج کا نظارہ نہایت شاندار اور قابل دید تھا۔ اس کے ذرا دیر بعد ڈیوک آف ولنگٹن جرمن شہزادے اور کئی جرنیل افسر معہ اپنے عملہ کے وہاں پہنچ گئے۔ اور تمام سڑکیں تماشایوں سے بھر گئیں۔ فوج کا ریویو معمولی طریق پر شروع ہوا۔ ڈیوک شہزادوں اور ان کے رفقا کے استقبال کے لئے پیادہ اور سوار فوج کو تیار کیا گیا۔ آخر جب معائنہ ہو چکا۔ تو فوج نے مختلف قسم کی قواعد کرکے دکھائی۔ جس کے بعد حکم ہوا۔ کہ ایک مصنوعی لڑائی کی جائے۔ اس مطلب کے لئے فوج کو دو حصوں پر منقسم کردیا گیا۔ جس رجمنٹ میں لیونارڈ بھرتی تھا۔ اس پر تماشایوں کی خاص نظر پڑتی تھی۔ کیونکہ اسے کچھ تو اس وجہ سے کہ اس میں انگریزی فوج کے بہترین جوان کام کرتے تھے۔ اور کچھ اُس کے زبردست ضبط انتظام کی وجہ سے خاص شہرت حاصل تھی۔ اس وقت اگر کوئی متجسس نگاہ ہر ایک سپاہی کے چہرہ کی طرف دیکھتی۔ تو ایک شخص ضرور ایسا نظر آتا جس پر وہ نظر بہت عرصہ تک جمی رہتی کیونکہ نہ صرف اس شخص کا چہرہ بہت خوبصورت تھا۔ بلکہ اُس پر وحشیانہ مسرت اور کامیابی کی نہایت خوفناک جھلک نمودار تھی۔ اور اُس کا خم کھایا ہوا ہونٹ اور پھولے ہوئے نتھنے اس

بات کی دلیل تھے۔کہ یہ شخص ضرور اپنے دل میں کوئی خطرناک منصوبہ رکھتا ہے۔
نقلی لڑائی شروع ہوئی مختلف دستے۔ باری باری آگے پیچھے بڑھتے اور ہٹتے تھے کبھی کسی دستہ کو کسی صورت میں اور کبھی کسی اور حیثیت میں متعین کیا جاتا تھا یکا یک کہ ایک عام حملہ شروع ہوگیا۔لیونارڈ مچل کی رجمنٹ کے پاس قرابینیں تھیں۔لیونارڈ نے اپنے ہتھیار کو اس شوق اور مسرت کے ساتھ پکڑا۔جس سے ظاہر ہوتا تھا۔کہ وہ اس سے کوئی خاص ہی کام لینا چاہتا ہے فائر کرنے کا حکم دیا گیا۔ہر ایک قرابین کے دہانہ سے سفید بخار کی طرح دھُواں نکلا۔جس نے آن واحد کے لئے فوج کے گرد ایک دھُندسی پھیلا دی۔دفعتاً اس ہجوم سے ایک جگر دوز چیخ کی آواز۔ایسی جو جانکنی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔سنائی دی۔اور آخر جب آہستہ خرام ہوا کے سُست اثرات سے بتدریج وہ دھُواں ہٹا۔تو ہر شخص کے مُنہ سے خوف اور پریشانی کا کلمہ نکلا۔کیونکہ سب نے یہی سمجھا۔کہ ضرور کوئی خوفناک واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ہر طرف پریشانی اور اضطراب پھیل گیا۔اور جلدی ہی یہ خبر ہر شخص کے مُنہ سے سُننے لگی۔کہ لارڈ دسبٹنٹ کو زخم آیا ہے۔افواہ بالکل درست تھی۔کیونکہ وہ نوجوان گھوڑے سے گرا ہوا خون آلود حالت میں جلد جلد سانس لیتا فرش زمین پر پڑا تھا۔ڈاکٹروں نے جہاں تک ممکن تھا۔اس نے مدد دی۔مگر تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔کیونکہ امیر مذکور کو کاری زخم آیا تھا۔گولی اُس کی پیٹھ میں لگی۔اور اس واقعہ کے تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک بھی لفظ کہے بغیر ڈاکٹر کے بازوؤں میں جان بحق تسلیم ہوگیا۔اس کے بعد جو نظارہ دیکھنے میں آیا۔وہ نہایت رقت خیز اور روح فرسا تھا۔لارڈ دسبٹنٹ کو گولی لگنے کی خبر سُن کر اس کے والدین اور بہنیں جو وہیں موجود تھیں۔غرض سارے رشتہ دار مقام مذکور پر جمع ہوگئے۔پہلے خیال تھا کہ یہ خبر اگر غلط نہیں تو مبالغہ آمیز ضرور ہوگی۔لیکن موقعہ پر پہنچکر معلوم ہوا۔کہ وہ بالکل راست تھی۔اس طرح پر وہ خوشی اور چہل پہل کا دن اُن کے لئے سوگ اور ماتم کا دن بن گیا۔فوج کی نمایش اُسی وقت ملتوی کر دی گئی۔اور سب فوجوں کو حکم ہوا۔کہ وہ اپنی اپنی بارکوں کو واپس چلی جائیں۔رہے تماشائی۔اُن کا بڑا حصہ اس ماتمی جلوس کے ساتھ ہولیا۔جو نوجوان امیر کی لاش کو لیکر اس کے مکان کی طرف جارہا تھا۔
ادھر جب لیونارڈ مچل کی رجمنٹ بارک کی طرف جارہی تھی۔اس کے ان رفیقوں نے جو اس کے قریب تر تھے۔اس کی طرف مشتبہ اور استفہامیہ نظریں ڈالنی شروع کیں۔مگر کیا مجال اس کے چہرہ پر مجرم ہونے کا کچھ بھی اثر ہو۔ظاہر میں نہ وہ خوش اور نہ افسردہ۔نہ

پریشان اور نہ خائف نظر آتا تھا۔ سپاہی بھی اُسے حالت سکون میں دیکھ کر یہی سمجھنے لگے۔ کہ اس سانحہ کے متعلق اس پر شبہ کرنا بے جا ہے۔ پھر جس وقت رجمنٹ کے سپاہی بارک میں داخل ہونے لگے۔ تو ہر ایک کے کارتوسوں کا معائنہ کیا گیا۔ لیکن کسی کے پاس گولی برآمد نہیں ہوئی۔ افسروں کے دل میں قدرتی طور پر لیونارڈ مچل کے خلاف شبہ پیدا ہوچکا تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ افسر مرگ کی تحقیقات ہونے تک اُسے زیر حراست رکھا جائے۔ مگر اُس نے بڑے زور سے اپنی بےگناہی کا اظہار کیا۔ اور جن لوگوں کو اس کے خلاف سب سے زیادہ شبہ ہوسکتا تھا وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے۔ کہ اس کا انکار بلحاظ جوش راستی پر مبنی نظر آتا تھا۔ چنانچہ جب یہ جُرم اس سے منسوب کیا جاتا۔ تو وہ غیر معمولی اظہار خشم کرنے لگتا۔ اس سے اگلے دن افسر مرگ نے تحقیقات کی۔ اور اس کا نتیجہ مچل کے حق میں مفید ثابت ہوا۔ اُس کے خلاف ذرا سی شہادت بھی پیش نہ کی جا سکی۔ اور اس بات کو بعید ترین طریق پر بھی اس کے خلاف نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ ایک سال پیشتر متوفی کی شکایت پر اُسے سزائے تازیانہ دی گئی تھی اس کے علاوہ لیونارڈ کے جس قدر رفیق سپاہیوں کی شہادت ہوئی۔ اُن میں سے ایک نے بھی یہ نہیں کہا۔ کہ اِس دوران میں مچل نے کبھی نشہ کی حالت میں بھی جب سچی بات بے اختیار منہ سے نکل جاتی ہے۔ یہ کہا ہو۔ کہ مجھے لارڈ سبینٹ کے خلاف کسی طرح کی عداوت ہے۔ ان حالات میں گو آخری نتیجہ یہی اخذ کیا گیا۔ کہ امیر مذکور ایک اتفاقی حادثہ سے مرا۔ تاہم ساتھ ہی یہ خیال لینا بھی سراسر غیر ممکن تھا۔ کہ ایک بھرے ہوئے کارتوس کو خالی سمجھا گیا۔ بہر حال اس طرح پر لیونارڈ مچل کے خلاف ذرا سی شہادت بھی پیش نہ کی جا سکی۔ اور اُسے رہا کر دیا گیا۔ مگر فوج کے افسروں اور کئی سپاہیوں کے دل میں بھی شبہ جاگزین رہا۔ کہ یہ کارروائی ضرور اس شخص کی ہے۔ جیسا کہ اکثر ایسی حالتوں میں ہوا کرتا ہے۔ جیوری نے اس مطلب کا مبہم فتوےٰ صادر کر دیا۔ کہ متوفی کی موت ایک گولی سے ہوئی۔ جو کسی قرابین کے دہانہ سے چلی تھی مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ اُسے کس نے چلایا۔ اور آیا وہ اتفاقی طور پر چلی یا بالارادہ۔" اس کے چند دن بعد لارڈ سبینٹ کی لاش کو دفن کیا گیا۔ اور تُوری اخبارات نے اس کے انتقال پر تعریفی نوٹ لکھتے ہوئے۔ اس کی خوبیوں کا اتنا مفصل ذکر درج کیا۔ کہ اگر اس شخص میں اُن صفات کا دسواں حصہ بھی موجود ہوتا۔ تو ہم سمجھتے وہ اخلاقی اور ذہنی طریق پر نوع انسانی کا بہترین نمونہ تھا۔

اس افسوسناک واقعہ کے بعد لیونارڈ مچل اور ایلین میں جو پہلی ملاقات ہوئی ۔ وہ فریقین کے لئے نہایت رنجدہ تھی ۔ جب وہ اس مکان میں جو ایلین نے ان گناہ آلود ملاقاتوں کے لئے کرایہ پر لے رکھا تھا ملے ۔ تو آخرالذکر نے اپنے دلدار کی کلائی پکڑ کر اس کی طرف اس انداز سے دیکھتے ہوئے گویا وہ اس کی روح کی تہ تک پہنچنا چاہتی ہے ۔ ہلکی گلوگیر آواز میں کہا "لیونارڈ کیا تمہیں اس فعل کے مرتکب نہیں ہوئے"؟ اس نے اپنا بازو جھٹکا دے کر اس کی گرفت سے نکالتے ہوئے وحشیانہ انداز سے کہا "پھر کیا ہوا ؟ کیا میں نے تم سے پہلے ہی یہ نہیں کہہ دیا تھا ۔ کہ میں ضرور اپنی سزا کا بدلہ لونگا ۔ اور کیا تم نے میرے اس خیال کی تائید نہیں کی تھی ؟ پھر اب تم کس منہ سے مجھے اس کے لئے ملامت کرتی ہو" "مگر الٰہی ! یہ خیال کس قدر خوفناک ہے . . ." ایلین نے کرسی پر بیٹھتے اور اپنے ہاتھوں سے پیشانی کو دباتے ہوئے کہا ۔ کیونکہ وہ لاکھ گنہگار اور منزل عصمت سے گری ہوئی ہو ۔ بہرحال ابھی اس کا دل اس قدر پتھر نہیں ہوا تھا ۔ کہ اس ہلکی آواز کو بھی دبا سکتا ۔ جو رہ رہ کر اس کے کانوں میں کہہ رہی تھی "تو اس وقت ایک قاتل کی صحبت میں بیٹھی ہے ۔" "خوفناک ! لیونارڈ نے وحشیانہ طریق پر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ۔ "ایلین کیسی بیوقوفوں کی سی باتیں کرتی ہو ! کیا اب میں یہ سمجھوں ۔ کہ تم کسی دن میرے خلاف مخبری بھی کرو گی ؟"

بدنصیب عورت کی آنکھوں سے طوفان اشک بہ نکلا ۔ اور وہ کہنے لگی "ہائے افسوس کیا اب میں تمہاری نظروں میں اتنی ہی ذلیل ہوگئی ۔ کہ تم مجھ پر اس قسم کے ادنےٰ اشتبہات کرنے لگے ہو ؟" پھر وہ رہ رہ کر سسکیاں لیتے ہوئے بولی "لیونارڈ کیا میں سب کچھ تمہاری خاطر نثار نہیں کر چکی ؟ کیا میری ان قربانیوں کے بعد تم مجھے اس قسم کی ملامت کرنا واجب سمجھتے ہو ؟ میری حالت پر غور کرو ۔ اور دیکھو ۔ میں کس وجہ تمہارے رحم کی محتاج ہوں ۔ ایک طرف شب و روز میرے شوہر کے شبہات اور سرد مہری میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ مجھے اس سے نفرت ضرور ہے ۔ مگر آخر قانون کی نظروں میں وہ میرا شوہر ہے ۔ اس نے مجھے دام فریب میں لانے کے کئی طریقے سوچے ۔ جن سے میں بدقت بچتی رہی ۔ مگر وہ اب میری وفاداری پر اور زیادہ شک کرنے لگا ہے ۔ اور ہر وقت میرے خلاف کوئی نہ کوئی ثبوت حاصل کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے ۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ سے والد کسی نہ کسی طریق پر اس بات سے خبردار ہو کر ۔ کہ میں گھر سے عرصہ دراز تک پراسرار طریق پر غائب رہتی ہوں مجھ سے کئی طرح کے سوالات

پوچھ اور مجھے فہمایش کر چکے ہیں۔ لیونارڈ کیا یہ سب باتیں مجھ غم نصیب کو پریشان اور مضطرب کرنے کے لئے کم تھیں۔ کہ اب تم بھی مجھے شک کی نظر سے دیکھ کر ان میں اضافہ کیا چاہتے ہو؟" لیونارڈ کہنے لگا "یہ بات ہے تو پہلے تم مجھے غصہ ہی کیوں دلاتی ہو؟ میں ایک سال سے کہ رہا تھا کہ ضرور اس شخص سے بدلہ لوں گا۔ اور واقعہ میں تم نے میرے اس خیال کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ مگر اب جس وقت میری وہ تجویز عمل میں آچکی۔ اور میرا جانی دشمن قبل از وقت کنج لحد میں پہنچ گیا۔ تو تم میرے اس کام پر خوف اور نفرت کا اظہار کرتی ہو۔" "آہ! لیونارڈ" ایلین نے اس کے قدموں میں گر کر کہا "میں تم سے معافی کی خواستگار رہوں یقین جانو میں آئندہ کبھی تمہیں ناراض نہ کرونگی میں مانتی ہوں تم پر بہت ظلم کیا گیا۔ اور حالات اسی قسم کے تھے جن کے پیش آنے پر صبر و شکیب کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے غلطی کی۔ کہ تمہارے فعل پر اظہار افسوس کیا۔" لیونارڈ نے اس عورت کو جو اس کے عشق میں سراسر دیوانی ہو چکی تھی۔ فرش زمین سے اٹھا کر صوفہ پر اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے کہا "خیر جو ہو چکا۔ اب اس پر بحث کرنا لاحاصل ہے۔ ہمیں لازم ہے اس سوال کو آپس کی تکرار کا ذریعہ نہ بنائیں۔ تم جان سکتی ہو۔ اگر میں اس امیر حبکوک سے انتقام نہ لیتا۔ جسے میرا کینہ سپرد خاک کرنے کا موجب ہوا ہے۔ تو میری ہستی اس کتے سے بدتر ہوتی۔ جو اسی شخص کے ہاتھوں کو چاٹتا ہے جو اسے زد و کوب کرے۔ میں تمہیں یہ بھی بتاتا ہوں۔ کہ جنگ کے موقعوں پر اسی طرح کئی سپاہیوں کو ظالم افسروں سے بدلہ لینے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور وہ سپاہی جن پر بے جا سختی یا ناروا ظلم کیا گیا ہو۔ ظالم افسروں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنانے سے ہرگز دریغ نہیں کرتے۔ تم چاہے اسے قتل کے نام سے یاد کرو۔ لیکن میں تو یہی کہونگا۔ کہ ظالم کو سزا دینا سراسر انصاف ہے۔" ایلین اس کے چہرہ کی طرف خوف اور حیرت کی نظر سے دیکھنے لگی۔ اور اس کے اپنے چہرے پر لیونارڈ کو ان خوفناک اصولوں کی وضاحت کرتے سن کر لاش کی سی زردی چھا گئی۔ مگر پھر یہ دیکھ کر کہ وہ دوبارہ ناراض ہوا چاہتا ہے۔ وہ جلدی ہی اس سے پیار کرنے لگی۔ لیونارڈ نے بھی اس سے اظہار محبت شروع کیا۔ لیکن ایلین باوجود بڑی کوشش کے اب اس ناجائز عشق کی خوشیوں میں وہ لذت محسوس نہیں کرتی تھی۔ جو بیشتر کیا کرتی تھی۔ ہر چند کہ کچھ عرصہ سے اس نے جو طریق زندگی اختیار کر رکھا تھا۔ اس نے اس کے جذبات سفلی کو بہت بھڑکا دیا تھا۔ تاہم اب اپنے چاہنے والے کی صحبت میں بے اختیار اس کے دل میں نفرت کا احساس پیدا ہوتا تھا۔ وہ اپنی خواہشات

نفسانی کو اکسا کر اس احساس پر غالب آنے کی بہت کوشش کرتی تھی۔ لیکن کیا کوئی طاقت ایسی ہے جو اس آواز کو دبا سکتی جو رہ رہ کر اُسے اپنے کانوں میں یہ کہتی سنائی دیتی تھی کہ تو ایک قاتل کی صحبت میں ہے۔" اس نے اس خیال سے لیونارڈ کے خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھا کہ شاید اسی طرح میرے اندر وہ پاک جذبات محبت دوبارہ پیدا ہوں۔ جو پیشتر اس کے دل پر قابض تھے۔ مگر اب ان آنکھوں میں جو کبھی پاک محبت کی دلفریب جھلک رکھتی تھیں اسے ایک خوفناک اور شیطانی مسرت نظر آئی۔ اور پھر جس وقت اس نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لئے لبوں سے لگایا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ کسی خون آلودہ حصہ جسم کو چوم رہی ہے۔

ان اذیت دہ احساسات کو ناقابل برداشت پاکر وہ میز پر اشیائے اکل و شرب چننے لگی۔ اس نے شامپین کی بوتل کا کاگ کھولنے کے لئے لیونارڈ کو پیش کی۔ اس نے بوتل کھول کر ایک جام اپنے لئے پر کیا۔ اور پھر اُسے خالی کر کے وہی گلاس ایلین کو پیش کرتے ہوئے کہنے لگا "تم یہ ثابت کرنے کے لئے اسے پی لو۔ کہ جو واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ اس کے باوجود مجھ سے تمہاری محبت میں کمی نہیں ہوئی" اُس نے وہ گلاس اس کے ہاتھ سے لیکر اپنے منہ سے لگا لیا۔ مگر لیونارڈ کے الفاظ نے اُس کے ذہن میں پھر وہی تصورات پیدا کر دیئے۔ جنہیں وہ اپنے تخیل سے خارج کرنے کے لئے بے حد کوشش کرتی رہی تھی۔ حتےٰ کہ اب اُسے اپنی نظروں کے سامنے ہر طرف خون کی سی سرخی نظر آنے لگی۔ جب اس نے مئے احمر کا گلاس منہ سے لگایا تو یوں معلوم ہوا کہ ساغر میں خون چھلک رہا ہے۔ طوعاً و کرہاً اس نے گلاس کو خالی کیا۔ مگر جس وقت دختِ رز نے اس کی رگوں میں حدت پیدا کی۔ تو وہ ناگوار تصورات اسکی نظروں سے غایب ہونے لگے۔ اور اب اس نے محسوس کیا۔ کہ میں بغیر کسی نفرت یا کشیدگی کے لذات نفسانی سے بہرہ اندوز ہو سکتی ہوں۔ اس طرح پر لیونارڈ کے بعد اب ایلین نے بھی یہ مہلک حقیقت دریافت کی۔ کہ چھلکتی ہوئی شراب کے جام میں سارے رنج وہ خیالات کو محو کرنے کی معجز نما تاثیر ہے۔ چنانچہ اس وقت کے بعد اس نے بھی دختِ رز کو اس شخص کے جوش اشتیاق کے ساتھ پینا شروع کیا جو سمجھتا ہو کہ اسی میں تفکرات کو دور کرنے کی تاثیر ہے۔ لیونارڈ کو یہ دیکھ کر کہ شراب نے اس کے دل پر مفید اثر پیدا کیا ہے۔ تعجب اور مسرت ہوئی۔ اور ایلین کو بھی اس ملاقات کے آخری حصہ میں لیونارڈ اتنا با محبت اور پیارا معلوم ہوا۔ جتنا وہ عرصہ دراز سے کبھی نہیں ہوا تھا۔

مگر اس ایک رات کے واقعات نے نتیجہ کیا پیدا کیا؟ یہی کہ ایلین میں شراب کی کشش پیدا ہوگئی۔ اس نے محسوس کیا۔ کہ یہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو تمام رنجیدہ خیالات کو دل سے دور کرتی ہے اور چونکہ عام طور پر اس کے خیالات اکثر رنجیدہ رہتے تھے۔ اس لئے دن بدن اس کے دل میں مئے ناب کا شوق بڑھنے لگا۔ حتٰے کہ جو کسی زمانہ میں کھانا کھاتے وقت بھی اس کا استعمال برا سمجھتی تھی۔ اور جسے یہ دیکھ کر سخت ہی رنج ہوتا تھا۔ کہ لیونارڈ اس مضر چیز کا عادی ہوتا جا رہا ہے۔ خود اس کے دام فریب میں مبتلا ہوگئی۔ صد افسوس کہ حسین وجمیل ایلین شیشہ کی پری کے سایہ میں آگئی۔ شروع میں کچھ عرصہ یہ کیفیت رہی۔ کہ وہ صرف رات کا کھانا کھاتے وقت اسے استعمال کرتی تھی۔ مگر جلدی ہی اُسے محسوس ہونے لگا۔ کہ اب صبح شام سیر سے خیالات رنج دہ ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر لیونارڈ کے متعلق اس کے دل میں نفرت اور محبت کے مشترکہ احساسات پیدا ہوتے تھے۔ بس اس نے دوپہر کو لنچ کے ساتھ بھی شراب کا استعمال شروع کر دیا۔ اور رات کے کھانے کے ساتھ تو دو دو تین تین گلاس بلا تکلف پی جاتی۔ ایسے موقعوں پر جب وہ لیونارڈ سے ملتی۔ تو اُسی شراب کی بڑی مقدار پی لیتی تھی۔ جو اس تقریب کے لئے مہیا کی گئی ہو۔ رفتہ رفتہ یہ عادت اس بدنصیب عورت پر زیادہ مضبوط اثرات قائم کرنے لگی۔ اور آخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ کہ صبح کے ناشتہ کے ساتھ بھی وہ اپنے خیالات کی پریشانی رفع کرنے کے لئے ایک آدھ گلاس ضرور چڑھا لیتی تھی۔ ادھر سال بھر تک مختلف شکوک وشبہات کا شکار رہنے کے بعد مسٹر کیمبل جو یہ دیکھ رہا تھا۔ کہ دن بدن اسکی بیوی زیادہ بے توجہی اور لاپروائی برتنے لگی ہے۔ مالیخولیا کا شکار ہو گیا۔ اور اب اُس کی حالت یہ ہوگئی۔ کہ گھنٹوں بے خبری کی حالت میں اپنے تفکرات میں محو کرسی پر بیٹھا رہتا۔ انہی ایام میں مسٹر ہومفرٹ کے مالی حالات میں عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ اس نے سٹہ بازی کے بعض سودوں میں بھاری نقصان اُٹھایا۔ جس کی وجہ سے اُسے عظیم پریشانی لاحق ہوگئی۔ اپنے داماد مسٹر کیمبل سے مزید امداد حاصل کرنا اب خارج از بحث تھا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر اس امید پر کہ شاید کہیں سے غیبی امداد مل جائے۔ یا کم از کم اس نیت سے کہ آخری تباہی کو جہاں تک ممکن ہو ملتوی رکھا جائے۔ اس نے ظاہری حالات میں اپنی کوٹھی کی ساکھ کو برقرار رکھنے کی کوشش شروع کی۔ اس طرح پر ایک طرف شوہر کی عدم توجہی اور دوسری جانب والد کے تفکرات کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایلین پر کسی کی نگرانی نہ رہی۔ اور وہ دن بدن اس مہلک عادت میں جو اس نے بے خبری میں اختیار کر لی تھی۔ ترقی کرتی گئی۔ لیونارڈ نے

اُسے شراب کا حد سے زیادہ عادی ہوتے محسوس تو کیا۔ مگر اس نے بجائے مانع آنے کے اُلٹا اس کی حوصلہ افزائی کی۔ کیونکہ ایک تو وہ خود انجام سے لاپروا ہو چکا تھا۔ اور دوسرے دیکھتا تھا۔ کہ جس وقت ایلین نشہ شراب میں ہوتی۔ تو بڑی آسانی سے اپنی نقدی اس کے حوالے کر دیا کرتی تھی۔ لیونارڈ کی فضول خرچیاں روز بروز بڑھتی گئیں۔ اور اب وہ خود ایلین سے بھی تغافل کا سلوک کرنے لگا۔ اس سے ایلین کے سینہ میں جوش رقابت پیدا ہونا قدرتی تھا۔ اب جب انجام کار اُسے معلوم ہوا۔ کہ لیونارڈ مجھ سے بے وفائی کر رہا ہے۔ تو دونوں میں زور کا جھگڑا ہوا جس نے لفظی تکرار سے بڑھ کر یہاں تک نوبت اختیار کی۔ کہ لیونارڈ نے اُسے بے رحمی سے پیٹا۔ ایلین جو نیم بیہوشی کی حالت میں تھی۔ وہ بھی جہاں تک ممکن تھا۔ اس کا مقابلہ کرتی رہی۔ یہ نظارہ سخت ہی رنج دہ اور افسوس ناک تھا۔ اور اس کے دوسرے دن صبح کو جب ایلین کی آنکھ کھلی۔ اور اس نے شب گذشتہ کے واقعات پر غور کیا تو یہ سوچکر کہ میں پہلے کیا تھی۔ اور اب کیا بن چکی ہوں اُسے انتہا درجہ ندامت محسوس ہوئی۔ وہ گھنٹوں زار زار روتی رہی۔ اور اس نے عہد کیا۔ کہ میں آئندہ کبھی شراب نہ پیوں گی اور نہ لیونارڈ سے ملونگی۔ اس ارادہ کو دل میں لے کر اس نے اس مطلب کا رقعہ بھی لیونارڈ کے نام بھیجدیا۔ اور اس وقت جبکہ بہتر خیالات اس کے دل پر حاوی تھے۔ اُسے اس خیال سے بھی سخت رنج ہوا کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ اچھی طرح پیش نہیں آتی۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ میری توجہ کا محتاج ہے۔ اُس نے عہد کیا۔ کہ میں آئندہ اسی کی خدمت کو سب سے افضل سمجھوں گی۔ اس ارادہ سے اُسے ذرا تقویت محسوس ہوئی۔ اور وہ خوش ہونے لگی۔ کہ اب میں پھر نیکی کی راہ اختیار کر سکونگی۔ مگر اس کی ساری تجاویز اور خوشگوار امیدیں سہ پہر کو خاک میں مل گئیں۔ جب محل کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا۔ "اگر تم شام کو وقت مقررہ پر نہیں آؤگی۔ تو یاد رکھو میں تمہیں جان سے مار کر خود بھی مر جاؤنگا۔"

خط کو پڑھ کر ایلین بہت دیر تک تلخ آنسو بہاتی رہی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ اگر میں کمزور ثابت ہوئی۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ میری قسمت پر بربادی کی مُہر لگ چکی۔ اور میرا انجام ذلت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا۔ کہ بتدریج میری حالت اُس شرابی کی طرح ہو جائے گی۔ جو اس عادت کو باوجود کوشش کے ترک نہیں کر سکتا۔ لیونارڈ کی چٹھی کو پڑھ کر اور اُس کی خوفناک دھمکیوں کو یاد کر کے اس کے دل میں یہ تشویش پیدا ہونے لگی۔ کہ شاید مجھے

اُس کے ہاتھوں قبل از وقت موت نصیب ہو۔ اس نے اپنے ارادہ پر قایم رہنے کی بہت کوشش کی۔ مگر عادات بد اس درجہ گھر کر چکی تھیں۔ کہ اب اس کے لئے نیک ارادوں پر اُستوار رہنا دشوار ہوگیا تھا۔ انجام کار وہ اس فیصلہ پر مجبور ہوگئی۔ کہ شام کو لیونارڈ مچل سے ملنے جائے۔ اگرچہ اس نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دی۔ کہ ہماری یہ ملاقات آخری ہوگی۔ پس وہ وقت مقررہ پر مقام معینہ کی طرف روانہ ہوئی۔ اور لیونارڈ مچل جو ایک ایسی عورت کو بہرحال ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا تھا۔ جو اس کی فضول خرچیوں کو بوجہ احسن پُورا کرسکتی تھی۔ اس سے اتنی ریاکاری کے ساتھ پرمحبت طریق پر پیش آیا۔ کہ ایلین نے جو روز اول سے اس پر مفتون تھی۔ اس بات پر یقین کرلیا۔ کہ واقعہ میں اسے میرے سوا اور کسی سے محبت نہیں۔ اس نے سابقہ تغافل کے لئے اس کی معذرت کو بھی قبول کرلیا۔ اب شراب کا دور چلنے لگا۔ اور دختر رز کے زیر اثر وہ تمام احساسات تاسف اور وہ سب نیک ارادے جو اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ ہوا میں مل گئے۔ اس وقت وہ اس پر یہاں تک خوش تھی۔ کہ لیونارڈ کو فوج سے جدا کرنے کے لئے زر نقد بطور تاوان ادا کرنے کو تیار ہوگئی۔ مگر لیونارڈ نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا۔ اور وجہ یہ پیش کی۔ کہ میں نے فوج میں داخل ہوتے وقت ہمیشہ اسی ملازمت میں رہنے کا حلف لیا تھا۔ اگرچہ حقیقت میں یہ بیان بالکل نادرست تھا۔ کیونکہ اب اس کے مزاج میں اتنا عظیم انقلاب پیدا ہوچکا تھا۔ اور اس کے نیک ارادے اس حد تک زائل ہوگئے تھے۔ کہ اس حلف کا اثر کبھی کا مٹ چکا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اب وہ ایک نہایت عیاش اور اوباش آدمی تھا۔ اس نے معلوم کرلیا۔ کہ عورتیں وردی پوش سپاہیوں پر نسبتاً جلدی وارفتہ ہوجاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی سوچا۔ کہ اگر میں فوج سے الگ ہوگیا۔ تو ہر وقت اپنی داشتہ کی مرضی پر چلنے کو مجبور ہوجاؤنگا۔ اور چونکہ روپیہ کا اختیار ایلین ہی کو حاصل تھا۔ اس لئے اُسے اپنی آزادی میں فرق آنے کا اندیشہ ہوا۔ پس سارے پہلو سوچکر اس نے فوجی ملازمت ہی کو بہتر جانا۔ ادھر ایلین اس درجہ بیوقوف بن چکی تھی۔ کہ اُس نے اپنے چاہنے والے کی سب باتوں کو سچ سمجھ لیا۔ اور زیادہ زور دینا ضروری نہ سمجھا۔ وقت کا آخری حصہ عیش وعشرت میں بسر ہوا۔ شامپین کا دور چلتا رہا۔ اور آخر بہت وقت گذرجانے پر یہ گنہگار جوڑا حظوظ نفسانی سے سیر ہوکر ایک دوسرے سے جدا ہوا۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایلین اور لیونارڈ کے تعلقات دن بدن

زیادہ کشیدہ ہوتے گئے۔ اب ان میں آئے دن جھگڑے تکرار ہوتے تھے۔ اور ان جھگڑوں میں اکثر زدوکوب تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ وہ پاک محبت جو ایلین کو اپنے دلدار سے تھی سارا دن دیے کی نفسانیت میں بدل گئی تھی۔ اس کے جذبات لطیف کند ہو گئے۔ اور جوش رقابت بڑھ گیا۔ بارہا وہ لیونارڈ پر بے وفائی کے الزام عاید کرتی۔ اور ایسے موقعوں پر اس قدر جوش میں آتی کہ یہ یقین کرنا غیر ممکن ہوتا تھا۔ کہ یہ مخمور تند مزاج اور بدزبان عورت چند سال پیشتر نہایت شستہ اور شائستہ خیالات کی ایک معزز خاتون تھی۔ لیکن عیاشی کی زندگی کے باوجود اس کا حسن غیر معمولی حد تک قائم رہا۔ چنانچہ بارہا جب وہ لیونارڈ سے ملکر زیادہ رات گئی گھر کو واپس جاتی۔ تو اکثر بے فکرے نوجوان جو ہر وقت بڑے شہروں میں خوبصورت عورتوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ بڑی بے حیائی سے اس کے سامنے شرمناک تجاویز پیش کیا کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ وہ کسی کے کہنے میں نہیں آئی۔ تاہم دن بدن ازروئے اخلاق اس کے خیالات میں انحطاط پیدا ہوتا گیا۔ چنانچہ بارہا جب وہ شراب پیے ہوئے ہوتی۔ اور بے فکرے نوجوان اسے راستہ میں چھیڑتے۔ تو یہ ان سے بے تکلف گفتگو کرنے رک جاتی تھی۔ انہی ایام میں لیونارڈ بجائے خود اسے حسد کی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اور ایک رات جب وہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا تھا۔ تو راستے میں اس نے اسے ایک نوجوان سے گفتگو کرتے دیکھ لیا۔ اس پر دونو میں زور کا جھگڑا شروع ہوا۔ اور اگرچہ انجام کار لیونارڈ نے ہی محض اس لئے کہ ایک مالدار عورت ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔ اس کے عذرات کو تسلیم کر کے ہار مان لی۔ تاہم اس کے دل میں ایلین کی بے وفائی کا غلط خیال نہایت مضبوطی سے جاگزین ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونو ایک دوسرے پر بے اعتمادی کرنے لگے۔ اور بارہا اس سلسلہ میں ایک کو دوسرے سے سخت نفرت ہونے لگی۔ ہر چند کہ لیونارڈ اب ایک برا آدمی تھا۔ اور وہ ایلین کی شراب نوشی کی عادت کی بھی حوصلہ افزائی کرتا رہا تھا۔ تاہم جب وہ اسے مخمور دیکھتا اور پیار و محبت میں اس کے منہ سے اپنے رخساروں پر سابق کے معطر اور خوشبودار سانس کی بجائے گرم اور کثیف بو محسوس کرتا۔ تو اس کے دل میں بے اختیار نفرت کا احساس پیدا ہو جاتا تھا۔ دوسری طرف ایلین باوجود بڑی کوشش کے اس خیال کو دل سے نہیں نکال سکتی تھی۔ کہ میرا ایک قاتل سے تعلق ہے۔ چنانچہ بارہا اس کی صحبت میں بیٹھے ہوئے اسے اپنی نظروں کے سامنے خون کی سی سرخی نظر آنے لگتی۔ شیشہ کے گلاس میں سرخ شراب خون ہی کی صورت اختیار کر لیتی

اور اپنے بگڑے ہوئے تخیل میں اسے لیونارڈ کے ہاتھ بھی خون آلود نظر آتے۔ اس طرح ان دونوں کا یہ افسوسناک تعلق جاری رہا۔ ایلین اس وجہ سے ساتھ لگی رہی۔ کہ وہ نفسانیت کے زیر اثر اس پر مفتون تھی۔ اور لیونارڈ اس واسطے کہ اس کے اخراجات صرف ایلین ہی کی مدد سے پورے ہو سکتے تھے۔

لیکن آخر کار جب معاملات نے انتہائی صورت اختیار کی۔ تو جیسا ہونا چاہیئے تھا اس ملجارُ عشق کا انجام نہایت افسوسناک ثابت ہوا۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ ایلین رات کے وقت لیونارڈ کے کسی گستاخانہ سلوک کی وجہ سے سخت رنجیدہ نشۂ شراب میں مخمور دل میں پیچ وتاب کھاتی مکان کی طرف جا رہی تھی۔ کہ راستہ میں وہی نوجوان جس کا ذکر ایک بار پہلے کیا جا چکا ہے۔ اس کو ملا اس موقعہ پر اس نے ایلین سے بہت منت سماجت کی۔ اور وہ بھی اس قدر نرم ثابت ہوئی جیسی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ خون حدت میں تھا۔ اور دل بجھا ہوا۔ اس کی حالت اس قسم کی تھی۔ کہ اس نے سمجھا اس نوجوان کی بات ماننا لیونارڈ کی طرف سے آزادی کا ثبوت مہیا کرنے کے برابر ہوگا جس سے بہت نہیں تو میرے اپنے دل کی تسکین ضرور ہو جائے گی۔ بس اس نے اجنبی کی بات مان لی۔ اور اس کے ساتھ ایک قحبہ خانہ میں جانا منظور کیا۔ آخر آدھی رات کا وقت تھا۔ جب ایلین اس مکان سے نکلی۔ اور پھر کسی دن ملنے کا وعدہ کر کے اپنے مکان کی طرف ہولی۔ واٹرلو پل کے وسط میں اُسے اپنے پیچھے کسی کے تیز چلنے کی آواز سنائی دی مڑ کر دیکھا۔ تو چاندنی کی بکھری ہوئی روشنی میں لیونارڈ مثل سایہ کی طرح ساتھ چلتا نظر آیا۔ ایلین کو غش کی سی حالت محسوس ہونے لگی۔ اس نے جان لیا۔ کہ وہ یقیناً میری نگرانی کرتا رہا ہے۔ نہایت خوفناک اندیشوں کو دل میں لئے وہ پل کے ایک حجرہ میں داخل ہو کر بنچ پر بیٹھ گئی۔ وہیں وہ نوجوان سپاہی بھی پہنچ گیا۔ پہلے ایک منٹ وہ بالکل خاموش رہا۔ اور یہ خاموشی ایلین کو اور زیادہ خوف زدہ کرنے کا موجب ثابت ہوئی۔ آخر اپنا زرد چہرہ جس پر چاندنی کی روشنی پڑ کر اسے اور زیادہ پھیکا بنا رہی تھی۔ اس کی طرف اٹھا کر اس نے یہ پوچھنے کی کوشش کی۔ کہ تم کس مطلب کے لئے یہاں آئے۔ مگر الفاظ نوک زبان پر آ کے رک گئے۔ اور وہ انتہائے خوف سے لب بستہ ہو کر رہ گئی۔ اپنے سامنے تھوڑے فاصلہ پر موت کا آہنی ہاتھ اسے صاف نظر آتا تھا۔

لیونارڈ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر نہایت ... انداز سے دبایا۔ اور دبی ہوئی کھوکھلی

آواز سے کہنے لگا "ایلن آج مجھ کو تمہاری بے وفائی کا کامل ثبوت مل گیا"۔ بدنصیب عورت نے پل کے اِدھر اُدھر دہشت زدہ نظر سے دیکھتے ہوئے اور اُسے بالکل ویران پاکر حالت خوف میں کہا۔ "رحم! رحم!۔ رحم کا مستحق اُلٹا میں ہوں"۔ لیونارڈ نے اپنا ہاتھ بڑے زور سے اپنی ہی پیشانی پر مارتے ہوئے کہا۔ "جو سلوک تم نے مجھ سے کیا۔ واقعی میں اس کا مستحق تھا۔ میرے دل میں عرصہ دراز سے تمہاری نسبت شبہات پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن آج اُن کا کامل یقین ہو جانے پر مجھے اتنا خوفناک صدمہ ہوا ہے جسے میں برداشت نہیں کرسکتا۔ بے شک میں ایک بدقماش بدراہ اور ذلیل آدمی ہوں۔ لیکن ان حالات میں بھی اے ایلن تمہارے طرز عمل نے میرے دل کو سخت ہی صدمہ پہنچایا ہے"۔ ایلن مؤثر لہجہ میں کہنے لگی "میں خدا کی قسم کھا کے کہتی ہوں۔ آج میری بے وفائی کا پہلا دن ہے رات تم نے مجھ سے جو بدسلوکی کی۔ اس سے میرے دل کو اس قدر صدمہ پہنچا۔ کہ میں نے فیصلہ کیا۔ آئندہ تم سے آزاد ہو کے رہوں گی۔ میں تم سے کسی نہ کسی طرح انتقام لینے کی خواہشمند تھی۔ اور میں نے سوچا۔ کہ اگر میں خود اپنی نظروں میں آزاد ثابت ہو جاؤں۔ تو یہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ میں نے سوچا تھا۔ تم سے بے وفائی کر کے مجھے خاص مسرت محسوس ہوگی۔ خواہ تم میری اس کمزوری سے بے خبر ہی رہو۔ لیکن اب اگر تم مجھے معاف کر دو۔ تو میں وعدہ کرتی ہوں۔ کہ دوبارہ کبھی ایسی غلطی کا ارتکاب نہیں کرونگی۔ مگر لیونارڈ از برائے خدا۔ تم بھی مجھ سے ذراسی مہربانی کا سلوک کیا کرو"۔ یہ الفاظ نہایت درد انگیز اور موثر لہجہ میں کہکر اس نے اپنے بازو محبت سے لیونارڈ کے گلے میں ڈال دیئے۔ اور اس کے سینہ سے لپٹ گئی۔ یہ التجا اس درجہ موثر تھی۔ کہ اس کی بدولت لیونارڈ کے دل میں ان سختیوں۔ بدسلوکیوں اور بزدلانہ بے رحمیوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ جو وہ اُس سے کرتا رہا تھا۔ اُسے یاد آیا۔ کہ اس کی طرف سے میرے لئے کس قدر عظیم ایثار ظہور میں آتا رہا ہے اور گو میں نے اس سے حد درجہ بدسلوکی کی۔ لیکن یہ مجھ سے فیاضی کے ساتھ ہی پیش آتی رہی ہے اسے یہ بھی یاد آیا۔ کہ اگرچہ اب وہ شرابی۔ بداخلاق اور منزل عصمت سے گری ہوئی ہے تاہم میرے لندن آنے تک ایک بالکل پاک بے عیب اور اپنے شوہر کی وفادار بیوی تھی۔ درحقیقت اس کا سارا زوال شروع سے آخر تک صرف اس مہلک تعلق کا نتیجہ ہے۔ جو میرے ساتھ قائم ہوا۔ اُسے دو سال پیشتر کا وہ زمانہ بھی یاد آیا جب اس پل سے گذر کر وہ سٹیمفورڈ سٹریٹ میں اپنا مکان دیکھنے جا رہا تھا۔ ہرچند کہ اس وقت اس کی حالت حد درجہ افسوس ناک تھی۔

لیکن موجودہ حالت کے مقابلہ میں تو اُسے بھی انتہائی راحت سمجھا جاسکتا تھا۔ کیونکہ اس وقت سزائے تازیانہ کے دائمی نشان اس کی پیٹھ پر موجود تھے۔ اور قاتل ہونے کا ناقابل محو احساس ندامت اس کے سینہ میں۔ اس کے علاوہ وہ جانتا تھا۔ اب میں پکا شرابی اپنی فوج کے لئے موجب ننگ اور ایک نہایت ذلیل ہستی ہوں جس کا کام اس عورت سے زبردستی روپیہ حاصل کرنا ہے جس کی محبت کا بدلہ بے وفائی اور احسان کا بدلہ سختی کی صورت میں دیا جا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں اسے وہ زمانہ یاد آیا جب اس کی نظروں میں ہر چیز روشن اور دلفریب تھی۔ جب وہ اور ایلن دونوں معصیت سے محفوظ اور نیکی کے پرستار تھے۔ جب اُن کی محبت پاک اور بے ریا تھی۔ اس وقت اگر کوئی شخص ان کی موجودہ ذلیل حالت کی پیشگوئی کرتا۔ اور یہ کہتا۔ کہ ایک دن آئیگا جب تم ایک دوسرے کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگو گے۔ تو وہ اس خیال کو حقارت کے ساتھ نظرانداز کر دیتے۔ یہ اور اسی قسم کے سینکڑوں خیالات تیز رَو ندی کے بہاؤ کی طرح اس نوجوان سپاہی کے دل میں گذرے۔ اور ان کا اس کی روح پر اثر ہوا۔ اس کا دل جو پتھر ہو چکا تھا۔ پھر ایک بار نرم ہوا۔ اور بدنصیب عورت کو بڑے زور کے ساتھ سینہ سے لگاتے ہوئے اس محبت کے زیر اثر جو پھر ایک بار اس کے دل میں پیدا ہو چکی تھی۔ وہ جوش سے کہنے لگا "ایلن مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے تم سے بدسلوکی کی۔ مجھے اپنے شرمناک سلوک پر سخت ندامت ہے۔ کیا تم میری ان خطاؤں کو معاف کر سکتی ہو؟"

یہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کہ اس کے بعد دونوں کی مصالحت مکمل ہو گئی۔ اس محبت کے زیر اثر جس کی تازگی نے ایک نئی لذت پیدا کر دی تھی۔ دونوں بہت دیر بے خبر رہے۔ یکایک ایلن کسی فوری خیال کے زیر اثر کہنے لگی "لیونارڈ سنتے ہو۔ ایک کا گھنٹہ بج رہا ہے۔ آج پھر تم وقت مقرّرہ پہ بارک میں نہیں پہنچے" جس وقت وہ یہ الفاظ کہہ رہی تھی۔ سینٹ پال کے گرجا کا گھنٹہ اپنی آہنی آواز سے ذات واحد کی منادی کر رہا تھا۔ ایک بجنے کی آواز اب تک ہوا میں گونج رہی تھی۔ لیونارڈ اسے سُنکر کہنے لگا۔ "بس اب میرے اندر بارک کو واپس جانے کی جرأت نہیں"۔ اور وہ اس زور سے کانپا۔ کہ ایلن کو اس کے بدن کی تھرتھراہٹ صاف محسوس ہوئی۔ وہ پوچھنے لگی "اب کیا کرو گے؟"۔ بولا۔ "کچھ بھی کرنا پڑے بہرحال میں اس خوفناک سزائے تازیانہ کو دوبارہ برداشت نہیں کر سکتا"۔ "سزائے تازیانہ" ایلن نے چونک کر کہا۔ اور وہ بھی زور سے کانپی۔ مچل کہنے لگا۔ "اس میں کیا شک ہے۔ اگر میں اس وقت بارک کو گیا۔ تو یقیناً مجھے یہی سزا دی جائے گی کچھ عرصہ

سے فوج کے افسر دیکھ رہے ہیں۔ کہ میرا طریق عمل قابل اعتراض ہے۔ کئی بار میرا ہاں دیر سے جانا اُن کے کانوں تک پہنچ چکا ہے۔ اور آج اگر میں اتنی دیر کر کے گیا۔ تو اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مجھے تازیانہ کی خوفناک سزا بھر دی جائے گی۔ پس میں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اب ہرگز بارک کو نہیں جاؤنگا۔" پھر اب کیا کرو گے؟" ایلین نے دوبارہ پوچھا۔ وہ مایوسانہ انداز سے کہنے لگا۔" میں اس کا کیا جواب دوں۔ میرے نزدیک بہترین صورت یہی ہے۔ کہ کسی محفوظ مقام پر چند دن کے لئے چھپ رہوں۔ اور اس کے بعد موقعہ پاکر اس مُلک کی حدود سے باہر چلا جاؤں اگر یہ نہ ہوا۔ تو خدا جانے میرا کیا حال ہوگا۔" ایلین کہنے لگی۔" کیا یہ ضروری ہے۔ کہ تم ملک چھوڑ کر چلے جاؤ؟" لیونارڈ تلخی کے لہجہ میں بولا۔" اس کے سوا چارہ کار کیا ہے؟ کیا تم یہ چاہتی ہو میں ایک مفرور سپاہی کی حیثیت میں پکڑا جاؤں۔ اس وقت میرے بارک میں جانے کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ مجھ پر فوجی عدالت میں بے قاعدگی۔ شراب پینے اور دیر سے آنے کا مقدمہ چلایا جائے گا۔ لیکن مفرور سپاہی کی حیثیت میں اور بھی زیادہ سخت سزا ملنا یقینی ہے۔" ایلین پُرجوش لہجہ میں کہنے لگی۔" دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے۔ میں ہرگز تمہیں واپس جانے کی اجازت نہیں دونگی۔ اور یہ تو میری کسی صورت میں خواہش نہیں۔ کہ تم ایک مفرور سپاہی کی حیثیت میں پکڑے جاؤ۔" پھر چند منٹ سوچتے رہنے کے بعد وہ بولی۔" لیونارڈ اگر تم اس مُلک سے کسی طرف کو روانہ ہوئے۔ تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔" نوجوان سپاہی نے اُسے بڑے زور کے ساتھ چھاتی سے لگاتے ہوئے کہا۔" ایلین مجھے تم سے یہی امید تھی۔" پھر اس نے آہستگی سے کوئی بات اس کے کانوں میں کہی۔ اور چند منٹ تک دونو اسی طرح دبے لفظوں میں گفتگو کرتے رہے۔ معلوم ہوتا تھا۔ لیونارڈ نے ایلین کے روبرو کوئی تجویز پیش کی ہے۔ جسے منظور کرنے میں اُسے پس وپیش تھی۔ غالباً اس میں بعض دقتیں پیش آتی تھیں۔ لیکن اگرچہ ایلین نے پہلے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ مگر آخر کار کہنے لگی۔ تم سچ کہتے ہو۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ اب یہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ میں تمہیں اپنے مکان پر چھپا لوں۔ اور اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ دونو نوکرانیاں میری وفادار ہیں۔ کیونکہ میں وقتاً فوقتاً انہیں معقول انعامات دیتی رہی ہوں۔ کہ وہ میرے باہر جانے آنے کی خبر مسٹر گیمبل کو نہ ہونے دیں۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ جب انہوں نے اس زمانہ میں جب مسٹر گیمبل کے حواس قائم تھے میرا راز فاش کرنا منظور نہیں کیا۔ تو اب جبکہ اس کے دماغ میں فتور آ چکا ہے۔ اور اس کی عادات بالکل بچوں کی طرح ہیں۔ یقیناً نہیں کرینگی۔ بے شک ایسا ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ

اس کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آتی - تم میرے ساتھ آؤ - میری جیب میں ایک خفیہ کنجی ہے اور ہم نوکروں کو بیدار کئے بغیر مکان کے اندر داخل ہو جائیں گے کل انہیں اس معاملہ میں رازدار بنایا جا سکتا ہے"۔

ناظرین ایلن کی اس انتہائی ناعاقبت اندیشی کو دیکھیں کہ اپنے آشنا کو اپنے شوہر کے مکان پر لے جانے کو تیار ہے - لیکن عورت ہمیشہ انتہا پسند مشہور ہے - خود لیونارڈ کی یہ حالت تھی - کہ ذرا دیر پیشتر اس کے دل میں جو اچھے خیالات پیدا ہوئے تھے - وہ پھر رفع ہو گئے - اس پر خود غرضی نے قبضہ کر لیا - چنانچہ فرار ہو جانے کا فیصلہ کرتے ہی اس نے سوچا - کہ میں ایلن سے اپنی ضروریات کے لئے کس طریق پر زیادہ سے زیادہ مالی امداد حاصل کر سکتا ہوں - اس نے ارادہ کیا - کہ میں اس کے مکان پر جا کر یہ معلوم کروں گا - کہ ان کا مال و متاع کس جگہ محفوظ ہے اور جو قیمتی سامان ہاتھ آئے اس پر قبضہ کر کے ایلن کے ساتھ فرار ہو جاؤں گا ناظرین کو معلوم ہے - کہ گو اس نے یہ تجویز جلدی میں سوچی تھی - تاہم ایلن کو اس پر رضامند کرنے میں اُسے پوری کامیابی حاصل ہو چکی تھی - اس کی قابل نفرت تجویز کے دو حصے پایہ تکمیل کو پہنچ چکے تھے - ایک ایلن کا اُسے اپنے مکان میں داخل کرنا - دوسرے اس کے ساتھ فرار ہو جانا - رہا قیمتی اشیا کو اڑانے کا خیال - اس کی نسبت اس نے سوچا - کہ یہ کچھ بہت مشکل معاملہ نہیں - اول تو میں اُسے دلیل سے سمجھا لونگا - اگر نہ مانی تو دھمکی سے رضامند کر لونگا - چنانچہ اب دیکھئے - کہ اس خوفناک منصوبہ کو دل میں لئے وہی لیونارڈ ڈھچل جو کبھی زمانہ میں ساری نیکیوں کا مجموعہ تھا - ایلن کے پہلو بہ پہلو سیٹمفورڈ سٹریٹ کی طرف چلتا اپنی خوفناک تجویز پر دل میں خوش ہو رہا ہے - دس منٹ کے عرصہ میں دونو مسٹر گیمبل کے مکان پر پہنچ گئے - ایلن نے جیب سے کنجی نکال کر دروازہ کھولا اور نوجوان سپاہی اس کے ساتھ ساتھ دبے پاؤں چلتا نظر بچا کر ایلن کی خوابگاہ میں پہنچ گیا - ایلن کا شوہر گذشتہ ڈیڑھ سال سے بالکل جدا کمرہ میں سوتا تھا - رات کا باقی حصہ جس طرح گذرا اس کا اندازہ ناظرین کر سکتے ہیں - آخر دن نکلا - تو ایلن نے دونو خادماؤں کو اپنا رازدار بنا لیا اور چونکہ اس نے انہیں ایک معقول رقم بطور انعام دے دی تھی - اس لئے انہوں نے وعدہ کیا - کہ ہم اس معاملہ کا کسی سے ذکر نہیں کرینگے - سارا دن لیونارڈ ڈھچل کو اسی خوابگاہ کی چار دیواری میں بند رہ کر گذارنا پڑا - اور چونکہ چلنے پھرنے والا آدمی تھا - اس لئے وقت کاٹنا دوبھر ہو گیا - دن میں کئی بار اس نے سوچا - کہ یہاں سے فرار ہونے کی کارروائی بلا تاخیر

عمل میں لانی چاہیئے۔ چوں توں کرکے دن گذرا اور آخر جب لیلائے شب نے پھر ایک بار دنیا کو اپنی سیاہ چادر میں لپیٹا۔ تو اُسے غایت درجہ مسرت محسوس ہوئی۔

اب گیارہ بجے تھے۔ مسٹر کیمپل کو سوئے بہت دیر گذر چکی۔ نوکر بھی آرام کر رہے تھے۔ مگر لیونارڈ اور ایلین خوابگاہ میں بیٹھے تھے۔ دسترخوان پر نادر اشیائے خوراک اور قیمتی شراب موجود تھی۔ کھڑکیوں کے سامنے پردے تنے ہوئے تھے۔ لیمپ کی مدھم روشنی کمرہ میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ پیٹ بھر کر کھانے کے بعد لیونارڈ نے ایک گلاس شیری کا پُر کرکے ایک ہی بار مُنہ کو لگا کے پیا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا۔ اب تجویز کے باقی حصہ کو ممکن ہو تو آشتی سے یا ضرورت ہو تو سختی سے عمل میں لائے۔ ذرا دیر کے بعد وہ کہنے لگا۔ "ایلین ہمیں آج رات یہاں سے چل دینا چاہیئے۔" "آج ہی؟" اُس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "اس قدر جلدی کس لئے؟" وہ بولا "پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ میں اس چاردیواری میں چوہے کی طرح دبک کر بیٹھنا گوارا نہیں کرسکتا۔ دوسرے یہ کہ جب ایک کام کرنا ہی ہے۔ تو پھر آج کیا تو کیا۔ اور ایک ہفتہ یا ایک ماہ بعد کیا تو کیا۔" ایلین التجا کے لہجہ میں کہنے لگی "تم آج رات کے لئے ضرور ٹھیر جاؤ۔" پوچھا "کیوں"؟ کہنے لگی "میں کئی دن سے والد سے نہیں ملی۔ وہ حصہ شہر میں بہت مصروف ہیں۔ جانے اس زندگی میں پھر اُن سے ملنا نصیب ہو نہ ہو۔ میں چاہتی ہوں۔ آخری بار ان سے مل تو لوں۔" لیونارڈ بے صبری کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "یہ سراسر فضول باتیں ہیں۔ میرا خیال تھا اب تمہارے دل میں اپنے باپ کے لئے کچھ زیادہ عزت نہیں رہی۔" ایلین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بولی۔ "جو کچھ بھی ہو۔ آخر میرے باپ ہیں۔ اور انگلستان سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے سے پیشتر ایک بار ان سے ملنا اور بغلگیر ہونا ضروری ہے۔" "پھر تم ٹھیرو میں تنہا رخصت ہوتا ہوں۔" لیونارڈ نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔ ایلین تلخی سے کہنے لگی۔ "تمہارے الفاظ کتنے رنج دہ ہیں۔ بھلا ایسی کیا جلدی ہے۔ کہ تم مجھے ایک دن رات کی مہلت تیاری کے لئے نہیں دے سکتے۔" لیونارڈ ضد سے کہنے لگا "تیاری تو ایک گھنٹے میں ہوسکتی ہے۔" اور پھر ایک بار کرسی پر بیٹھ کر اُس نے شراب کا ایک اور گلاس چڑھایا۔ پھر کہنے لگا "ہمیں اس کے سوا اور کیا تیاری کرنی ہے۔ کہ جس قدر نقدی زر و جواہر یا اور قیمتی سامان ہاتھ آئے اُسے لیکر یہاں سے چل دیں۔" ایلین اپنے آشنا کی زبانی یہ الفاظ سُن کر حیرت زدہ ہوگئی۔ اُسے چپ دیکھ کر لیونارڈ کہنے لگا۔ "اب خاموش کیوں ہو؟"۔ وہ بولی "میں حیران ہوں کہ جو کچھ میرے کان سُن رہے ہیں۔ کیا وہ تمہارے ہی الفاظ ہیں؟ کیا تم چاہتے ہو میں اپنے شوہر کی چور بنوں؟" "یقیناً"

اس بدمعاش نے جواب دیا "اس میں عیب کیا ہے؟ آخر ہم یہاں سے خالی ہاتھ تو نہیں جا سکتے" "کیا یہ ممکن ہے۔ تم مجھے اس قسم کا مشورہ دیتے ہو" ایلین نے دبی ہوئی مضطرب آواز میں کہا "لیونارڈ جب کبھی تمہیں روپیہ کی ضرورت ہوئی۔ میں نے اسے پورا کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ کیونکہ میں جانتی ہوں روپیہ پر میاں بیوی دونو کا مساوی قبضہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تمہاری ضروریات پورا کرنے کے لئے جو کچھ میں نے دیا۔ اس کا اس گھر کے مالی وسائل پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ لیکن اگر تم چاہتے ہو۔ میں تمہارے ساتھ ملکر اپنے شوہر کے چاندی کے برتن اس کی گھڑی اور باقی چیزیں جو اس کی اپنی ملکیت ہیں چراؤں۔ تو معاف کرو۔ میں اس تجویز پر عمل پیرا نہیں ہو سکتی" پھر وہ زار زار روتے ہوئے کہنے لگی "کیا میں اپنی موجودہ حالت میں ہی کچھ کم بُری ہوں۔ کہ تم چاہتے ہو۔ اپنے پیچھے چور ہونیکی بدنامی بھی چھوڑ جاؤں؟" لیونارڈ نے غصہ سے دانت کٹکٹائے۔ پھر شراب کا ایک اور گلاس پیا۔ ذرا دیر کے بعد ایلین اس سے مخاطب ہوکر کہنے لگی "جو الفاظ تم نے کہے مہربانی سے انہیں واپس لے لو۔ اور یہ کہو کہ تم مجھ سے مذاق کر رہے تھے۔ یا تم نے یہ تجویز صرف میرا امتحان لینے کو پیش کی تھی" لیونارڈ وحشیانہ لہجہ میں بولا "میں کیونکر کہہ دوں۔ جب کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ کہا ہے" بدنصیب عورت ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگی "ہائے افسوس میں کیا سن رہی ہوں۔ کہیں میرے کان مجھے دھوکا تو نہیں دیتے؟" وہ نا ہنجار اپنی جگہ سے اُٹھ کر چلاتے کہنے لگا۔ "اس نا کی گفتگو کو چھوڑو اور بتاؤ میرے ساتھ چلنا چاہتی ہو۔ یا نہیں؟" اس نے کہا "میں اس کا وعدہ کر چکی ہوں۔ اور اب تک اپنے وعدہ پر قائم ہوں" لیونارڈ نے کہا "پھر کیا ہم خالی ہاتھ جائیں؟" ایلین بولی "میرے پاس ساٹھ ستر پونڈ نقد ہیں اور اس سے کچھ زیادہ قیمت کے زیورات" "اور چاندی کے برتن؟" لیونارڈ نے پوچھا "وہ مسٹر کیمبل کے پلنگ کے نیچے ایک بکس میں بند ہیں" ایلین نے جواب دیا "اور تم دیکھ سکتے ہو۔ کہ اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق اس چوری میں شریک ہونا اور اپنے شوہر کی وہ چیزیں چرانا منظور بھی کروں۔ جو نسلاً بعد نسلاً اس کے خاندان میں چلی آئی ہیں۔ تو یہ چیدی عملی طور پر غیر ممکن ہے"

لیونارڈ پھر بیٹھ گیا۔ بوتل سے کچھ اور شراب لی۔ اسے پیا۔ اور کسی گہری سوچ میں پڑ گیا ایلین اس کے چہرہ کو غور سے دیکھتی رہی۔ وہ دل میں سوچتی تھی۔ کہ شاید میرے کہنے کا کچھ مفید اثر ہوا ہے۔ لیکن واقعہ میں اس نے اس بدمعاش کے ارادوں کو زیادہ استوار کر دیا تھا۔ بیچاری

میں دو باتیں اُس کے منہ سے ایسی نکل گئیں۔ جو لیونارڈ کی حرص کو ترقی دینے کا موجب بنیں۔ ایک اُسے معلوم ہوگیا کہ چاندی کے برتن کہاں رکھے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ سالہا سال سے اس کنبہ میں ہیں جس سے ظاہر تھا۔ کہ وہ بیش قیمت ہیں۔ کیونکہ جو چیز نسلاً بعد نسلاً قائم رہے وہ ضرور نوادرات کی قسم سے ہوتی ہے۔ پس اب ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ لیونارڈ جیل شراب کے تیز نشہ میں اپنے دل میں ایک نہایت خوفناک تجویز سوچ رہا تھا۔ اس نے جانا۔ کہ اگر میں نے ایلین کی مرضی کے بغیر قیمتی برتنوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ تو ضرور فساد ہوگا۔ اور مجھے ایک مفرور سپاہی جان کر پکڑ لیں گے۔ دوسری طرف اس قیمتی خزانے کو چھوڑ کے جانا بھی اُسے منظور نہ تھا۔ کیونکہ یہ بات وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ کہ کسی دور دراز ملک میں جا کر محنت مشقت کی زندگی بسر کرے۔ سوچ فقط یہ تھی۔ کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے مال بھی ہاتھ آئے۔ ورنہ ہنگامہ بھی نہ ہو۔ اس کی ایک ہی صورت تھی۔ یعنی یہ کہ ایلین کو راستہ سے ہٹا دیا جائے۔

اُف! کتنی خوفناک تجویز ہے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ گہری سوچ کے بعد لیونارڈ اسی نتیجہ تک پہنچا۔ اُس نے ایک گلاس شراب کا اور پی کر دل کو تقویت دی۔ اور اُسے عمل میں لانے پر تیار ہوا۔ اپنی جگہ سے اُٹھ کر وہ ایلین کے قریب گیا۔ اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا "جان من میں اپنے الفاظ کے لئے سچے دل سے معافی چاہتا ہوں۔ جیسے تمہاری مرضی اُسی میں میری خوشی ہے۔ تم چاہتی ہو۔ تو ہم اپنی روانگی کل تک ملتوی کر دیتے ہیں۔ اور یہ بات بھی میں تمہارے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں۔ کہ ہمیں اپنے ساتھ خرچ کے لئے کس قدر نقدی لے جانی چاہیئے"۔

وہ بولی "لیونارڈ میں تمہیں کھلے دل سے معاف کرتی ہوں"۔ اگرچہ اس کے باوجود جب اُس نے لیونارڈ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو اس پر کچھ اس قسم کے آثار نظر آئے۔ اور اُس کی آنکھوں میں ایسی خوفناک چمک دکھائی دی کہ بے اختیار اس کے دل میں تشویش پیدا ہوگئی۔ کہنے لگی "لیونارڈ کیا بات ہے۔ تم میری طرف اس طرح دیکھ رہے ہو۔ تمہاری طبیعت ناساز تو نہیں؟" "نہیں میری جان بالکل نہیں"۔ اس نے اپنے بازو ایلین کی گردن میں ڈالتے ہوئے اور اس کا سر از راہ محبت اپنی چھاتی سے لگا کر کہا۔ اس سے وہ تمام اندیشے جو ایلین کے دل میں پیدا ہوئے تھے رفع ہوگئے اور حالت بے خبری میں وہ بھی اس سے دلی شوق سے محبت کرنے لگی۔ لیکن اس موقعہ پر لیونارڈ نے دپنا دایاں ہاتھ کھینچ کر کوٹ سے پیار کی باتیں کرتے ہوئے چپ چاپ جیب سے ایک بڑی سی چھُری نکالی۔ وہ اُس کی چھاتی سے لگی ہوئی یہ کہ رہی تھی "لیونارڈ رات بہت جا چکی ہے

آؤ اب چل کے آرام کریں . . .'' یکایک اُس کے مُنہ سے نکلا۔ "اُف! . . . میرے خدا . . . "
اس کے آگے ایک لفظ بھی اُس کے منہ سے نہ نکلا۔ لیمپ کی روشنی میں چھری کی تیز دھار بجلی کی طرح چمکی۔ اور پھر لیونارڈ نے آن واحد میں اُسے ایلین کے گلے پر پھیر دیا۔ موت دفعتاً واقع ہو گئی۔ اور جلاد عاشق نے پھڑکتی ہوئی لاش کو باآہستگی فرش زمین پر رکھ دیا۔ قریباً نصف منٹ وہ اس نظارہ کو حیرت سے دیکھتا رہا۔ معلوم ہوتا تھا اُسے اپنی قوت باصرہ پر یقین نہیں رہا وہ باور نہیں کر سکتا تھا۔ کہ میں نے اس فعل کا ارتکاب کیا۔ آخر جب وہ اس خوفناک حقیقت سے خبردار ہوا۔ جب اس کے قوائے ذہنی پھر بیدار ہوئے۔ اور اُس نے محسوس کیا۔ کہ مجھ سے کس قدر ہیبت ناک جرم ہوا ہے۔ تو اس کی حالت یہ تھی۔ کہ اگر دونوں جہان اس کے اختیار میں ہوتے۔ اور ان سے دست بردار ہو کر ایلین میں جان آ سکتی۔ تو اُسے اس ایثار میں ذرا بھی تامل نہ ہوتا۔ مگر افسوس جو ہو چکا اس کے اثر کو زائل کرنا غیر ممکن تھا۔ بیمار وقت تاسف ہو بھی۔ تو کس کام کا۔ احساس ندامت کے بعد اب اُسے اپنی سلامتی کی فکر ہوئی۔ برانڈی کا ایک اد گلاس بھر کر منہ سے لگایا جس سے گرتا ہوا حوصلہ پھر استوار ہو گیا۔ اور اب لیمپ ہاتھ میں لے کر وہ دبے پاؤں نچلی منزل میں مسٹر گیمبل کی خوابگاہ کی طرف ہو لیا۔ دروازہ کھلا ہوا اور مسٹر گیمبل بے خبر سو رہا تھا۔ پلنگ کے نیچے وہ صندوق تھا جس میں گھر کے تمام قیمتی برتن رکھے جاتے تھے اور اس میں قفل لگا ہوا تھا۔ لیونارڈ نے بکس ہی اُٹھا کر کندھے پر رکھ لیا۔ اور کمرہ سے رخصت ہونے کو تھا۔ کہ ایک کرسی پر اُسے وہ کپڑے نظر آئے جنہیں مسٹر گیمبل نے سوتے وقت بدن پر سے اُتار کر رکھ دیا تھا۔ قاتل نے یہ کپڑے اور اس کی ٹوپی جو الماری پر رکھی تھی اُٹھالی۔ اور اسی طرح احتیاط سے چلتا پھر اُسی کمرہ میں گیا۔ جہاں بدنصیب ایلین کی لاش پڑی تھی۔ اس خوفناک نظارہ کو دیکھنے کی تاب نہ لا کر اس نے اس طرف کو پیٹھ پھیر لی۔ اور جلد جلد اپنا لباس اُتار کر وہ کپڑے پہننے لگا جنہیں مسٹر گیمبل کے کمرہ سے لایا تھا۔ کپڑے اگرچہ بدن پر پورے نہیں اُترتے لیکن فوجی وردی کی نسبت انہیں پہننا بہرحال زیادہ محفوظ تھا۔ پھر اسی چھری کی مدد سے جس سے ایلین کو قتل کیا تھا۔ صندوق کھولا۔ ایک ہی نظر ڈالنے پر معلوم ہو گیا۔ کہ اس میں بیش قیمت خزانہ موجود ہے۔ سب برتنوں کو نکال کر اس نے تولیہ میں باندھا۔ اور اوپر بھورے رنگ کا کاغذ لپیٹ لیا۔ پھر مقتول حسینہ کے کمرہ کی تلاشی لی۔ اور زیورات کے علاوہ وہ سنہری پونڈ نقد بھی اس کے ہاتھ آئے جن کا ذکر حسرت نصیب عورت نے تھوڑی دیر پیشتر کیا تھا۔ یہ مال لیونارڈ

کے لئے ہر لحاظ سے تسلی بخش تھا۔ اس کے علاوہ فکر یہ بھی کہ جلد تر یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ روپیہ اور زیورات کو جیبوں میں بھر کر اس نے برتنوں کا پارسل بغل میں دبایا۔ اور بڑی آہستگی سے چلتا زینہ کی راہ سے اُترنے لگا۔ گھر میں ہر طرف خاموشی تھی۔ کبھی بار وہ رُک کر کان لگا کے سُننے لگتا۔ مگر کسی قسم کی آواز اسے سنائی نہیں دی۔ چنانچہ بغیر کسی مزاحمت کے وہ بازار میں پہنچ گیا۔ لیکن جب وہاں پہنچا۔ تو حیران تھا۔ کہ کس طرف کو جاؤں! کیا تجویز اختیار کروں؟ اور لندن سے بلا تاخیر نکل جانے کی کوشش کروں۔ یا جب تک اس معاملہ کا چرچا ختم نہ ہو۔ اس شہر میں کسی مقام پر چھپ جاؤں۔ سارے پہلو سوچکر اُسے بہترین صورت یہی نظر آئی۔ کہ انگلستان کو خیرباد کہا جائے۔ پس وہ تیزی سے چلتا ڈوور کی سڑک پر ہو لیا۔

جب دن نکلا۔ اور مسٹر گیمبل کی آنکھ کھلی۔ تو اُسے اپنے کمرہ کی چھت پر سُرخ رنگ کا ایک گہرا داغ نظر آیا۔ بہت دیر وہ اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اب اُس کی عادات بچوں کی طرح ہوگئی تھیں۔ اس داغ کو دیکھ کر سینکڑوں خیالات اس کے ذہن میں پیدا ہونے لگے۔ بتدریج وہ نہایت خوف زدہ ہو گیا۔ ایک ناقابل بیان ہیبت اس پر طاری ہونے لگی۔ اُس نے بڑے زور سے گھنٹی بجائی۔ چند منٹ میں دو نوخادمائیں جلد جلد کپڑے پہن کر اس کے کمرہ میں پہنچیں۔ اور انہیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ ان کا آقا بڑے غور سے کمرہ کی چھت کو دیکھ رہا ہے انہوں نے بھی اسی طرف کو دیکھنا شروع کیا۔ اور ان میں سے ایک کانپ کر کہنے لگی۔ "یہ تو خون کا داغ ہے" پھر وہ دوڑتی ہوئی اوپر کی منزل پر گئیں۔ جہاں ایک روح فرسا نظارہ اُن کے دیکھنے میں آیا۔ اُن کی آقانی فرش زمین پر پڑی تھی۔ اور اس کا گلا ایک کان سے دوسرے تک کٹا ہوا تھا۔ فرشی قالین خون سے تر تھا۔ معلوم ہوتا تھا خون چوبی فرش میں سے نکل کر نچلی چھت پر بھی نمودار ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر اُن کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی۔ اور وہ تیزی سے اُتر کر مسٹر گیمبل کے کمرہ میں گئیں۔ جہاں اُنہوں نے بغیر کسی تمہید یا تیاری کے اس خوفناک سانحہ کی خبر اس عمر رسیدہ شخص کو پہنچائی۔ مسٹر گیمبل کی فراست کا ٹمٹماتا ہوا چراغ اس خبر کو سُن کر غیر معمولی طور پر تیز ہو گیا۔ فہم و ادراک پھر بیدار ہوئے۔ اس نے باوجود اپنی مجذوبیت کے اس خبر کو جو اُسے پہنچائی گئی تھی۔ پوری طرح سمجھ لیا۔ اور ایک خوفناک چیخ مار کر وہ بستر سے اُٹھا۔ دیوانوں کی طرح تیزی سے دوڑتا ہوا وہ اپنی بیوی کی خوابگاہ میں پہنچا۔ اور اس خوفناک نظارہ کو دیکھ کر اس نے دونو بازو مایوسانہ انداز سے اوپر کو اُٹھا لیئے۔ پھر بڑے زور کی آہ کھینچی۔ اور وہیں خون آلودہ

لاش پر گر پڑا۔ خادماؤں میں سے ایک مسٹر ہمفرٹ کو اس واقعہ کی اطلاع دینے چلی گئی تھی۔ وہ دو تین نوکروں کو ساتھ لے کر مکان میں پہنچا۔ آ کے دیکھا۔ کہ مسٹر گیمبل اس کی مقتول بیٹی کی لاش پر مردہ پڑا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے دل کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہو سکا۔

گیمبل کی خادماؤں سے اس نے چند سوالات پوچھے اور ان کے جواب میں اسے جو باتیں معلوم ہوئیں وہ انتہا درجہ خوفناک تھیں۔ ان باتوں سے اسے معلوم ہوا کہ ایلین کا عرصہ دراز سے ایک نوجوان اور شکیل سپاہی سے ناجائز تعلق تھا۔ قتل کی رات سے ایک دن پہلے وہ اسے اپنے مکان میں لے آئی تھی۔ پس یقیناً وہی اس فعل کا مرتکب ہوا۔ مزید تحقیقات سے اس خیال کی تصدیق ہو گئی۔ اس کی وردی خوابگاہ میں ہی ایک طرف پڑی ہوئی پائی گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ مسٹر گیمبل کے کپڑے غائب ہیں۔ نقدی زیورات اور چاندی کے برتن بھی ندارد تھے۔ مسٹر ہمفرٹ پہلے ہی سن چکا تھا۔ کہ لیونارڈ ممل ڈریگون سپاہیوں میں بھرتی ہو گیا ہے۔ اب اس وردی کو دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ یہ فعل اسی کا ہے۔ اس کے علاوہ جب ایلین کے میز کو کھولا۔ تو بعض خطوط ایسے ملے جن سے اس شبہ کی مزید تصدیق ہو گئی۔ چوری اور قتل کی اطلاع حکام پولیس کو دی گئی۔ اور اس تازہ مصیبت سے سخت پریشان اور نڈھال ہو کر مسٹر ہمفرٹ اپنے بے رونق مکان کی طرف چلا۔ کہ اس قصۂ غم پر تنہائی میں غور کرے جس میں سب سے زیادہ حصہ خود اس کا تھا۔ کیونکہ سارے واقعہ کی تہ میں صرف یہ ایک بات تھی۔ کہ اس نے اپنی خود غرضی پر اپنی بیٹی کی راحت کو قربان کر دیا۔ وہ اس وقت انتہا درجہ مصیبت زدہ تھا۔ آنکھوں سے پریشانی کا اظہار ہوتا تھا۔ اعضا تشنجی انداز سے کانپ رہے تھے۔ بیٹی کے المناک انجام اور اپنی مالی تباہی کو دیکھ کر بار بار اسکے جی میں آتا تھا۔ کہ اب دنیا میں زندہ رہنا بے کار ہے لیکن معلوم ہوتا ہے اس کے مصائب کا پیمانہ ابھی لبریز نہیں ہوا تھا۔ تھوڑی دیر میں اس کا صدر محرر گاڑی پر سوار ہو کر آیا۔ اور بے تحاشا کمرہ میں پہنچکر کہنے لگا۔ "پولیس کے آدمی آپ کی تلاش میں ہیں۔ کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے بعض مالی معاملات میں لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ اگر ممکن ہو فرار کی تجویز کیجئے"۔ ہمفرٹ نے محرر کا ہاتھ تکلیف دہ گرمجوشی کے ساتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ "میرے دوست تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے بروقت اطلاع دیدی۔ میں ابھی رخصت ہوتا ہوں"۔ یہ کہکر وہ لڑکھڑاتا ہوا دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ کلارک پانچ منٹ اس کی واپسی کا منتظر رہا۔ اور پھر مضطرب ہونے لگا۔ دس منٹ گذر گئے۔ اور پھر بھی اس کا آقا واپس نہ ہوا۔ تو اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بڑے

زور سے گھنٹی بجائی۔ کہ کوئی نوکر آئے۔ اور میں اس سے وجہ دریافت کروں عین اس وقت پولیس کے سپاہی مکان میں داخل ہوئے۔ اور چونکہ نوکر نے انہیں بتا دیا تھا۔ کہ مسٹر ہمفرٹ گھر پر ہیں اسلئے انہوں نے مکان کے مختلف حصوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ کلارک بھی بدترین اندیشے دل میں لئے ان کے ساتھ ہولیا۔ یہ سب مسٹر ہمفرٹ کی خوابگاہ میں پہنچے۔ جہاں ایک عجیب نظارہ دکھائی دیا۔ دیوار کے ساتھ ایک کھونٹی میں رسی باندھی ہوئی تھی۔ جس کا پھندا مسٹر ہمفرٹ کے گلے میں تھا اور وہ اس سے لٹک رہا تھا۔ رسی کاٹ کر اُسے اُتار لیا۔ اور ڈاکٹر کی امداد حاصل کی گئی۔ لیکن تمام کوششیں بے سود تھیں۔ کیونکہ وہ اس امداد سے پہلے ہی مر چکا تھا۔

اسی دن کی شام کو ایک شخص مشتبہ حالات میں ڈوور میں پکڑا گیا۔ چونکہ اس زمانہ میں لندن اور ساحل کنٹ کے درمیان نہ ریل تھی اور نہ تار کا سلسلہ اس لئے سنیمفورڈ سٹریٹ کے خوفناک واقعہ کی خبر ابھی تک وہاں نہیں پہنچی تھی مگر شبہ اس طرح پیدا ہو گیا۔ کہ شخص مذکور نے بہت سے قیمتی برتن ایک صراف کی دوکان پر بغرض فروخت پیش کئے۔ اور اس سے جو سوالات پوچھے گئے۔ وہ ان کا تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ اسپر صراف نے اُسے حوالہ پولیس کر دیا۔ اگلی صبح کو قتل اور چوری کی خبر لندن سے ڈوور میں پہنچ گئی۔ اور اخبارات میں اس واقعہ کی جو تفصیل چھپی اس کی بنا پر بآسانی معلوم کر لیا گیا۔ کہ یہ شخص لیونارڈ مچل وہی ہے جس نے تمام وارداتیں کیں۔ چنانچہ اس پر فوج سے بھاگنے اور قتل اور چوری کے الزام عاید کئے گئے۔ اور اسے مسلح پولیس کے زیر حراست صدر مقام کو بھیجا گیا۔ جہاں نیوگیٹ کے جیلخانہ میں اس کا قیام ہوا۔ مناسب وقت پر اس کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ جیوری نے اُسے فیصلہ کن شہادت کی بنا پر مجرم قرار دیا۔ اور جیسا کہ دستور ہے حکم سنانے سے پیشتر جج نے اُس سے پوچھا "تم کوئی وجہ بیان کر سکتے ہو کہ کیوں تمہیں انتہائی سزا نہ دی جائے"؟ وہ کہنے لگا "حضور والا میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ جرائم مجھ سے منسوب کئے گئے ہیں۔ میں ان کے لئے قصوروار ہوں۔ اور اگرچہ اب میرا اظہار تاسف بے سود ہے۔ تاہم میں سچے دل سے کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ ہوا اس کے لئے میں سخت ہی پشیمان اور نادم ہوں۔ مائی لارڈ ہر چند کہ میں اس وقت ایک ذلیل و خوار مجرم اور قابل سزا شخص کی حیثیت میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ مگر کسی زمانہ میں میں بھی نیکی کا اتنا ہی پرستار تھا۔ جیسا کوئی انسان ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جب مصائب نے میرے گھر کو نشانہ بنایا۔ اور کسی غنیم کی فوج کی طرح ہر طرف تباہی پھیلادی۔ پھر بھی میں کسی بُری ترغیب میں نہیں آیا۔ اور

ہمیشہ قادرِ مطلق کے انصاف اور راستی کا قائل رہا۔ میں اس غرض سے فوج میں بھرتی ہوا تھا کہ دیانت داری کی روزی کماؤنگا۔ اور اپنی برباد اُمیدوں اور بجھی ہوئی محبت کے رنج کو سپاہی کی مصروف زندگی میں چھپانے کی کوشش کرونگا۔ عدالت کو معلوم ہے۔ جس قدر شہادتیں میرے خلاف گذریں۔ ان کے دوران میں ہر ایک گواہ نے میرے سوالات پر تسلیم کیا ہے۔ کہ جب مجھے تین سو تازیانہ کی سزا دی گئی۔ اس سے پہلے میں اس درجہ راست شعار تھا۔ کہ کسی خفیف ترین بے قاعدگی کے لئے مجھے کبھی فہمائش بھی نہیں کی گئی۔ لیکن جب مجھے بلا وجہ یہ اذیت دہ اور ذلت بخش سزا دی گئی۔ بلکہ یوں سمجھئے جب تازیانہ کا پہلا وار میری پیٹھ پر ہوا۔ اس وقت سے میری زندگی نے ایک بالکل نئی صورت اختیار کر لی۔ خون کے ہر قطرہ کے ساتھ جو میری پیٹھ سے بہا نیکی اور راست شعاری کا ایک ایک اصول میرے دل سے نابود ہوتا گیا۔ مائی لارڈ اسی سزائے تازیانہ نے مجھے شراب کا خوگر بنایا۔ اور اسی نے انجام سے بے خبر۔ دروغگو۔ عیاش۔ کمینہ اور انتہا درجہ ذلیل کیا۔ اسی نے میرے دل کو اس قدر بے تیغ کیا۔ کہ اس میں رحم۔ عزت یا شرافت کا ذرا سا احساس بھی باقی نہیں رہا۔ سچ پوچھئے تو اس سزائے تازیانہ نے ہی مجھے قاتل بنایا ہے۔ اور یوں حاضرین کو اختیار ہے کہ وہ مجھے نفرت کی نظر سے دیکھیں یا حقارت سے۔ بہرحال میں سب سے زیادہ میں رحم کا مستحق ہوں۔ تازیانہ ایک نہایت ظالمانہ سزا ہے۔ جس کی منظوری ایک ظالمانہ قانون نے دے رکھی ہے یہی جانتا ہوں اس سزا نے ہی میرے اندر ظلم پسندی کا عنصر داخل کیا۔ اور یہ اس بیرحمانہ اور وحشیانہ سزا کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ میں جو کسی زمانہ میں رحمدل تھا۔ ظالم۔ جابر اور قاتل بنا۔ اور اب میں اس عدالت کے روبرو ایک ایسی بات ظاہر کرنا چاہتا ہوں جس کے متعلق لوگوں کو عرصہ سے شبہ تھا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اُسے بالکل ہی صاف کر دوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس جرم کے عوض جو مجھ پر ثابت پایا گیا ہے۔ مجھے ضرور سزائے موت دی جائیگی پھر کیا ضرورت کہ میں ایک اور جرم کے بوجھ کو جس کا ارتکاب میں نے ایک سال پیشتر کیا تھا اپنے دل پر لے کے مروں۔ عدالت کو یاد ہوگا۔ کہ ہائیڈ پارک کی فوجی قواعد میں ایک نوجوان افسر کسی نامعلوم شخص کی گولی سے ہلاک ہوا تھا۔ مائی لارڈ وہ نامعلوم شخص میں ہی تھا۔ میں نے ہی اُسے قتل کیا تھا۔ اس لئے کہ اس نے مجھ پر ایک جھوٹا الزام لگایا۔ مجھ بیسے جا سختی کی۔ اور مجھے سزا دلانے کے لئے انتہا درجہ دروغگوئی سے کام لیا۔ میں نے اس سے بدلہ لینا تھا۔ وہ

مجھے

لے لیا۔"

جس وقت لیونارڈ نے یہ آخری الفاظ استقلال کے لہجہ میں کہے ۔ تو حاضرین عدالت کے دلوں میں خوف کی لہر پیدا ہوگئی ۔ اب تک عدالت میں کامل خاموشی تھی سا ب ہر طرف اس کے بیان پر رائے زنی ہونے سے ایک قسم کی گونج سی پیدا ہوگئی ۔ لیکن بدنصیب نوجوان اب بھی ملزموں کے کٹہرہ میں بالکل سیدھا استوار اور پوری طرح مستقل مزاج کھڑا تھا نہ آنکھوں سے خوف کا اظہار ہوا ۔ نہ کوئی عضو کانپا ۔ ہرچند کہ وہ بعض نہایت خوفناک جرائم کا مرتکب ہوچکا تھا ۔ تاہم عدالت کے بہت لوگوں نے اس کی موجودہ حالت کو قابل رحم سمجھا ۔ درحقیقت انسان کے دل کا عجیب حال ہے کہ جنہیں وہ ایک لمحہ پیشتر گردن زدنی خیال کرتا ہے ۔ انہی کو ذرا دیر بعد رحم کا مستحق سمجھنے لگتا ہے ۔ نیجر جج نے کالی ٹوپی سر پر اوڑھی اور سزائے موت کا وحشیانہ حکم معمولی الفاظ میں سنا دیا ۔ اس کے ساتھ ہی مجرم سے کہا کہ تمہارے لئے کسی رحم کی گنجائش نہیں ۔ لیکن جج کے لئے یہ کہنا بے سود تھا ۔ کیونکہ مجرم پہلے ہی سمجھ چکا تھا ۔ میرا انجام کیا ہوگا بڑے استقلال کے ساتھ وہ کٹہرے سے اتر کر سپاہیوں کی حراست میں جیلخانہ کی طرف روانہ ہوا ۔ اور اس کے دس دن بعد جب اسے پھانسی پر لٹکایا گیا ۔ تو اس وقت بھی اس کی طرف سے ویسے ہی زبردست استقلال کا اظہار ہوا ۔ ہزاروں تماشائی اسے پھانسی پر لٹکتے دیکھنے کو جمع ہوئے ۔ اور ہر شخص یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اس نے دم آخر تک ذراسی کمزوری کا اظہار بھی نہیں کیا ۔

اس وقت سے سٹیفورڈ سٹریٹ کے یہ تینوں مکانات بند پڑے ہیں سا ثرات زمانہ ان کو منہدم کر رہے ہیں ۔ مگر کوئی ان کا خبر گیراں نہیں ۔ تینوں اس لئے منحوس سمجھے جاتے ہیں کہ ایک میں مسٹر مچل نے دفعتاً جان دی ۔ دوسرے میں مسٹر پومفرٹ دیوار سے لٹک کر مرا ۔ اور تیسرے میں ایلین کو وحشیانہ طریق پر قتل کیا گیا ۔ شاید قدرت کو یہی منظور تھا ۔ کہ یہ مکانات خوف اور جرم کا مرکز بنیں ۔ جلدی ہی آس پاس کے رہنے والوں میں یہ افواہ مشہور ہوئی ۔ کہ ان میں بھوت رہتا ہے ۔ بہت لوگوں نے بیان کیا کہ مقتول ایلین کی روح سپید کفن اوڑھے اس مکان کے عقبی صحن میں راتوں کو پھرتی دیکھی گئی ہے جس میں اسے قتل کیا گیا تھا ۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے ۔ کہ ہر سال اس رات کو جب اسے قتل کیا گیا ۔ وہ ان تینوں مکانات میں پھرتی ہے اور اس کے منہ سے کراہنے کی دردناک آواز سنائی دیتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ جب تک یہ مکانات قائم ہیں اور جب تک لوگوں کو یہ بات یاد ہے کہ ان میں خوفناک جرائم کا ارتکاب ہوا ۔ اس وقت تک یہ وہم قائم رہیگا ۔ یہی باعث ہے کہ ان مکانات کی بدنامی آجتک قائم ہے ۔ اور لوگ یہی کہتے ہیں کہ ان میں بھوت رہتا ہے ۔

سلسلہ ثانی کی اکیسویں جلد ختم ہوئی

(۲)

دو باتیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری تکلیف و تشویش سے بچینگے

اول:- "امرت دھارا" تقریباً ان کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں - بچوں - جوانوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں حکمی علاج ہے - اور استعمال کرنے والوں سے

۲۳ ہزار

کی یہ رائے ہے کہ **امرت دھارا** ہر وقت اپنے پاس رکھنی چاہیئے - امرت دھارا کی مشہوری دیکھکر لوگوں نے جو نقلیں شروع کر دی ہیں - وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھنا چاہیئے مفصل حالات کیواسطے رسالہ "امرت" مفت منگوائیں -

قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ) نمونہ صرف آٹھ آنے (۸ر)

دوم:- امرت دھارا کے موجد کوی ونود وید بھوشن پنڈت **ٹھاکر دت** شرما وید تین طبی اخباروں کے ایڈیٹر اور تین درجن کے قریب **مفید عام کتب** کے مصنف ہیں - اور آپ کی زیر نگرانی شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر **۲ لاکھ روپیہ** خرچ آیا ہے چل رہا ہے - امرت دھارا کے علاوہ ۴ سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں - آپ مریضوں کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں - جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے - آپ خفیہ امراض مرداں و زناں کے طبی خاص معالج ہیں - اور ہزارہا انسان خط و کتابت کے ذریعہ سے علاج کرا کر پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں - نمونہ طبی اخبارات دیش اپکارک و وید امرت فہرست طبی کتب - فہرست ادویات کارخانہ اور رسالہ امراض مخصوصہ مرداں ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک آنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں -

المشتہر:- مینجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگس امرت دھارا سڑک امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۳۹ - لاہور

(جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ الیغر داس پرنٹر چھپا)